محقق و مدلل

# مسائل قربانی

پسند فرمودہ

حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی دامت برکاتہم

رئیس جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

تحریک وتحریض

حضرت مولانا محمد حذیفہ وستانوی

ناظم تعلیمات جامعہ

تالیف

مفتی محمد جعفر ملی رحمانی

صدر دار الافتاء

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

# تقسیم کار



نام کتاب : **محقق ومدلل مسائلِ قربانی**

مؤلف : مفتی محمد جعفر ملی رحمانی

کمپیوٹر کتابت وترتیب : عبدالمتین اشاعتی کانڑگاؤں

طبع چہارم : ۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء

صفحات : ۱۵۰

تعداد مسائل : ۱۳۳

قیمت :

باہتمام : ابوحمزہ وستانوی

ناشر : جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

ملنے کا پتہ:

## دار الافتاء

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا ضلع نندربار مہاراشٹر

Phone & Fax: 02567,252556

E-mail jafarmilly@gmail.com

fatawaakkalkuwa@gmail.com

http://jamiyaakkalkuwa.com/fatawa/

# فہرست عنوانات

| نمبر شمار | عناوین | صفحہ |
|---|---|---|

**قال الله تبارک وتعالیٰ : ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الأَنْعَامِ﴾ ۔ (حج :۳٤)**

''اور ہم نے ہر ایک امت کے لیے قربانی رکھ دی تھی، تاکہ وہ لوگ اللہ کا نام ان چوپایوں پر لیں جو اس نے انہیں عطا کر رکھے ہیں''

**﴿فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوْا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ﴾۔ (حج : ۲۸)**

''پس تم بھی اس میں سے کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ''

**وقال : ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلا دِمَائُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾ ۔ (حج :۳۷)**

''اللہ تک نہ اُن کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ اُن کا خون، البتہ اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے''

**قال رسولنا وحبيبنا ﷺ : '' ما عَمِلَ ابنُ آدمَ يومَ النَّحرِ عملا أحبّ إلى اللهِ من إراقةِ الدّم '' ۔**

''یوم النحر یعنی عیدالاضحیٰ کے دن اولادِ آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔'' **(الحديث)**

# افتتاحیہ

الحمد لله رب العالمين ، والعاقبة للمتقين ، والصلوة والسلام على سيد المرسلين ، وعلى آله وصحبه أجمعين إلى يوم الدين ، أما بعد !

قال الله تبارك وتعالى : ﴿ولكل أمة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الأنعام ، فكلوا منها وأطعموا البائس الفقير﴾ . وقال تعالى : ﴿لن ينال الله لحومها ولا دمائها ولكن يناله التقوى منكم﴾ . وقال : ﴿خلق الموت والحياة ليبلوكم أيكم أحسن عملا﴾ .

قال الفضيل ابن عياض فى قوله تعالى : ﴿ليبلوكم أيكم أحسن عملا﴾ قال : أخلصه وأصوبه ، قالوا : يا أبا على ما أخلصه وأصوبه ؟ قال : إن العمل إذا كان خالصا ولم يكن صوابا لم يُقبل ، وإن كان صوابا ولم يكن خالصا لم يُقبل ، حتى يكون خالصا وصوابا ، والخالص أن يكون لله ، والصواب أن يكون على السنة.

## محترم قارئین!

زیرِنظر کتاب قربانی کی فضیلت وحقیقت، اس کی وجہ تسمیہ، نقلاً وعقلاً اس کا ثبوت، اور اس سے متعلق چند اہم مسائل پر مشتمل ہے، جو رئیس جامعہ حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی دامت برکاتہم کے ایماء، اور ناظم تعلیمات مولانا محمد حذیفہ صاحب کی تحریک وتحریض پر ترتیب دی گئی، کیوں کہ یہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی عمل اللہ کے نزدیک اسی وقت قابل قبول ہوتا ہے جب وہ خالص وصواب ہو، یعنی محض اللہ کیلئے اور

موافقِ سنت ہو، اور عمل کا موافقِ سنت ہونا اس پر مبنی ہے کہ وہ شریعت کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق انجام دیا جائے، جس کے لیے اس عمل سے متعلق احکام ومسائل کا جاننا ضروری ہے، اسی ضرورت کے پیشِ نظر یہ کتاب سالِ گذشتہ (۱۴۳۵ھ) بموقع عید قرباں شائع کی گئی تھی، جسے طلبۂ جامعہ اور عوام نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا، پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا، اور اس کی افادیت کا اعتراف بھی کیا، کتاب کا تیسرا ایڈیشن چوں کہ ختم ہو چکا تھا اور اس کی طلب اب بھی باقی ہے، اس لیے مزید چند مسائل کے اضافہ کے ساتھ یہ چوتھا ایڈیشن منظرِ عام پر آنے جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس کتاب کے ذریعہ رہنمائی حاصل کر کے قربانی جیسے عظیم الشان عمل کو سنت طریقے پر انجام دے کر اس کی فضیلت و برکت سے مالا مال ہونے کی توفیق بخشے، اور اسے اپنے ہاں شرفِ قبول عطا فرمائے۔ آمین

**فقط**

محمد جعفر ملی رحمانی

خادم التدریس والافتاء، جامعہ ہذا

۲۹/۱۱/۱۴۳۶ھ

# مقدمہ

## قربانی کو ''قربانی'' کیوں کہتے ہیں؟

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

''قربانی اصل میں ''قربان'' سے ہے، یعنی قربانی اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ انسان خدا تعالیٰ کا قرب ڈھونڈتا ہے، چنانچہ کہتے ہیں: قربت للہ قرباناً۔ میں نے اللہ کے لیے قربانی دی، چونکہ انسان قربانی سے قربِ الٰہی کا طالب ہوتا ہے، اس لیے اس فعل کا نام بھی قربانی ہوا۔''

## قربانی کیا ہے؟

ایک تصویری زبان میں تعلیم ہے جسے جاہل اور عالم سب پڑھ سکتے ہیں، وہ تعلیم یہ ہے کہ خدا کسی کے خون اور گوشت کا بھوکا نہیں، وہ تو ''وھو یُطعِم ولا یُطعَم'' ہے، ایسا پاک اور عظیم الشان نہ تو کھالوں کا محتاج ہے نہ گوشت کے چڑھاوے کا بلکہ وہ تمہیں سکھانا چاہتا ہے کہ تم بھی خدا کے حضور میں اسی طرح قربان ہو جاؤ اور یہ بھی تمہارا قربان ہونا ہے کہ اپنے بدلے اپنا قیمتی پیارا جانور قربان کردو۔

## کیا قربانی خلافِ عقل ہے؟

جو لوگ قربانی کو خلافِ عقل کہتے ہیں وہ سن لیں کہ کُل دنیا میں قربانی کا رواج ہے، اور قوموں کی تاریخ پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ادنیٰ چیز اعلیٰ کے بدلے میں قربانی کی جاتی ہے، یہ سلسلہ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیزوں میں پایا جاتا ہے، ہم بچے تھے تو یہ بات سنی تھی کہ کسی کو زہریلا سانپ کاٹے تو وہ انگلی کاٹ دی جائے تا کہ کل جسم زہریلے اثر سے

محفوظ رہے، گویا انگلی تمام جسم کے لیے قربانی کی گئی ہے۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا کوئی دوست آجائے تو جو کچھ ہمارے پاس ہو اسی کی خوشی کے لیے قربان کرنا پڑتا ہے، گھی، آٹا، گوشت وغیرہ قیمتی اشیاء اس پیارے کے سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتیں۔ (جاندار اور بے جان کو قربان کرنا بھی قربانی ہی ہے) اور اس سے زیادہ عزیز ہو تو مرغے مرغیاں، حتی کہ بھیڑیں اور بکرے قربان کیے جاتے ہیں، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر گائے اور اونٹ بھی عزیز مہمان کے لیے قربان کر دیئے جاتے ہیں۔

طب میں دیکھا گیا ہے کہ وہ قومیں جو اس کو جائز نہیں سمجھتیں کہ کوئی جاندار قتل ہو، وہ بھی اپنے زخموں کے سینکڑوں کیڑوں کو مار کر اپنی جان پر قربان کر دیتے ہیں۔

اس سے اوپر چلو تو ہم دیکھتے ہیں کہ ادنیٰ لوگوں کو اعلیٰ کے لیے قربان کیا جاتا ہے، مثلاً بھنگی کہ تمام قوموں کی عید ہی کا دن ہو مگر ان بیچاروں کے سپرد وہی کام ہوتا ہے، بلکہ ایسے ایام میں ان کو اور زیادہ تاکید ہوتی ہے کہ لوگوں کی آسائش و آرام کی خاطر کوئی گندگی کسی گزرگاہ میں نہ رہنے دیں، گویا ادنیٰ کی خوشی اعلیٰ کی خوشی پر قربان ہوئی۔

بعض ہندو گئو رکھشا بڑے زور سے کرتے ہیں، لداخ کے ملک میں تو دودھ تک نہیں پیتے، کیوں کہ یہ بچھڑوں کا حق ہے، مگر یہاں ہندو دھوکا دے کر اس کا دودھ دھو لیتے ہیں، اور پھر اس سے اور اس کی اولاد سے سخت کام لیتے ہیں، یہاں تک کہ اپنے کاموں کے لیے انہیں مار مار دوست کرتے ہیں، یہ بھی ایک قسم کی قربانی ہے۔

ادنیٰ سپاہی اپنے افسر کے لیے اور وہ افسر اپنے اعلیٰ افسر کے لیے، اور وہ اعلیٰ افسر اپنے بادشاہ کے بدلے میں قربان ہوتا ہے۔...... پس خدا نے اس فطری مسئلہ کو برقرار رکھا، اور اس قربانی میں تعلیم دی کہ ادنیٰ اعلیٰ کے لیے قربان کیا جائے۔ (احکام اسلام عقل کی نظر میں)

## قربانی کی فضیلت:

قربانی اسلام کا ایک عظیم، عاشقانہ، والہانہ اور بے حد فضیلت والا حکم ہے، ہر زمانے میں مسلمانوں نے نہایت محبت، عشق اور اہتمام سے اس حکم کو پورا کیا، اور پورا پورا سال اس کی تیاری اور انتظار میں گزارا، مگر اس زمانے کے ملحدین اور نام نہاد روشن خیالوں نے مسلمانوں کے دلوں سے قربانی کی اہمیت کم کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا ہے، اس لیے اس بات کی ضرورت بڑھ گئی ہے کہ مسلمانوں کو عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی اہمیت اور فضیلت پوری قوت کے ساتھ بیان کی جائے اور انہیں ملحدین کے ناپاک پروپیگنڈے سے محفوظ رکھا جائے۔

قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، انہوں نے اللہ پاک کے حکم پر اپنے اکلوتے بیٹے کی گردن پر چھری چلادی اور عشق کے امتحان میں کامیاب ہوگئے، آج ہم سے بیٹے کی گردن پر چھری چلانے کا تقاضا نہیں کیا گیا بلکہ اپنے پاکیزہ مال سے ایک حلال جانور خرید کر ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم پورے ذوق وشوق اور اہتمام کے ساتھ اس حکم کو پورا کریں اور اس میں بڑھ چڑھ کر سبقت کریں۔ (اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یوم النحر یعنی عید الاضحیٰ کے دن اولادِ آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں ہے، اور قربانی والا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھُر وں کے ساتھ آئے گا، اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے، اللہ تعالیٰ کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے، پس اے اللہ کے بندو پوری خوشدلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔''

(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

”رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے والد ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ ہمارے لیے ان میں کیا (اجر) ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر بال کے بدلے ایک نیکی، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اُون کا بھی یہی حساب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اُون کے ہر بال کے بدلے بھی ایک نیکی۔“ (مسند احمد، ابن ماجہ، مشکوۃ)

## عیدالاضحیٰ:

اسلام میں صرف دو تہوار ہیں، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ، اسلام کا دوسرا مہتم بالشان تہوار عید الاضحیٰ اس مہینے کی دس تاریخ کو منایا جاتا ہے، عیدالاضحیٰ کے دن نماز عید ادا کرنا واجب ہے، یہ نماز چھ زائد تکبیرات کے ساتھ ادا کی جاتی ہے، عید کے دن تیرہ چیزیں سنت ہیں:

١- شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا،

٢- غسل کرنا،

٣- مسواک کرنا،

٤- حسب طاقت عمدہ کپڑے پہننا،

٥- خوشبو لگانا،

٦- صبح کو بہت جلدی اٹھنا،

٧- عیدگاہ میں بہت جلد جانا،

٨- عیدالاضحیٰ کے دن نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا اور نماز کے بعد اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھانا،

۹- عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے صدقۃ الفطر ادا کرنا،

۱۰- عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا (عذر ہو تو مسجد میں بھی پڑھ سکتے ہیں)،

۱۱- ایک راستہ سے عید گاہ جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا،

۱۲- عید گاہ جاتے ہوئے راستہ میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد، عید الفطر میں آہستہ اور عید الاضحیٰ میں بلند آواز سے کہنا،

۱۳- سواری کے بغیر پیدل عید گاہ جانا۔ (اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام)

## ماہِ ذی الحجہ کے دس احکام:

قرآن وسنت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے اس مہینے میں دس خصوصی احکام ہیں۔ وہ دس احکام یہ ہیں:

۱- حج بیت اللہ...... جو صرف اس مہینے میں ادا کیا جاتا ہے۔

۲- قربانی...... صاحب استطاعت مسلمانوں پر واجب ہے اور اسے صرف اس مہینے کے تین دنوں میں ادا کیا جا سکتا ہے۔

۳- عید الاضحیٰ...... قربانی، نماز، خوشی اور اللہ پاک کی طرف سے اپنے بندوں کی دعوت کا دن اسی مہینے میں ہے۔

۴- تکبیرات تشریق...... اس مہینے کے پانچ دنوں میں نماز کے بعد تکبیر واجب ہے۔

۵- عشرہ ذی الحجہ کے روزے...... یعنی اس مہینے کے پہلے نو دنوں میں روزے رکھنے کا خصوصی اجر ہے۔

۶- یوم عرفہ کا روزہ...... اس مہینے کی نو تاریخ جو یوم عرفہ کہلاتی ہے اس کے روزے کا خاص اجر ہے۔

۷- چار ایام میں روزہ کی حرمت......یعنی اللہ تعالیٰ نے پورے سال میں جن پانچ دنوں کا روزہ حرام قرار دیا ہے ان میں سے چار دن اس مہینے میں ہیں۔

۸- لیالی عشر کی فضیلت......یعنی اس مہینے کی پہلی دس راتوں کی خاص فضیلت ہے۔

۹- بال اور ناخن نہ کٹوانا......یعنی جن افراد نے قربانی کرنی ہو ان کے لیے مستحب ہے کہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی ذبح ہونے تک اپنے بال اور ناخن نہ تراشیں۔

۱۰- معاصی یعنی گناہوں سے بچنے کا خاص اہتمام...... چونکہ یہ مہینہ حرمت والا مہینہ ہے اس لیے اس میں ظلم اور گناہ سے بچنے کا خاص اہتمام کیا جائے۔

(اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام)

# فضائل عشرۂ ذی الحجہ

## ذی الحجہ کی دس راتوں کی قسم:

✿ خداوند قدوس کا ارشاد ہے:﴿والفجر ولیال عشر﴾ ''قسم ہے مجھے فجر کی (عید قربان کی) اور دس راتوں کی (جو ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں)'' (سورۃ الفجر)

اس آیتِ کریمہ میں ائمۂ تفسیر کے نزدیک ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں مراد ہیں، حدیث شریف میں ان کی فضیلت آئی ہے۔اس (عشرہ) کا ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے، اوراس میں ہر رات کی عبادت شبِ قدر کے برابر ہے۔اور بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما۔یہی دس راتیں سال کے ایام میں افضل ہیں۔

(ترمذی: حدیث ۷۵۸، درمنثور، بحوالہ مختصر معارف القرآن:۳/۷۳۰، سورۃ الفجر)

(اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام: ص/۲۲۱)

## عیدین کی راتیں:

✿ جو شخص عیدین (یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی دونوں راتوں میں ثواب حاصل کرنے کے لیے بیدار رہا، اس کا دل اس دن زندہ رہے گا جس دن سب کا دل مردہ ہوگا۔

(ابن ماجہ) (احکام قربانی عقل ونقل کی روشنی میں: ص/۱۹)

## فضیلت والی پانچ راتیں:

✿ جو شخص ۵؍راتوں میں عبادت کے لیے جاگے اس کے واسطے جنت واجب ہو جائیگی۔

(حدیث) فقہاء کے نزدیک ان راتوں میں جاگنا مستحب ہے۔وہ پانچ راتیں یہ ہیں:

۱- لیلۃ الترویۃ.................۸؍ذی الحجہ کی رات

۲- لیلۃ العرفۃ.................۹؍ذی الحجہ کی رات

۳- لیلۃ النحر ................۱۰ر ذی الحجہ کی رات

۴- لیلۃ الجائزۃ..................عید الفطر کی رات

۵- لیلۃ البراءۃ..................۱۵ر شعبان کی رات

(فضائل عشرۂ ذی الحجہ: ص/ ۲۷)

## فضیلتِ یومِ عرفہ (۹ر ذی الحجہ):

❁ جس نے عرفہ کا روزہ رکھا اس کے پے در پے دو سال (یعنی ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ) کے گناہِ (صغیرہ) بخش دیئے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ، رقم: ۱۷۳۴)

❁ عرفہ کے دن شیطان بہت ذلیل وخوار اور غصہ میں ہوتا ہے، کیوں کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا بکثرت نزول ہوتا ہے، اور بڑے بڑے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(موطا امام مالک، مشکوۃ)

❁ عرفہ کے دن سب سے زیادہ لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں۔

(صحیح ابن حبان: ۳۹۲۶، مشکوۃ)

❁ یومِ عرفہ کی دعا افضل دعا ہے، اور دعا کے جو الفاظ حضور اکرم ﷺ اور پہلے انبیاء علیہم السلام نے ارشاد فرمائے وہ سب سے بہتر الفاظ ہیں، وہ یہ ہیں:

”لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ- لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر“۔

(جامع ترمذی، مؤطا، أوجز المسالک)

## صومِ یومِ عرفہ:

❁ یومِ عرفہ (۹ر ذی الحجہ) کا روزہ غیر حاجی کے لیے مستحب ہے، اسی طرح حاجی کے لیے اگر ضعف وکمزوری کا اندیشہ نہ ہو، تو بلا کراہت مستحب ہے، اور اگر ضعف وکمزوری کا

اندیشہ ہو، جس کی وجہ سے ارکانِ حج کی ادائیگی میں خلل واقع ہو، تو مکروہ ہے، اس لیے حجاج کرام کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ عرفہ کا روزہ نہ رکھیں، تا کہ وقوفِ (عرفہ) میں سُستی نہ ہو۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ: ۴۵/۳۳۱، یوم عرفۃ، احکام قربانی عقل ونقل کی روشنی میں: ص/۲۰، ۲۱، فضائل عشرۂ ذی الحجہ: ص/۲۳، ۲۴، اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام: ص/۲۳۱)

**نوٹ:-** ۱۰/ذی الحجہ سے ۱۳/ذی الحجہ تک چار دن کا روزہ حرام ہے۔

# تکبیراتِ تشریق

## مشروعیتِ تکبیراتِ تشریق:

❁ — اللہ اکبر، اللہ اکبر —

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لیے لِٹایا، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فدیہ لے کر جاؤ، تو جبریل علیہ السلام اس ڈر سے کہ کہیں حضرت ابراہیم- حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح نہ کردیں- اللہ اکبر، اللہ اکبر- پکارنے لگے۔

❁ — لا الہ الا اللہ واللہ اکبر —

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ آواز سنی تو بشارت وخوش خبری سمجھ کر پکار اُٹھے- لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

❁ — اللہ اکبر، وللہ الحمد —

حضرت اسماعیل علیہ السلام سمجھے کہ فدیہ آ گیا، تو- اللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد- کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر ادا کرنے لگے۔ (العنایۃ شرح الہدایۃ: ۱/۴۶۴، فصل فی تکبیرات التشریق، البنایۃ شرح الہدایۃ: ۳/۱۵۱، رشیدیہ کوئٹہ، بحوالہ مبسوط وقاضی خان)

## مسائلِ تکبیراتِ تشریق:

۞ ۹ر ذی الحجہ کی فجر سے لے کر ۱۳ر ذی الحجہ کی عصر تک (۲۳ر نمازوں تک) مقیم، مسافر، مرد، عورت، شہری، دیہاتی، (منفرد ہو یا باجماعت نماز ادا کرنے والا) پر ایک مرتبہ سلام کے فوراً بعد- اللہ اکبر اللہ اکبر- لا الہ الا اللہ واللہ اکبر- اللہ اکبر وللہ الحمد- درمیانی بلند آواز سے کہنا ہر فرض نماز کے بعد واجب ہے، البتہ عورت آہستہ آواز میں کہے۔

(احکام قربانی عقل ونقل کی روشنی میں: ص/ ۲۰، فضائل عشرۂ ذی الحجہ: ص/ ۲۵)

۞ اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدی حضرات فوراً کہیں، امام کا انتظار نہ کریں۔ مقتدیوں کی تکبیرات سن کر امام کو بھی یاد آ جائے گا۔

۞ اگر ایامِ تشریق میں نماز قضا ہو جائے اور انہی دنوں میں قضا کر لے تو تکبیر کہے، ورنہ نہیں۔

۞ تکبیر تشریق نماز کے فوراً بعد کہے، اگر سلام پھیر کر بات کر لی، یا مسجد سے نکل گیا، یا زور سے ہنس پڑا، یا وضو توڑ دیا، تو تکبیر تشریق ساقط ہو جائے گی۔

۞ مسبوق شخص (جس کی ایک یا زائد رکعات چھوٹ جائیں تو وہ) سلام کے بعد تکبیر کہہ لے۔ (مستفاد از فضائل عشرۂ ذی الحجہ: ص/ ۲۶)

# مسائلِ قربانی

## قربانی کس پر فرض؟

**مسئلہ**(۱): جس شخص پر زکوۃ فرض ہو یا جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت ہو یا اتنی قیمت کا مالِ تجارت ہو تو اس پر قربانی اور صدقۂ فطر واجب ہوجاتا ہے، شریعت اسلامیہ میں قربانی کی بڑی فضیلت ہے اور قربانی واجب ہونے کے باوجود نہ کرنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔[۱]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **كنز العمال** " : قوله عليه السلام : " **الأضاحي سنة أبيكم إبراهيم ، بكل شعرة حسنة وبكل شعرة من الصوف حسنة** " . (۳۹/۵، رقم الحديث :۱۲۲۲۹، ابن ماجه :ص/۲۲٦)

ما في " **جامع الترمذي** " : قوله عليه السلام : " **في الأضحية لصاحبها بكل شعرة حسنة** ". (۲۷۵/۱، باب ماجاء في فضل الأضاحي)

ما في " **الترغيب والترهيب** " : قوله عليه السلام : " **من وجد سعة فلم يضح فلا يحضر مصلانا** ". (۱۰۳/۲)

ما في " **مجمع الأنهر** " : الأضحية هي واجبة على حر مسلم مقيم موسر عن نفسه لا عن طفله . (۱٦٦/٤، البحر الرائق : ۳۱۸/۸ ، كتاب الأضحية)

ما في " **رد المحتار** " : ذبح حيوان مخصوص بنية القربة في وقت مخصوص وشرائطها الإسلام واليسار الذي يتعلق به صدقة الفطر . (۳۷۸/۹ ، كتاب الأضحية)

(المسائل المهمة :۱۵۲/۲)

# نصاب کی مقدار زائد از ضرورت مال میں قربانی

**مسئلہ (۲)**: اگر کسی شخص کے پاس ضرورت سے زائد کپڑے، موبائل فون، گھریلو برتن، ٹیپ ریکارڈ، ٹیلی ویژن اور وی سی آر وغیرہ جن کی مالیت نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی) کے برابر ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہوگی، کیوں کہ وجوبِ قربانی کے لیے نصاب کا نامی ہونا اور اس پر سال گذرنا شرط نہیں ہے۔ (۱)

---

**الحجة علی ما قلنا :**

(۱) ما في " **القرآن الکریم** " : ﴿**فصل لربک وانحر**﴾ . (سورة الکوثر : ۲)

ما في " **السنن لإبن ماجة** ": قوله علیه السلام : "**من وجد سعة فلم یضح فلا یقربن مصلانا** ". (ص/۲۲٦)

ما في " **الفتاوی الهندیة** " : وأما شروط الوجوب منها الیسار وهو ما یتعلق به وجوب صدقة الفطر دون ما یتعلق به وجوب الزکاة . (۲۹۲/٥)

ما في " **بدائع الصنائع** " : فلا بد من اعتبار الغني وهو أن یکون في ملکه مائتا درهم أوعشرون دیناراً أو شيء تبلغ قیمته ذلك سوی مسکنه وکسوتة وما لا یستغنی عنه .

(۱۹٦/٤، رد المحتار : ۳۷۹/۹)

(المسائل المهمة : ۲/۱۵۳)

# کاشتکار پر قربانی

**مسئلہ** (۳): اگر کاشتکار کے پاس ہل چلانے اور دوسری ضرورت کے علاوہ اتنے جانور موجود ہے کہ ان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس کی وجہ سے قربانی واجب ہوگی، اور اگر ایسا نہیں، اور دوسرا کوئی مال نہیں تو قربانی واجب نہیں ہوگی۔ [۱]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوى الهندية** " : والزارع بثورين وآلة الفدان ليس بغني وببقرة واحدة غني وبثلاث ثيران إذا ساوى أحدهما مائتي درهم صاحب نصاب ۔

(۲۹۳/۵، كتاب الأضحية ، الباب الأول في تفسيرها الخ)

**(قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص/۱۳۳)**

# مقروض شخص پر قربانی

**مسئلہ (۴)**: اگر کسی آدمی کے اوپر قرض ہو، لیکن اس کے پاس کچھ مال بھی ہو، تو اگر یہ مال اتنا ہو کہ قرض ادا کرنے کے بعد بھی اس کے پاس بنیادی ضرورت سے زائد، نصاب کے بقدر یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر مال بچ رہتا ہے، تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہوگی، اور اگر قرض ادا کرنے کے بعد نصاب سے کم مال بچے، تو اس پر قربانی واجب نہیں ہوگی۔ (۱)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوى الهندية** " : ولو كان عليه دين بحيث لو صرف فيه نقص لا تجب ۔ (۲۹۲/۵، كتاب الأضحية ، الباب الأول الخ)

ما في " **بدائع الصنائع** " : ولو كان عليه دين بحيث لو صرف إليه بعض نصابه لا ينقص نصابه لا تجب ، لأن الدين يمنع وجوب الزكاة ، فلأن يمنع وجوب الأضحية أولى ، لأن الزكاة فرض والأضحية واجبة والفرض فوق الواجب ۔(۱۹٦/٤، كتاب الأضحية ، فصل في شرائط الأضحية)

ما في " **البحر الرائق** " : (تجب على حر مسلم موسر مقيم على نفسه الخ) وفي الخانية : الموسر في ظاهر الرواية من له مائتا درهم أو عشرون دينار أو ما بلغ ذلك سوى سكنه ومتاعه ومركبه وخادمه الذي في حاجته ۔ (۳۱۹/۸ ، كتاب الأضحية)

(آپ کے مسائل اوران کا حل: ۴۲۵/۵، تخریج شدہ، مسائل قربانی: ص/٦۴، مولانا محمد عبدالمعبود، مکتبۃ القاسم اکیڈمی، نوشہرہ پاکستان، کتاب الفتاویٰ: ۱۳۳/۴، المسائل المہمۃ: ۱۷۱/۸)

# قرض لے کر قربانی

**مسئلہ (۵)**: اگر کسی شخص کی ملکیت میں اس کی ضرورت سے زائد، نصاب کے بقدر مال ہو، یا نقد روپیہ ہو، لیکن وہ کہیں غائب ہو، یا کسی کو قرض دے رکھا ہو، اور قربانی کے دنوں میں اس کی وصولی اور ملنا ممکن نہ ہو، اور اس کے پاس اتنا بھی مال نہ ہو، جس سے وہ قربانی کا جانور خرید سکے، تو اس پر قربانی واجب نہیں ہوگی، اور نہ ہی اس پر قرض لے کر قربانی کرنا لازم ہوگا، کیوں کہ مال کی عدمِ موجودگی کی وجہ سے وہ فقیر کے حکم میں ہے۔[1]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوى التاتارخانية** " : سئل علي بن أحمد عن رجل له دين مؤجل ، أو غير مؤجل على رجل وهو مقر حتى جاء يوم النحر ، وليس في يد رب الدين شيء يمكنه شراء الأضحية هل عليه أن يستقرض ، ويشتري أضحية يضحي بها فقال : لا ، قيل له : هل يجب عليه قيمة الأضحية إذا وصل إليه الدين بعد فوات الوقت ، قال : لا ، قيل : هل يجب على رب الدين أن يسأل منه عن الدين إذا غلب على ظنه لو سأل منه ثمن الأضحية يعطيه فيلزمه منه ، وإن كان مؤجلا فقال : نعم ۔ (۱۷/٤٦٤ ، كتاب الأضحية ، الفصل التاسع في المتفرقات ، رقم المسئلة :۲۷۸٤٦ ، الفتاوى الهندية :۳۰۷/۵ ، كتاب الأضحية ، الباب التاسع في المتفرقات)

ما في " **بدائع الصنائع** " : وكذا لو كان مال غائب لا يصل إليه في أيام النحر ، لأنه فقير وقت غيبة المال حتى تحل له الصدقة بخلاف الزكاة فإنها تجب عليه ، لأن جميع العمر وقت الزكاة وهذه قربة مؤقتة فيعتبر الغنى في وقتها ۔ (۱۹٦/٤، كتاب الأضحية ، فصل شرائط الوجوب ، الفتاوى الهندية :۲۹۲/۵، كتاب الأضحية ، الباب الأول الخ)

(مسائل قربانی:ص/۶۴، ۶۵، مولانا عبدالمعبود صاحب، المسائل المہمۃ: ۱۷۲/۸)

## قربانی کے لیے بڑا جانور ضروری نہیں

**مسئلہ** (٦): اگر کسی شخص کی ملکیت میں ضرورت سے زائد اتنا مال ہے، جس سے اُس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے، لیکن اُس کے پاس نقد رقم نہیں ہے، تو اُس پر واجب ہے کہ قرض لے کر قربانی کرے، جیسا کہ اپنی دوسری ضروریات کے لیے قرض لیتا ہے، البتہ سودی قرض لینے سے اجتناب کرے، نیز یہ بات بھی سمجھ لینا چاہیے کہ واجب قربانی کے اپنے ذمہ سے ساقط ہونے کے لیے پورا ایک بڑا جانور خریدنا ضروری نہیں ہے، بلکہ اس میں سے ایک حصہ لے لینے سے بھی یہ واجب ادا ہو جاتا ہے۔[1]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **سنن الدار قطني** " : عن عائشة قالت : قلت : يا رسول الله ! أستدين وأضحي ؟ قال : " **نعم ، فإنه دينٌ مقضي** " . (٤/١٨٨، كتاب الأشربة وغيرها ، باب الصيد والذبائح الخ ، الرقم : ٤٧١٠ ، دار الايمان ، نصب الراية للزيلعي : ٤/٤٩٩، كتاب الأضحية)

ما في " **رد المحتار** " : له مال كثير غائب في يد مضاربه أو شريكه ومعه مه الحجرين أو متاع البيت ما يضحي به تلزم ۔ (٩/٤٥٣ ، كتاب الأضحية ، الفتاوى الهندية :٥/٣٠٧ ، كتاب الأضحية ، الباب التاسع في المتفرقات) (کتاب الفتاویٰ:۴/۱۳۳،المسائل المہمۃ:۸/۱۷۳)

# وکیل نے قربانی کی رقم نہیں پہنچایا

**مسئلہ(۷)**: اگر کوئی شخص اپنی قربانی کی رقم کسی شخص کو یہ کہہ کر دے کہ میری یہ رقم فلاں شخص یا فلاں ادارے کے ذمے دار کو دیدو، اور وہ شخص قربانی کی یہ رقم فلاں شخص یا ادارے کے ذمے دار کو دینا بھول گیا، یہاں تک کہ قربانی کے ایام گزر گئے، اور پھر اسے یاد آیا، تو اب اس پر واجب ہے کہ یہ رقم اس کے اصل مالک کو واپس لوٹا دے، اس لیے کہ ایامِ قربانی گزر جانے کے بعد یہ رقم مذکورہ شخص یا ادارے کے ذمے دار کو دینا جائز نہیں ہے، خواہ یہ رقم واجب قربانی کے واسطے تھی، یا نفل کے لیے، کیوں کہ یہ شخص وکیل ہے، اور جس غرض سے اسے وکیل بنایا گیا تھا، اب وہ فوت ہوگئی، اس لیے توکیل بھی ختم ہوگئی[۱]، اور اس پر اس رقم کا لوٹانا واجب ہوا، اس لیے کہ یہ رقم اس کے پاس امانت ہے، اور امین پر ردِّ امانت لازم ہوتی ہے۔[۲]

---

**الحجة علی ما قلنا :**

(۱) ما في " **التنویر مع الدر والرد** " : وینعزل الوکیل بلا عزل بنهایة الشيء المؤکل فیه ---- وینعزل بعجز مؤکله ۔ (۸/ ۲۸۰، ۲۸۲، کتاب الوکالة ، باب عزل الوکیل)

ما في " **الموسوعة الفقهیة** " : تبطل الوکالة بتلف ما تعلقت به ، فلو تلفت العین التي وکل في التصرف فیها بالبیع أو بغیره بطلت الوکالة --- فالتصرف في المحل لا یتصور بعد هلاکه والوکالة بالتصرف في ما لا یحتمل التصرف محال فبطل ۔

(۱۴/۱۵، وکالة ، انتهاء الوکالة ، الثاني عشر تلف ما تعلقت الوکالة به)

(۲) ما في " **القرآن الکریم** " : ﴿**ان اللّٰه یأمرکم ان تؤدّوا الامٰنٰت الیٓ اهلها**﴾ . (النساء :۵۸)

ما في " **التفسیر المظهري** " : لکن الآیة بعموم لفظها یفید وجوب أداء کل أمانة إلی أهلها ۔ عن أنس قال : قلما خطبنا رسول اللّٰه ﷺ إلا قال : " **لا إیمان لمن لا أمانة له ، ولا دین لمن لا عهد**=

.....................................................................................

.....................................................................................

.....................................................................................

.....................................................................................

.....................................................................................

.....................................................................................

.....................................................................................

.....................................................................................

.....................................................................................

.....................................................................................

.....................................................................................

.....................................................................................

.....................................................................................

.....................................................................................

= **له"** . رواه البيهقي في شعب الإيمان ـ فائدة : ليس أداء الأمانة منحصرا في مال الوديعة ونحوه ذلك بل كل حق لأحد أمانة يجب أداؤه لأهله كما يدل عليه سبب نزول هذه الآية ـ (۲/۳٦۳، ۳٦٤ ، التفسير المنير :۳/۱۲۷)

ما في " **سنن أبي داود** " : عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : " **أدِّ الأمانة إلى من ائتمنک ولا تخن من خانک** " .

(ص/٤۹۸ ، كتاب البيوع ، باب في الرجل يأخذ حقه من تحت يده ، الرقم :۳٥۳٥)

ما في " **الفقه الإسلامي وأدلته** " : اتفق الفقهاء على أن المقبوض في يد الوكيل يعتبر أمانة بمنزلة الوديعة ـ (٥/٤۱۰۹ ، كتاب الوكالة ، المبحث الثالث ، ثالثا حال المقبوض في يد الوكيل)

(المسائل المہمۃ:۸/۱۷۴)

## وکیل بن کر قربانی کرنے والے احتیاط برتیں!

**مسئلہ** (۸): آج کل مختلف اداروں، تحریکوں، تنظیموں اور انجمنوں کی طرف سے اَخباروں، چوراہوں اور ماہناموں وغیرہ میں قربانی کے حصوں اور اس کی کھالوں کی اپیل کے اشتہارات بکثرت نظر سے گزر رہے ہیں، کہ ہمارے یہاں قربانی کا ایک حصہ اتنے روپئے میں ہے، ہمیں قربانی کی کھالیں دے کر ممنون و مشکور فرمائیں! وغیرہ۔...... جاننا چاہیے کہ قربانی ایک واجبِ شرعی ہے [۱]، اس کے کرنے کی بڑی فضیلت [۲]، اور نہ کرنے پر وعید وارد ہوئی ہے [۳]، فقہائے کرام نے اس واجب کی ادائیگی صحیح ہونے کے لیے بہت سے مسائل بیان فرمائے ہیں، جن پر مشتمل مستقل کتابیں دستیاب ہیں، اور ان کی کھالوں کی قیمت کے بابت بھی شرعی مصرف غربا وفقرا کو ذکر کیا ہے [۴]، ان مسائل کو جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا جس طرح ہر قربانی کرنے والے پر ضروری ہے، اسی طرح اُن افراد اور اداروں کے ذمے داران کے لیے بھی ضروری ہے، جو وکیل بن کر دوسروں کی طرف سے قربانی کرتے (انجام دیتے) ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ مسائل سے واقفیت نہ ہونے کی بنا پر، یا واقفیت کے باوجود غلط طریقے اپنانے کی وجہ سے لوگوں کی قربانیاں صحیح نہ ہوں، اور آخرت میں ان وکیل افراد وغیرہ کی پکڑ ہو، اور وہ ''نیکی برباد گناہ لازم'' کا مصداق بن جائیں، لہٰذا اِس سلسلے میں بہت ڈرنے کی ضرورت ہے۔

---

الحجة على ما قلنا :=

..............................................................................................

=(۱) ما في " **القرآن الكريم** " : ﴿**فصل لربک وانحر**﴾ . (سورة الكوثر :۲)

ما في " **مجمع الأنهر** " : الأضحية هي واجبة على حرّ مسلم مقيم موسر عن نفسه ـ

(۱۶۶/٤، كتاب الأضحية ، كذا في البحر الرائق : ۳۱۸/۸ ، كتاب الأضحية)

ما في " **الفتاوى الهندية** " : وأما شروط الوجوب منها اليسار وهو ما يتعلق به وجوب صدقة الفطر دون ما يتعلق به وجوب الزكاة ـ (۲۹۲/٥)

ما في " **رد المحتار** " : ذبح حيوان مخصوص بنية القربة في وقت مخصوص وشرائطها الإسلام واليسار الذي يتعلق به صدقة الفطر ـ (۳۷۸/۹ ، كتاب الأضحية)

(۲) ما في " **كنز العمال** " : قوله عليه السلام : " **الأضاحي سنة أبيكم إبراهيم ، بكل شعرة حسنة وبكل شعرة من الصوف حسنة** " . (۳۹/٥ ، الحديث :۱۲۲۲۹، ابن ماجه :ص/۲۲۶)

ما في " **جامع الترمذي** " : قوله عليه السلام : " **في الأضحية لصاحبها بكل شعرة حسنة** ".

(۲۷٥/۱، باب ماجاء في فضل الأضاحي)

ما في " **سنن ابن ماجة** " : عن عائشة أن النبي ﷺ قال : " **ما عمل ابن آدم يوم النحر عملا أحب إلى الله عز وجل من هراقة دم ، وإنه ليأتي يوم القيامة بقرونها وأظلافها وأشعارها ، وإن الدم ليقع من الله عز وجل بمكان قبل أن يقع على الأرض فطيبوا بها نفسا** " .

(ص/۲۲۶، أبواب الأضاحي ، باب ثواب الأضحية ، قديمي ، الرقم :۳۱۲۶)

(۳) ما في " **سنن ابن ماجة** " : قوله عليه السلام : " **من وجد سعة فلم يضح فلا يقربنّ مصلانا** ".(ص/۲۲۶)

وما في " **الترغيب والترهيب** " : قوله عليه السلام : " **من وجد سعة فلم يضح فلا يحضر مصلانا** ". (۱۰۳/۲ ، سنن الدار قطني :۱۸٥/٤، كتاب الأشربة وغيرها ، باب الصيد والذبائح الخ ، الرقم :٤٦۹۸)

(٤) ما في " **رد المحتار** " : ولايعطى أجر الجزار منها لأنه كبيع وكره جز صوفها قبل الذبح لينتفع به فإن جزه تصدق به ـ (۳۹۸/۹ ، البحرالرائق:۳۲۷/۸ ،كتاب الأضحية)

ما في " **الفتاوى الهندية** " : ولا أن يعطى أجر الجزار والذابح منها فإن باع شيئا من ذلك بما ذكرنا نفذ عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى وعند أبي يوسف رحمه الله تعالى لاينفذ ويتصدق بثمنه كذا في البدائع ـ (۳۰۱/٥ ، الباب السادس في بيان ما يستحب في الأضحية والانتفاع بها) (المسائل المہمۃ:۱۷۶،۱۷٥/۸)

## مہنگے ترین جانوروں کی خریداری ایک فیشن

**مسئلہ** (۹): آج کل بعض لوگوں کا یہ فیشن بنتا جا رہا ہے کہ محض نام وَری اور دکھاوے کے لیے گراں قیمت/ مہنگے ترین جانور خرید کر- بڑے فخر سے اُس کی قیمت کا چرچا کر کے خوش ہوتے پھرتے ہیں، تو اس ریا کاری کے ساتھ ثواب کی امید رکھنا محض ایک فریب اور غلط فہمی کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی عمل مقبول ہے جو خالص اللہ کی رضا وخوشنودی کے لیے کیا جائے، ریا کاری ودکھلاوے کا جانور کتنا ہی قیمتی ہو اللہ کی نظر میں اُس کی کوئی قیمت نہیں۔

اور اگر بالفرض اس میں ریا کاری نہ بھی ہو، تو یہ کہاں کی عقل مندی ہے کہ دس لاکھ کی ایک گائے یا دو لاکھ کا ایک بکرا خریدا جائے، اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو مال دیا ہے اور وہ قربانی کے عنوان پر مال خرچ کرنا چاہتے ہیں، تو دس لاکھ کی ایک گائے خریدنے کے بجائے بیس عمدہ وخوبصورت گائیں، یا دو لاکھ میں ایک بکرا خریدنے کے بجائے بیس عمدہ بکرے خرید کر اللہ کے لیے قربانی کریں، اور ذرا سوچیں کہ- کتنی بڑی قربانی ہوگی، اور کتنے مستحقین تک گوشت اور جانور کی کھال پہنچے گی، فقراء ومساکین، سیلاب متأثرین اور مصیبت زدہ مسلمانوں کو کتنا فائدہ ہوگا۔ نیز ایک جانور کے جسم پر موجود بالوں کے بجائے اب بیس جانوروں کے جسم پر موجود بالوں کے برابر آپ کو نیکیاں ملیں گی، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مقابلہ بازی اور ریا کاری ودکھاوے کا یہ فیشن ختم ہوگا۔[1]

..............................................................................

**والحجة علی ما قلنا :**

(۱) ما في " **القرآن الکریم** " : ﴿**لن ینال اللّٰه لحومها ولا دمآء ها ولکن یناله التقوی منکم**﴾ .

(سورة الحج :۳۷)

وفیه أیضًا : ﴿**ومآ أُمروآ إلا لیعبدوا اللّٰه مخلصین له الدین**﴾ . (سورة البینة :۵)

وقال تعالی : ﴿**فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادة ربه أحدًا**﴾ . (سورة الکهف:۱۱۰)

ما في " **أدب الدنیا والدین** " : قال جمیع أهل التاویل معنی قوله : ﴿**ولا یشرک بعبادة ربه أحدًا**﴾ أي لا یرائي بعمله أحداً فجعل الریاء شرکاً . وقال تعالی : ﴿**ولا تجهر بصلاتک ولا تخافت بها**﴾. [سورة الإسراء :۱۱۰] قال الحسن البصري : لا تجهر بها ریاء ولا تخافت بها حیاء ۔ (ص۸۵)

وما في " **صحیح مسلم** " : ............ قال : " فأخبرني عن الإحسان ؟ قال : " **أن تعبد اللّٰه کأنک تراه فإن لم تکن تراه فإنه یراک** " ... الحدیث . (۱۶/۲، کتاب الإیمان ، باب بیان الإیمان والإسلام والإحسان الخ ، دار احیاء التراث العربي)

ما في " **مرقاة المفاتیح** " : المخلص في الطاعة یوصل الفعل الحسن إلی نفسه ، والمرائي یبطل عمل نفسه ۔ (۱۲۰/۱)

وما في " **صحیح البخاري** " : قال النبيﷺ : " **من سمع سمع اللّٰه به ، ومن یرائي یرائي اللّٰه به** " . متفق علیه . (رقم الحدیث :۶۴۹۹، صحیح مسلم : رقم الحدیث : ۲۹۸۷[۴۸])

ما في " **مرقاة المفاتیح** " : درجات الریاء أربعة أقسام : الأولی وهي أغلظها – أن لا یکون مراده الثواب أصلاً کالذي یصلي بین أظهر الناس ولو انفرد لکان لا یصلي ---------- فهو الممقوت عند اللّٰه تعالی ۔ (۵۰۳/۹ ، کتاب الرقاق ، باب الریاء والسمعة)

وما في " **مسند أحمد بن حنبل** " : عن شداد بن أوس رضي اللّٰه عنه قال : سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول : " **من صلی یرائي فقد أشرک ومن صام یرائي فقد أشرک ومن تصدق یرائي فقد أشرک** " . (۲۷۶/۱۳ ، رقم الحدیث : ۱۷۰۷۵)

ما في " **الشامیة** " : اعلم أن إخلاص العبادة للّٰه تعالی واجب ، والریاء ------------ فیها=

# قربانی کی نیت سے قربانی کا وجوب

**مسئلہ(۱۰)**: بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ گھر میں پالے ہوئے جانور کے بارے میں اگر کسی شخص نے قربانی کی نیت کرلی، تو اس نیت سے اس جانور کی قربانی کرنا لازم ہوجاتا ہے، اور ایسے جانور کو بدلنا اور فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے، جب کہ یہ خیال صحیح نہیں ہے، جانور کے پہلے سے ملکیت میں ہوتے ہوئے اس میں قربانی کی نیت کرلینے سے اس کی قربانی لازم نہیں ہوتی ہے، اس جانور کے علاوہ دوسرے جانور کی بھی قربانی کرسکتا ہے۔[1]

---

= حرام بالإجماع للنصوص القطعية ، وقد سمى عليه الصلاة والسلام الرياء الشرك الأصغر وهذه النية لتحصيل الثواب لا لصحة العمل ؛ لأن الصحة تتعلق بالشرائط والأركان ، والنية هي شرط لصحة الصلاة ـــــ الرياء الكامل المحبط للثواب من أصله كما إذا صلى لأجل الناس ولولا هم ما صلى ۔ (۵۲۲/۹،كتاب الحظر والإباحة ، فصل في البيع ، البحر الرائق :۳۷۸/۸ ، فصل في البيع ، الأشباه والنظائر لإبن نجيم :ص ۱٦۱ ، القاعدة الأولى ، الباب الخامس)

(کتاب المسائل:۲/۲۹۹،مسائل قربانی وعقیقہ:ص/۲۷،بحوالہ کتاب المسائل،المسائل المہمۃ: جلد۹،غیر مطبوعہ)

(۱) ما فی " **الدر المختار مع الشامية** " : (شراها لها) فلو كانت فی ملكه فنوى أن يضحی بها أو اشتراها ولم ينو الأضحية وقت الشراء ، ثم نوى بعد ذلك لا يجب ، لأن النية لم تقارن الشراء فلا تعتبر ۔

(۳۸۹/۹، كتاب الأضحية)

ما فی " **بدائع الصنائع** " : إذا اشترى شاة للأضحية وهو موسر ثم إنها ماتت ـــــ فی أيام النحر أنه يجب عليه أن يضحی بشاة أخرى ، لأن الوجوب فی جملة الوقت ، والمشترىٰ لم يتعين للوجوب ، والوقت باق ۔ (۱۹۹/٤، كتاب الأضحية)

ما فی " **الفتاوى الهندية** " : لو ملك إنسان شاة فنوى أن يضحی بها أو اشترى شاة ولم ينو الأضحية وقت الشراء ، ثم نوى بعد ذلك أن يضحی بها لا تجب عليه ، سواء كان غنياً أو فقيراً ۔

(۲۹۱/۵، كتاب الأضحية ، الباب الأول)(المسائل المہمۃ:۴/۱٦۷)

## جیل میں قید شخص پر قربانی

**مسئلہ** (۱۱): اگر کوئی شخص جیل میں قید ہے، اور وہ مقیم ہے، نصاب کا مالک ہے، تو اس پر قربانی کے ایام میں قربانی کرنا واجب ہے، چاہے قید خانہ میں کرے یا کسی کو کہہ کر قید خانہ سے باہر کسی بھی جگہ پر کروائے، بہر حال اسے قربانی کرنا ضروری ہے۔ [1]

## بیرونِ ملک قید شخص پر قربانی

**مسئلہ** (۱۲): اگر کوئی صاحبِ نصاب مالدار شخص بیرونِ ملک (اپنے ملک سے باہر) جیل میں قید ہے، یا بیرونِ شہر (اپنے شہر سے باہر) مسافتِ سفر (ساڑھے ستہتر کلومیٹر) میں قید ہے، اور اس کی مدتِ قید پندرہ دن سے کم ہو، تو وہ مسافر ہوگا، اس پر قربانی واجب نہیں ہے، اور اگر اس کی مدتِ قید پندرہ دن یا اس سے زائد ہو، تو وہ مقیم ہوگا، اور اس پر قربانی واجب ہوگی۔ [2]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(١) ما في " **التنوير وشرحه مع الشامية** " : (وشرائطها الإسلام والإقامة واليسار) ۔ تنوير مع الدر ۔ وفي الشامية : قوله : (واليسار الخ) بأن ملك مائتي درهم أو عرضًا يساويها الخ ۔ (٤٥٣/٩، كتاب الأضحية ، بيروت ، الفتاوى الهندية :٢٩٢/٥، كتاب الأضحية ، الباب الأول في تفسيرها وركنها وصفتها وشرائطها الخ) (قربانی کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا: ص/۱۳۲، المسائل المہمۃ: جلد۹، غیر مطبوعہ)

(٢) ما في " **الموسوعة الفقهية** " : الأسير المسلم في أيدي الكفار إن عزم على الفرار من الأسر عند التمكن من ذلك ، وكان الكفار أقاموا به في موضع يريدون المقام فيه المدة التي تعتبر إقامة ، ولا تقصر بعدها الصلاة ، لزمه أن يتم الصلاة ، لأنه مقهور في أيديهم ، فيكون المعتبر في حقه نيتهم في السفر والإقامة، لا نيته ۔ اهـ ۔ (٢٢٢/٤، صلاة الأسير في السفر)

# قربانی کے سلسلے میں ایک غلطی

**مسئلہ** (۱۳): بعض لوگ قربانی کے سلسلہ میں یہ غلطی کرتے ہیں کہ کسی سال اپنی بیوی کے نام سے، تو کسی سال خود اپنے نام سے، تو کسی سال اپنے گھر کے کسی بڑے فرد کے نام سے قربانی کرتے ہیں، یعنی ہر سال گھر کے کسی ایک ہی فرد کے نام سے قربانی کرتے ہیں، اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے گھر کے تمام افراد کے ذمہ سے قربانی کا وجوب ساقط ہوجاتا ہے، ان کا یہ خیال غلط ہے، صحیح بات یہ ہے کہ گھر کا جو جو فرد صاحبِ نصاب ہے، اس پر قربانی واجب ہے، محض کسی ایک فرد کے نام سے قربانی کردینے سے تمام اہلِ خانہ کا واجب ادا نہ ہوگا۔ (۱)

---

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " **بدائع الصنائع** " : وأما شرائط الوجب ؛ منها الغنى لما روى رسول الله ﷺ أنه قال : " **من وجد سعة فليضحّ** " شرط عليه السلام السعة وهي الغنى ۔

(۲۸۳/٦، كتاب التضحية)

ما في " **الفقه الحنفي في ثوبه الجديد** " : الأضحية واجبة على كل حرّ مسلم مقيم موسر في يوم الأضحى عن نفسه ۔ (۲۰۰/٥)

ما في " **المحيط البرهاني** " : وشرط وجوبها اليسار عند أصحابنا رحمهم الله ، والموسر في ظاهر الرواية من له مائتا درهم أو عشرون ديناراً أو شيء يبلغ ذلك سوى مسكنه ومتاع مسكنه ومتاعه مركوبه۔ (٤٦٩/٦ ، كتاب الأضحية ، التنوير الأبصار وشرحه مع الشامية :٤٥٤/٩ ، كتاب الأضحية ، بيروت)

(فتاوی محمودیہ:۲۶/ ۲۳۸، مکتبہ محمودیہ میرٹھ، المسائل المہمۃ :۱۲۴/۵)

## قربانی کا جانور مرجائے

**مسئلہ** (۱۴): اگر کوئی شخص قربانی کے لیے جانور خریدے، اور قربانی سے پہلے جانور مرجائے، تو اگر جانور خریدنے والا مالدار ہے، تو اس پر دوسرا جانور خرید کراس کی قربانی کرنا لازم ہوگا، اور اگر وہ غریب ہے تو اس کے ذمہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

## مالدار شخص کا ایام قربانی میں انتقال

**مسئلہ** (۱۵): اگر کوئی شخص مالدار (صاحبِ نصاب) ہو، اور اس نے ابھی تک قربانی نہیں کی تھی کہ ایامِ قربانی ہی میں اس کا انتقال ہوگیا، تو اس کے ذمہ سے قربانی ساقط ہوگئی، کیوں کہ وجوبِ قربانی، ادائے قربانی کے وقت ثابت ہوتا ہے، یا پھر آخر وقت میں، اب جب اس شخص نے قربانی نہیں کی اور نہ آخر وقت تک زندہ رہا، تو اس پر قربانی واجب ہی نہیں ہوئی، جیسے کوئی شخص نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد، اُس کو ادا کرنے سے پہلے ہی مرجائے، تو اس پر اُس وقت کی نماز واجب نہیں ہوتی۔ (۲)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **مجمع الأنهر** " : إذا ماتت المشتراة للتضحية على موسر تجب مكانها أخرى ، ولا شيء على الفقير ۔ (۱۷۳/٤، كتاب الأضحية)

ما فی " **بدائع الصنائع** " : إذا اشترى شاة للأضحية وهو موسر ثم انها ماتت أو سرقت أو ضلت في أيام النحر انه يجب عليه أن يضحي بشاة أخرى ـــ وإن كان معسرا =

............................................................................................................

............................................................................................................

............................................................................................................

............................................................................................................

............................................................................................................

............................................................................................................

=فاشترى شاة للأضحية فهلكت في أيام النحر أو ضاعت سقطت عنه وليس عليه شيء آخر ۔ (۱۹۹/٤، كتاب الأضحية ، فصل في كيفية الوجوب)

ما في " **المبسوط للسرخسي** " : وكذلك لو ماتت عنده أو سرقت فعليه بدلها إن كان موسرا ، ولا شيء عليه إن كان معسرا ۔ (۲۱/۱۲، باب الأضحية)

**(فتاوی محمودیہ:۲۶/۲۳۳-۲۳۴،المسائل المہمۃ:۶/۱۵۹،ایڈیشن ثانی)**

(۲) ما في " **الهندية** " : ولو مات الموسر في أيام النحر قبل أن يضحي سقطت عنه الأضحية ۔ (۲۹۳/٥، الباب الأول)

وما في " **الهندية** " : يعتبر آخر أيام النحر في الفقر والغنى والموت والولادة ۔

(۲۹٦/٥، الباب الرابع فيما يتعلق بالمكان والزمان)

وفيه أيضاً : ولو كان موسراً في أيام النحر فلم يضح حتى مات قبل مضي أيام النحر سقطت عنه الأضحية حتى لا يجب عليه الإيصاء ۔

(۲۹۷/٥، الباب الرابع فيما يتعلق بالمكان والزمان)

ما في " **بدائع الصنائع** " : ولو مات الموسر في أيام النحر قبل أن يضحي سقطت عنه الأضحية ، وفي الحقيقة لم تجب لما ذكرنا أن الوجوب عند الأداء أو في آخر الوقت ، فإذا مات قبل الأداء مات قبل أن تجب عليه كمن مات في وقت الصلاة قبل أن يصليها أنه مات ولا صلاة عليه ۔ (۲۸۹/٦ ، كتاب التضحية ، فصل في كيفية الوجوب)

**(المسائل المہمۃ:۵/۱۲۴)**

## مالدار صاحبِ نصاب بیوی پر قربانی

**مسئلہ** (۱۶): اگر بیوی مالدار صاحب نصاب ہے، یا اس کی ملکیت میں ضرورت سے زائد اتنی چیزیں ہیں، کہ ان کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے، تو اس پر قربانی واجب ہے، اور اس پر لازم ہے کہ اپنی طرف سے ایک حصہ قربانی کرے، رہا شوہر! تو اس پر بیوی کی طرف سے قربانی کرنا ضروری نہیں، لیکن اگر وہ بیوی کی اجازت سے اس کے لیے بھی ایک حصہ قربانی کرے گا، تو بیوی کی طرف سے قربانی ادا ہو جائے گی۔[1]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما فی " **الدر المختار مع الشامية** " : وشرائطها الإسلام والإقامة واليسار الذى يتعلق به وجوب صدقة الفطر لا الذكور فتجب على الأنثىٰ ۔ الدر المختار ۔ وفي الشامي : قوله : (اليسار) بأن ملك مأتي درهم أو عرضا يساويها غير مسكنة ...... يحتاجه إلى أن يذبح الأضحية ۔ (۳۷۹/۹ ، كتاب الأضحية)

ما فی " **الفتاوى الهندية** " : (وأما شرائط الوجوب) منها اليسار ، وهو ما يتعلق به وجوب صدقة الفطر ۔ (۲۹۲/۵، كتاب الأضحية ، الباب الأول)

ما فی " **مجمع الأنهر** " : وشرائطها الإسلام واليسار الذى يتعلق به صدقة الفطر فتجب على الأنثىٰ ۔ (۱۶۶/٤، كتاب الأضحية ، البحر الرائق : ۳۱۷/۸)

ما فی " **الفتاوى الهندية** " : وليس على الرجل أن يضحى عن أولاده الكبار وامرأته إلا بإذنه ۔ (۲۹۳/۵، كتاب الأضحية ، الباب الأول) **(المسائل المهمة: ۱۷۲/۴)**

## بڑے جانور میں واجب اور نفل قربانی کی نیت

**مسئلہ** (۱۷): بسا اوقات ایک بڑے جانور میں شرکاء میں سے کچھ لوگ واجب قربانی کی نیت سے اور کچھ لوگ نفلی قربانی کی نیت سے شریک ہوتے ہیں، اس طرح ان کا شریک ہوکر قربانی کرنا درست ہے، کیوں کہ شرط، عبادت وقربت کی نیت ہے، اور وہ سب کی طرف سے پائی گئی۔ (۱)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **بدائع الصنائع** " : ولو أرادوا القربة الأضحية أو غيرها من القرب أجزأهم ، سواء كانت القربة واجبة أو تطوعاً ، أو وجبت على البعض دون البعض ۔

(٦/ ٣٠٥ ، كتاب التضحية ، فصل في شروط جواز إقامة الواجب)

ما في " **المحيط البرهاني** " : الشاة لا تجزئ إلا عن واحد ، وإن كانت عظيمة ، والبقر والبعير كل واحد منهما يجزئ عن سبعة إذا كانوا يريدون بها وجه الله ، اتفقت جهات القربة أو اختلفت ۔

(٦/ ٤٨٥ ،كتاب الأضحية ، الفصل الثامن فيما يتعلق بالشركة في الضحايا)

ما في " **الفقه الحنفي في ثوبه الجديد** " : الشرط قصد القربة عن الكل ـــــ لو كانت القربة واجبة عن الكل أو البعض اتفقت جهاتها أو لم تتفق كأضحية وإحصار ۔

(٥/ ٢١٤، التضحية ، موت أحد المشتركين في البدنة)

(المسائل المہمۃ: ۱۲۴/۵)

## ایک سال سے کم عمر والے بکرے کی قربانی

**مسئلہ(۱۸):** بکرا یا بکری کی قربانی درست ہونے کے لیے اُن کا سال بھر کا ہونا ضروری ہے، اگر سال بھر سے ایک دن بھی کم ہوگا، تو ان کی قربانی درست نہیں ہوگی، اِس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو بکرا- ۱۱/ ذی الحجہ کو پیدا ہوا تو آئندہ سال ۱۲/ ذی الحجہ کو اس کی قربانی درست ہے، کیوں کہ سال بھر کی شرط پائی گئی، اور جو بکرا- ۱۳/ ذی الحجہ کو پیدا ہوا، تو آئندہ سال اس کی قربانی درست نہیں ہوگی، کیوں کہ وہ ایک سال کا نہیں ہے۔(۱)

## نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی

**مسئلہ(۱۹):** امیر باپ پر نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرنا واجب نہیں، مستحب ہے، اگر قربانی کرے گا تو ثواب ملے گا، نہیں کرے گا تو گناہ نہیں ہوگا۔(۲)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : وحول من الشاة ـ قال الشامي رحمه الله تعالى : قال في البدائع : وتقدير هذه الأسنان لما ذكر يمنع النقصان ولا يمنع الزيادة ، فلو ضحى بسن أقل لا يجوز وبأكبر يجوز وهو أفضل ـ (۹/۴۶۶، كتاب الأضحية ، الفتاوى الهندية :۵/۲۹۶، كتاب الأضحية ، الباب الخامس ، بدائع الصنائع :۶/۳۰۱، كتاب التضحية) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۵/۵۴۳،المسائل المہمۃ:۷/ ۱۶۷،مسئلہ:۱۲۸)

(۲) ما في "**مجمع الأنهر**" : قوله : لا عن طفله أي أولاده الصغار في ظاهر الرواية=

# دوسرے کی طرف سے قربانی

**مسئلہ(۲۰)**: دوسرے کی طرف سے واجب قربانی کی اجازت لینا ضروری ہے، ورنہ دوسرے کی واجب قربانی ادانہ ہوگی، اگرکسی علاقے میں اپنے متعلقین کی طرف سے قربانی کرنے کی عادت اور رواج ہوتو اپنے متعلقین کی طرف سے انکی اجازت کے بغیرواجب قربانی درست ہوجائیگی۔[1]

---

= لکونها قربة محضة فلا تجب على لغير بسبب الغير . (١٦٧/٤)

ما في "**رد المحتار**" : قوله : (لا عن طفله) أي من مال الأب ، وفي ظاهر الرواية أنه يستحب ولا يجب .(٣٨٢/٩ ، بدائع الصنائع :١٩٧/٤، تبيين الحقائق :٤٧٥/٦)

(المسائل المهمة :۱۵۴/۲)

**الحجة على ما قلنا :**

(١) ما في " **بدائع الصنائع** " : ومنها إذن صاحب الأضحية بالذبح إما نصاً أو دلالة إذا كان الذابح غيره، فإن لم يوجد لا يجوز لأن الأصل فيما يعمله الإنسان أن يقع للعامل وإنما يقع لغيره بإذنه فإذا لم يوجد لا يقع له .

(٢١١/٤، كتاب الأضحية ، البحرالرائق : ٣٢٦/٨ ،كتاب الأضحية)

ما في "**رد المحتار**" : قال في الذخيرة : ولعله ذهب إلى أن العادة إذا جرت من الأب في كل سنة صار كالإذن منهم . (٣٨٢/٩ ، كتا ب الأضحية)

ما في " **الأشباه والنظائر** " : " إنما تعتبر العادة إذا اطردت أو غلبت " . " العادة محكمة" . (ص/٣٣٣) (المسائل المهمة :۱۵۴/۲)

## جانور کی قیمت ادھار رکھ کر قربانی

**مسئلہ (۲۱):** بعض لوگ قیمت ادھار رکھ کر جانور لیتے ہیں، اور اس کی قربانی کرتے ہیں، ان کا اس طرح سے قربانی کرنا جائز ودرست ہے، کیوں کہ قیمت ادھار رکھ کر جانور لینے سے ملکیت ثابت ہو جاتی ہے۔ (۱)

## سودخور کے ساتھ قربانی میں شرکت

**مسئلہ (۲۲):** جان بوجھ کر سودخور کے ساتھ قربانی میں شرکت نہیں کرنی چاہیے، کیوں کہ حرام رقم سے شرکت کرنے کی صورت میں کسی کی بھی قربانی درست نہیں ہوگی، ہاں اگر ایسا آدمی کسی سے حلال رقم لے کر قربانی میں حصہ لے تو اس کو اجتماعی قربانی میں شامل کرنا جائز ہوگا۔ (۲)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الهداية** " : ويجوز البيع بثمن حال ومؤجل إذا كان الأجل معلومًا ۔ (۲۱/۳)

ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : (وصح بثمن حال) وهو الأصل (ومؤجل إلى معلوم) لئلا يفضي إلى النزاع۔ (۵۲/۷)

ما في " **فتح القدير لإبن الهمام** " : يجوز البيع بثمن حال ومؤجل لإطلاق قوله تعالى : ﴿أحل الله البيع﴾ وما بثمن مؤجل بيع ۔ وفي صحيح البخاري عن عائشة اشترى رسول الله ﷺ طعامًا من يهودي إلى أجل ورهنه درعًا له من حديد ۔ (۲۴۲/۶)

**(احسن الفتاوی: ۵۱۳/۷، المسائل المہمۃ: ۱۵۸/۶، ایڈیشن ثانی)**

(۲) ما في " **ردالمحتار** " : وإن كان شريك الستة نصرانيا أو مريد اللحم لم يجز عن واحد، وكذا إذا كان عبدا أو مدبرا يريد الأضحية لأن نيته باطلة لأنه ليس من أهل هذه =

# گذشتہ سال کی قربانی

**مسئلہ (۲۳):** گذشتہ سال کی قربانی باقی ہے تو اس کی قیمت صدقہ کردینا واجب ہے، اگر کسی نے بڑے جانور میں دو حصے لیے، اس نیت سے کہ ایک حصہ سالِ رواں کی قربانی کا حصہ ہے، اور ایک حصہ گذشتہ سال کی قربانی ہے، تو اس صورت میں تمام شریکوں کی قربانی ادا ہوجائے گی، البتہ اس آدمی کے سال رواں کی قربانی ادا ہوجائے گی اور گذشتہ سال کی قضا کی نیت سے جو قربانی کی وہ ادا نہیں ہوگی، نفل ہوجائے گی، اور گذشتہ قربانی کے عوض ایک بکرے کی قیمت صدقہ کرنا ضروری ہوگا۔[1]

=القربة فكان نصيبه لحما فمنع الجواز أصلا . (۳۹۵/۹ ،كتاب الأضحية ، البحرالرائق :۳۲۵/۸)

ما في " **بدائع الصنائع** " : وهكذا قال أبو يوسف رحمه الله : ولو كان أحد الشركاء ذميا، كتابيا أو غير كتابي وهو يريد اللحم أو أراد القربة في دينه لم يجز عندنا . (۲۰۹/٤)

(جامع الفتاوی:۴/ ۷۷، احسن الفتاوی: ۷/ ۵۰۳، کفایت المفتی: ۸/ ۲۰۵، المسائل المہمۃ: ۲/ ۱۵۷)

(۱) ما في " **الفتاوى الهندية** " : ومنها انه تقضى إذا فاتت عن وقتها ثم قضاء ها قد يكون بالتصدق بعين الشاة حية وقد يكون بالتصدق بقيمة الشاة ۔ (۲۹٤/٥، ط : زكريا ، بدائع الصنائع :٦٦/٥، فصل أما كيفية الوجوب، ط : سعيد ، شامية :۳۲۱/٦ ، ط : سعيد)

وما في " **الهندية** " : وإن نوى بعض الشركاء التطوع وبعضهم يريد الأضحية للعام الذي صار دينا عليه وبعضهم الأضحية الواجبة عن عامه ذلك جاز الكل ، وتكون عن الواجب عمن نوى الواجب عن عامه ذلك ، وتكون تطوعا عمن نوى القضاء عن العام الماضي ، ولا تكون عن قضائه بل يتصدق بقيمة شاة وسط لما مضى ۔ (۳۰٥/٥، الباب الثامن ، ط: رشيديه ، البحر الرائق :۱۷۸/۸، ط : سعيد) (قربانی کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا: ص/ ۱۴۵)

## ایامِ قربانی میں فساد ہو جائے

**مسئلہ (۲۴):** اگر کسی علاقے میں ایامِ قربانی میں فساد ہو جائے جس کی بنا پر نمازِ عید ادا کرنا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں طلوع فجر کے بعد ہی سے قربانی کر سکتے ہیں۔(۱)

## ایامِ قربانی میں قربانی نہ کر سکا

**مسئلہ (۲۵):** کسی شخص پر قربانی واجب تھی، لیکن قربانی کے تین دن گذر گئے، اور اس نے قربانی نہیں کی، تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کر دے، اور اگر قربانی کا جانور خرید لیا، اور کسی وجہ سے قربانی نہ کر سکا، تو زندہ جانور صدقہ کر دے، اور اس کا گوشت خود نہ کھائے، کیوں کہ اب واجب، قربانی سے تصدق کی طرف منتقل ہو چکا ہے(۲)، البتہ قربانی کے دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کر دینے سے واجب قربانی ادا نہیں ہوگی اور وہ آدمی گنہگار رہوگا، کیوں کہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے۔(۳)

---

**الحجة علی ما قلنا :**

(۱) ما في " **رد المحتار** " : وفي البزازية : بلدة فيها فتنة فلم يصلوا وضحوا بعد طلوع الفجر جاز لأن البلدة صارت في هذا الحكم كالسواد . وفی " التاتارخانية " : وعليه الفتوی . (۳۸۷/۹ ، الفتاوی البزازية علی هامش الهندية :۲۸۸/۶)

ما في " **المحيط البرهاني** " : وفي الواقعات : لو أن بلدة وقعت فيها فتن ولم يبق فيها وال يصلي بهم صلاة العيد فضحوا بعد طلوع الفجر جاز لأن البلدة في هذا الحكم =

.........................................................................................

.........................................................................................

.........................................................................................

.........................................................................................

.........................................................................................

.........................................................................................

---

=صارت كالسواد . وفي الأضاحي للزعفراني: إذا وقعت فتنة في المصر ولم يكن فيها إمام من قبل السلطان يصلي بهم صلاة العيد القياس أن يكون وقت الأضحية لهم بعد طلوع الفجر۔ وفي الاستحسان بعد زوال الشمس . (٤٧٥/٦، بدائع الصنائع :٢١٣/٤، كتاب التضحيه ، حكم الذبح والإمام في خلال الصلاة لا تجوز)(المسائل المهمة:۱۷۴/۲)

(٢) ما فى " **الفتاوى الهندية** " : وقد اشترى شاة بنية الأضحية فلم يفعل حتى مضت أيام النحر تصدق بها حيةً ، وإن كان من لم يضح غنياً ولم يوجب على نفسه شاة بعينها تصدق بقيمة شاة اشترى أو لم يشتر ،كذا فى العتابية ۔

(٢٩٦/٥، كتاب الأضحية ، الباب الرابع ، بدائع الصنائع :٢٠٢/٤)

ما فى " **رد المحتار** " : إذا أوجب شاة بعينها أو اشتراها ليضحى بها ، فمضت أيام النحر قبل أن يذبحها تصدق بها حية ، ولا يأكل من لحمها ، لأنه انتقل الواجب من إراقة الدم إلى التصدق ، وإن لم يوجب ولم يشتر وهو موسر وقد مضت أيامها تصدق بقيمة شاة تجزى للأضحية ۔ (٣٨٩/٩، كتاب الأضحية) (المسائل المهمة:۱۷۰/۴)

(٣) ما في " بدائع الصنائع " : ومنها أن لا يقوم غيرها حتى لو تصدق بعين الشاة أو قيمتها في الوقت لا يجزيه عن الأضحية ، لأن الواجب تعلق بالإراقة ، والأصل أن الوجوب إذا تعلق بفعل معين انه لا يقوم غيره مقامه كما في الصلاة والصوم وغيرهما ۔

(٦٦/٥، فصل أما كيفية الوجوب)
(المسائل المهمة:۱۷۷/۲)

## قربانی کی جگہ کا اعتبار

**مسئلہ (۲۶):** بہتر تو یہی ہے کہ آدمی اپنی قربانی کا جانور خود پسند کرے، اس کی خدمت گزاری کرکے اس سے محبت کا تعلق پیدا کرے، اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، ذبح نہ کرسکے تو اس مبارک وقت پر حاضر رہے، عید کے دن اپنی قربانی میں سے کھائے، پڑوس اور عزیز واقارب، نیز غریبوں اور رشتہ داروں کو کھلائے، اور یہ سب اسی وقت ہوسکتا ہے جب قربانی اپنے وطن میں کی جائے، لیکن اگر کوئی شخص کسی عذر شرعی یا مصلحتِ شرعیہ کی بنا پر اپنے وطن میں قربانی نہ کرتے ہوئے کسی دوسرے ملک میں قربانی کرے تو بدونِ حرج قربانی درست ہوگی، البتہ اس سلسلہ میں دو اصولی باتیں یاد رکھنی چاہیے:

۱- قربانی کی ادائیگی واجب ہونے کے بعد ہی قربانی درست ہوگی، اور اس کی ادائیگی ۱۰/ذی الحجہ کی صبح صادق طلوع ہونے کے بعد واجب ہوتی ہے۔

۲- جہاں قربانی کی جارہی ہے وہاں کے وقت کا اعتبار ہوتا ہے، لہٰذا قربانی کرانے والے پر اپنے ملک میں قربانی کی ادائیگی واجب ہونے کے بعد اس کی طرف سے دوسرے ملک میں قربانی کی ادائیگی درست ہوگی، اور ادائے قربانی کے صحیح ہونے میں اس دوسرے ملک کے وقت کا اعتبار ہوگا، یعنی ۱۰/ذی الحجہ سے ۱۲/ذی الحجہ کے غروب تک قربانی کرنا جائز ہوگا۔[۱]

---

(۱) ما فی "**البحر الرائق**" : وسببها طلوع الفجر یوم النحر .

(۳۱۷/۸ ، کتاب الأضحیة ، الدر مع الرد :۳۱۳/۶) =

# رات میں قربانی

**مسئلہ(۲۷)**: دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ تک جس طرح دن میں قربانی کے جانور کو ذبح کرنا جائز ہے، اسی طرح درمیان کی دوراتوں میں بھی قربانی کے جانور کو ذبح کرنا جائز ہے، مگر مکروہ ہے، اور اس کراہت کی علت رات کی تاریکی میں مطلوبہ رگوں میں سے کسی رگ کے نہ کٹنے یا مقدار ذبح سے زائد کٹ جانے کا اندیشہ ہے، لیکن اگر رات کو ایسی معقول روشنی کا انتظام ہو کہ اس طرح کا شبہ واندیشہ نہ رہے، تو یہ کراہت باقی نہیں رہے گی، اور رات میں بھی بلاکراہت قربانی کے جانور کو ذبح کرنا جائز ہوگا۔[1]

=ما فی " **الفتاوى الهندية** " : ان الرجل إذا كان فى مصر وأهله فى مصر آخر فكتب إليهم ليضحوا عنه فإنه يعتبر مكان التضحية ، فينبغى أن يضحوا عنه بعد فراغ الإمام من صلاته فى المصر الذى يضحى عنه فيه . (٢٩٦/٥ ، كتاب الأضحية، الباب الرابع)

ما فی " **الدر المحتار مع الشامية** " : والمعتبر مكان الأضحية لا مكان عليه، فحيلة مصري أراد التعجيل أن يخرجها الخارج المصر، فيضحى بها إذا طلع الفجر . درمختار.

قوله : (والمعتبر مكان الأضحية) فلو كانت فى السواد والمضحى فى المصر جازت قبل الصلاة وفى العكس لم تجز .(٤٦١/٩ ، كتاب الأضحية ، هدايه أخيرين : ٤٣٠ ، كتاب الأضحية)

ما فی " **بدائع الصنائع** " : فصل : وأما وقت الوجوب فأيام النحر فلا تجب قبل دخول الوقت لأن الواجبات المؤقتة لا تجب قبل أوقاتها كالصلاة والصوم ونحوهما، وأيام النحر ثلاثة : يوم الأضحى وهو اليوم العاشر من ذى الحجة، والحادى عشر والثانى عشر، وذلك بعد طلوع الفجر من اليوم الأول إلى غروب الشمس من الثانى عشر . (١٩٨/٤ ، كتاب الأضحية)

(فتاوی رحیمیہ: ۱۰/ ۲۸۔۴۰، المسائل المہمۃ: ۳/ ۳۱۴)=

............................................................................................................

............................................................................................................

............................................................................................................

=(۱) ما في " **تنوير الأبصار وشرحه** " : وكره تنزيهاً الذبح ليلاً لاحتمال الغلط ۔ الدر المختار ۔ قوله : (ليلاً) أي فى الليلتين المتوسطتين لا الأولى ولا الرابعة ، إذ لا تصح فيهما الأضحية أصلاً كما هو الظاهر . (۳۸۸/۹، كتاب الأضحية)

ما في " **البحر الرائق** " : ووقتها ثلاثة أيام : أولها أفضلها، ويجوز الذبح فى ليالها إلا أنه يكره لاحتمال الغلط فى الظلمة . (۳۲۲/۸، كتاب الأضحية)

ما في " **بدائع الصنائع** " : ويجوز الذبح فى أيام النحر نهارها ولياليها وهما ليلتان، ليلة اليوم الثانى وهو ليلة الحادى عشر، وليلة اليوم الثالث وهى ليلة الثانى عشر، ولا يدخل فيها ليلة العاشر من ذى الحجة . (۲۱۳/۴-۲۱۴، كتاب الأضحية ، حكم الذبح والإمام فى خلال الصلاة)

ما في" **الموسوعة الفقهية** " : ان التضحية فى الليالى المتوسطة تجزئ مع الكراهة، لأن الذابح قد يخطئ المذبح، وإليه ذهب إسحاق وأبوثور والجمهور. (۹۳/۵، أضحية)

ما في " **الفتاوى الهندية** " : والمستحب ذبحها بالنهار دون الليل لأنه أمكن لاستيفاء العروق ،كذا فى الجوهرة النيرة . (۲۹۶/۵، كتاب الأضحية، الباب الثالث فى وقت الأضحية)

ما في " **المبسوط للسرخسي** " : ويجزيه الذبح فى لياليها إلا أنهم كرهوا الذبح في الليالي، لأنه لا يأمن أن يغلط فتفسد الظلمة الليل ، ولكن هذا لا يمنع الجواز .

(۲۴/۱۲، باب الأضحية)

ما في " **المؤطا للإمام مالک** " : عن نافع أن عبد الله بن عمر رضي الله عنه قال : "**الأضحى يومان بعد يوم الأضحى** " . (ص/۱۸۸)

ما في " **القواعد الفقهية** " : الحكم إذا ثبت بعلة زال بزوالها . (ص/۱۷۰)

**(احسن الفتاوی:۷/۵۱۰،فتاوی حقانیہ:۶/۴۹۰،کتاب الفتاوی:۴/۱۶۳)**

**(قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ص/۸۷،المسائل المہمۃ:۳/۳۱۵،۳۱۶)**

## اگر نماز عید نہیں پڑھی گئی

**مسئلہ (۲۸):** اگر کسی شہر میں دس ذی الحجہ کو نماز عید کسی وجہ سے نہیں پڑھی گئی، تو اس روز زوال کے بعد جانور ذبح کرنا جائز ہوگا۔[۱]

## نماز عید پڑھے بغیر قربانی

**مسئلہ (۲۹):** بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر قربانی کرنے والے نے عید کی نماز نہیں پڑھی اور مسجد یا عیدگاہ میں نماز عید ہوچکی ہے، تو اس صورت میں عید کی نماز پڑھے بغیر قربانی کرنا جائز نہیں ہوگا، جب کہ نماز عید پڑھے بغیر قربانی کرنا درست ہے، بشرطیکہ مسجد یا عیدگاہ میں نماز عید ہوچکی ہو، کیوں کہ خود قربانی کرنے والے کا عید کی نماز سے فارغ ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ مسجد یا عیدگاہ میں عید کی نماز ہوجانا کافی ہے۔[۲]

---

**الحجة علی ما قلنا :**

(۱) ما فی " **الفتاوی الهندية** " : إذا ترك الصلوٰة يوم النحر بعذر أو بغير عذر لا تجوز الأضحية ، حتی تزول الشمس ۔ (۲۹۵/۵، الباب الثالث فی وقت الأضحية)

ما فی " **البحر الرائق** " : ولو لم يصل الإمام صلوٰة العيد فی اليوم الأول ، أخروا الأضحية إلی الزوال ثم ذبحوا ، ولا تجزئهم التضحية إذا لم يصل الإمام إلا بعد الزوال ۔ (۳۲۲/۸، كتاب الأضحية)

ما فی " **تبيين الحقائق** " : ولو لم يصل الإمام العيد فی اليوم الأول ، أخروا التضحية إلی الزوال ثم ذبحوا، ولاتجزئهم التضحية ما لم يصل الإمام العيد فی اليوم الأول إلا بعد الزوال، فحينئذ يجوز لخروج وقتها ۔ (۴۷۷/۶، كتاب الأضحية)

ما فی " **الدر المختار مع الشامية** " : وأول وقتها بعد الصلوٰة إن ذبح فی مصر ....... وبعد=

# اجتماعی قربانی

**مسئلہ** (۳۰): موجودہ دور میں اجتماعی قربانی کا رواج عام ہورہا ہے، اور بہت سارے ادارے یہ خدمت انجام دے رہے ہیں، شرعاً یہ جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے [۱]، لیکن اجتماعی قربانی میں مشترکہ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے جن سات شریکوں کی طرف سے یہ قربانی ہے، ان کی تعیین اور ذبح کرتے وقت ان کی طرف سے قربانی کی نیت کرنا ضروری ہے، ورنہ تعیین نہ ہونے کی وجہ سے قربانی صحیح نہیں ہوگی۔ [۲]

---

=مضي وقتها لو لم يصلوا لعذر ۔ الدر المختار ۔ قال الشامی رحمه الله تعالی : ووقت الصلوٰة من الإرتفاع إلی الزوال ۔ (۳۸٦/۹، کتاب الأضحية) (**فتاوی محمودیہ:۱۷/۴۵۳، المسائل المہمۃ:۴/۱۶۸**)

(۲) ما فی " **رد المحتار** " : ولو ضحی بعد ما صلی أهل المسجد ولم يصل أهل الجبانة أجزأه استحساناً ، لأنها صلوٰة معتبرة ، حتی لو اکتفوا بها أجزأتهم ۔

(۳۸۵/۹، کتاب التضحية ، تبيين الحقائق :٦/٤٧٧ ، البحر الرائق : ۳۲۲/۸)

ما فی " **فتاوی قاضی خان علی هامش الهندية** " : ولو خرج الإمام بطائفة إلی الجبانة وأمر رجلاً ليصلی بالضعفة فی المصر ، وضحی بعد ما صلی أحد الفريقين جاز استحساناً ۔

(۳۴٤/۳، فصل فی صفة الأضحية ووقت وجوبها)(**فتاوی محمودیہ:۱۷/۴۵۵، المسائل المہمۃ:۴/۱۶۹**)

ما فی " **بدائع الصنائع** " : إذا صلی أهل أحد المسجدين أيهما کان جاز ذبح الأضاحی، وذکر فی الأصل : إذا صلی أهل المسجد فالقياس أن لا يجوز ذبح الأضحية ، وفی الاستحسان يجوز ......... ووجه الاستحسان أن الشرط صلوٰة العيد ، والصلوٰة فی المسجد الجامع تجزی عن صلوٰة العيد بدليل أنهم لو اقتصروا عليها جاز ، ويقع الاکتفاء بذلک فقد وجد الشرط فجاز ۔ (٤/۲۱۱-۲۱۲، کتاب التضحية)

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما فی " **الفتاوی الهندية** " : والبقر والبعير يجزی عن سبعة إذا کانوا يريدون وجه الله ، والتقدير بالسبع يمنع الزيادة ، ولا يمنع النقصان ، کذا فی الخلاصة ۔ (۳۰٤/۵)=

## اجتماعی قربانی میں رقم بچ جائے

**مسئلہ** (۳۱): اگر اجتماعی قربانی میں قربانی کرنے کے بعد کچھ رقم بچ جائے، تو اجتماعی قربانی کا انتظام کرنے والے اداروں پر بچی ہوئی زائد رقم کا واپس کرنا لازم ہوگا[1]، البتہ اگر قربانی کا انتظام کرنے والے ادارے اجرت کے طور پر کچھ لینا چاہیں، تو ابتدا ہی سے متعین کرکے لے سکتے ہیں، بعد میں نہیں[2]، یا پھر جن لوگوں کی طرف سے قربانی کی گئی ہے، اُن کی اجازت سے، اُن کے بیان کردہ مصرف میں خرچ کرنے کے مجاز ہوں گے۔

---

=ما في " **الهداية** " : تذبح بقرة أو بدنة عن سبعة ، والقياس أن لا تجوز إلا عن واحد ، لأن الإراقة واحدة وهي القربة إلا إنا تركناه بالأثر ، وهو ما روى عن جابر رضي الله تعالى عنه أنه قال : نحرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم البقرة عن سبعة والبدنة عن سبعة ۔

(٤/٤٤٤، كتاب الأضحية ، مجمع الأنهر : ٤/١٦٨)

(٢) ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : ذبح حيوان مخصوص بنية القربة فی وقت مخصوص ۔ قال في " البدائع " : فلا تجزى التضحية بدونها لأن الذبح قد يكون للحم ، وقد يكون للقربة ، والفعل لا يقع قربة بدون النية ۔ (٩/٣٧٨، كتاب الأضحية)

ما في " **الفقه الإسلامي وأدلته** " : ويشترط لجواز إقامة التضحية على المكلف بها نية الأضحية ، فلا تجزى الأضحية بدونها ، لأن الذبح قد يكون للحم وقد يكون للقربة ، والفعل لا يقع قربة بدون النية ۔

(٤/٢٧١٣، كتاب الأضحية) (المسائل المہمۃ:۴/۱۷۰)

**الحجة على ما قلنا :**

(١) ما في " **السنن الكبرى للبيهقي** " : " لا يحل مال امرئ مسلم إلا بطيب نفس منه " ۔ (٦/١٦٦، كتاب الغصب ، مشكوة المصابيح :ص/٢٥٥ ، السنن الدارقطني :٣/٢٢، كتاب البيوع ، رقم الحديث:٢٨٦٢ ، المسند للإمام أحمد بن حنبل :١٥/٤٠٠ ، رقم الحديث :٢٠٩٨٠، جمع الجوامع : ٩/٧ ، رقم الحديث: ٢٦٧٥٩، شعب الإيمان للبيهقي :٤/٣٨٧ ، رقم الحديث:٥٤٩٢)=

# ایک ہی فرد کی طرف سے بڑے جانور کی قربانی

**مسئلہ (۳۲)**: بڑے جانور میں سات افراد کا شامل ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ اگر بڑے جانور میں سات افراد سے کم، مثلاً کسی بڑے جانور میں چھ یا پانچ یا اس سے بھی کم شریک ہوں تب بھی جائز ودرست ہے[1]، یہاں تک کہ اگر تنہا ہی ایک آدمی پورے بڑے جانور کی قربانی اپنی طرف سے کرے تو بھی جائز ہے۔[2]

---

=ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ۔

(۲۹۱/۹، كتاب الغصب ، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير)

ما في " **درر الحكام شرح مجلة الأحكام** " : لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك الغير بلا إذنه ۔

(۹۶/۱، المادة:۹۶)

(۲) ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : وشرطها : كون الأجرة والمنفعة معلومتين ، لأن جهالتهما تفضي إلى المنازعة ۔ (۷/۹، كتاب الإجارة ، الفتاوى الهندية :۴۱۱/۴، كتاب الإجارة، الباب الأول في تفسير الإجارة) (المسائل المہمۃ:۱۶۰/۶، ایڈیشن ثانی)

ما في " **درر الحكام** " : شرائط الصحة أنواع : ـــــ النوع الثاني تعيين الأجرة ۔

(۴۹۵/۱-۴۹۶، كتاب الإجارة ، الفصل الثاني في شروط انعقاد الإجارة)

ما في " **قواعد الفقه** " : " جهالة المعقود عليه تفسد العقد " ۔ (ص/۷۵)

(۱) ما فی " **البحر الرائق** " : وتجوز عن ستة أو خمسة أو أربعة أو ثلاثة ذكره فی الأصل ، لأنه لما جاز عن سبعة فما دونها أولیٰ ۔ (۳۱۹/۸، كتاب الأضحية)

ما فی " **الهداية** " : وتجوز عن خمسة أو ستة أو ثلاثة ، ذكره محمد فی الأصل ، لأنه لما جاز عن سبعة فعن دونهم أولیٰ ۔ (۴۴۴/۴، كتاب الأضحية ، مجمع الأنهر :۱۶۸/۴)

ما فی " **الدر المختار مع الشامية** " : وتجزی عما دون سبعة بالأولیٰ ۔

(۳۸۳/۹، كتاب الأضحية ، بدائع الصنائع :۲۰۵/۴)

(۲) ما فی " **مجمع الأنهر** " : (وهی) أی الأضحية (شاة) تجوز من فرد فقط (أو بدنة) تجوز من واحد أيضًا ۔ (۱۶۸/۴، كتاب الأضحية) (کتاب الفتاوی:۱۴۴/۴، المسائل المہمۃ:۱۷۱/۴)

# قربانی سے پہلے نہ کھانا

**مسئلہ(۳۳):** بروزعید قرباں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب تک قربانی نہ ہوروزے سے رہے، یعنی نہ کچھ کھائے اور نہ پیئے، شریعتِ اسلامیہ میں اس قول کی کوئی اصل وحقیقت نہیں ہے، البتہ جو شخص قربانی کرے اس کے لیے یہ مستحب ہے کہ عیدالاضحیٰ کی نماز سے فارغ ہونے تک کچھ نہ کھائے، تاکہ اس دن اس کا اولِ طعام اس کی قربانی کا گوشت ہو۔[1]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **اعلاء السنن** " : وروي أنه ﷺ كان لا يخرج يوم الفطر حتى يطعم وكان لا يأكل يوم النحر شيئا حتى يرجع فيأكل من أضحيته . (۱۷/ ۲۵۰، كتاب الأضاحي)

ما في " **حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح** " : وأحكام الأضحى كالفطر لكنه في الأضحى يؤخر الأكل عن الصلاة استحبابا فإن قدمه لا يكره في المختار، وفيه رمز إلى أن هذا الإمساك ليس بصوم ولذا لم يشترط له النية وإلى أنه مندوب في حق المصريين فقط .

(ص/۵۳۶، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر: ۱/ ۲۵۸)

ما في " **تبيين الحقائق** " : قال رحمه الله : (لكن هنا يؤخر الأكل عنها) لما روي أنه عليه الصلاة والسلام كان لا يطعم في يوم الأضحى حتى يرجع فيأكل من أضحيته، وقيل هذا في حق من يضحي ليأكل من أضحيته أولا أما في حق غيره فلا ، ثم قيل الأكل قبل الصلاة مكروه، والمختار أنه ليس بمكروه ولكن يستحب أن لا يأكل . (۱/ ۵۴۳)

(المسائل المهمة: ۲/ ۱۵۶)

# قربانی کا گوشت قصاب کی اجرت میں

**مسئلہ** (۳۴): قربانی کے جانور کے کسی جزء مثلاً کھال یا گوشت وغیرہ سے قصاب کی اجرت دینا یا قیمت میں وضع کرنا جائز نہیں، اگر کسی نے ایسا کیا تو قربانی ہو جائے گی لیکن کھال کی قیمت یا جتنا گوشت دیا ہے اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوگا، قصاب کی اجرت الگ رقم سے دی جائے، قربانی کے جانور کے کسی جزء سے نہیں۔ (۱)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **صحيح البخاري** " : وروي أن عليا رضي الله عنه أخبره أن النبي ﷺ أمره أن يقوم على بدنه كلها، وان يقسم بُدنه كلها لحومها وجلودها وجلالها ولا يعطى في جزارتها شيئا . (۱/۲۳۲،كتاب المناسك ، باب يتصدق بجلود الهدي)

ما في " **رد المحتار** " : ولايعطى أجر الجزار منها لأنه كبيع وكره جز صوفها قبل الذبح لينتفع به فإن جزه تصدق به . (۹/۳۹۸ ، البحرالرائق:۸/۳۲۷ ،كتاب الأضحية)

ما في " **الفتاوى الهندية** " : ولا أن يعطى أجر الجزار والذابح منها فإن باع شيئا من ذلك بما ذكرنا نفذ عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى وعند أبي يوسف رحمه الله تعالى لاينفذ ويتصدق بثمنه كذا في البدائع .

(۵/۳۰۱ ، الباب السادس في بيان ما يستحب في الأضحية والانتفاع بها)

(امداد الفتاوی:۳/۵۶۳، المسائل المہمۃ:۲/۱۵۸)

# حق الخذمت کے طور پر قربانی کا گوشت

**مسئلہ (۳۵):** بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ قصائی، نائی، دھوبی اور بھنگی وغیرہ قربانی کا گوشت حق الخذمت کہہ کر مانگتے ہیں، اور نہ دینے پر ناراض ہوتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کا حق الخذمت مار لیا گیا، اُن لوگوں کا حق الخذمت کے طور پر قربانی کا گوشت مانگنا اور قربانی کرنے والے شخص کا حق الخذمت کے طور پر دینا، دونوں عمل درست نہیں ہیں(۱)، لیکن اگر کسی نے اس طرح دے دیا، تو جس قدر دیا اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے(۲)، اور اگر اِن لوگوں کو بغیر حق الخذمت کے قربانی کا گوشت دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(۳)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **السنن الكبرى للبيهقي** " : عن علي رضي الله عنه قال : " **أمرني رسول الله ﷺ أن أقوم على بدنة وأن أقسم جلودها وجلالها وأمرني أن لا أعطي الجازر منها شيئًا ، وقال : نحن نعطيه من عندنا** " . (۴۹۵/۹ ، كتاب الضحايا ، باب لا يبيع من أضحيته شيئًا ولا يعطي أجر الجازر منها ، رقم : ۱۹۲۳۲ ، تبيين الحقائق : ۶/۴۸۶ - ۴۸۷)

ما في " **التنوير وشرحه مع الشامية** " : ولا يعطي أجر الجزار منها لأنه كبيع ۔ قال الشامي رحمه الله تعالى : قوله : (لأنه كبيع) لأن كلا منها معاوضة ، لأنه إنما يعطي الجزار بمقابلة جزره ، والبيع مكروه ، فكذا ما في معناه ۔ (۷۵/۹ ، كتاب الأضحية)

ما في " **البحر الرائق** " : (ولا يعطي أجرة الجزار منها شيئا) والنهي عنه نهى عن البيع لأنه في معنى البيع لأنه يأخذه بمقابلة عمله فصار معاوضة كالبيع ۔ (۳۲۷/۸ ، كتاب الأضحية)

(۲) ما في " **التنوير وشرحه مع الشامية** " : فإن بيع اللحم أو الجلد به أي بمستهلك أو بدراهم تصدق بثمنه ۔ (۴۷۵/۹ ، كتاب الأضحية) (المسائل المہمۃ:۱۲۶/۶،مسئلہ:۱۲۱)

(۳) ما في " **اعلاء السنن** " : ما يدفعه إلى الجزار أجرة عوض عن عمله وجزارته ، ولا تجوز المعاوضة بشيء منها ، فأما إن دفع إليه لفقره أو على سبيل الهدية فلا بأس ۔ (۲۹۰/۱۷ ، رقم : ۵۶۰۰)

## طالب علم کی نفلی قربانی

**مسئلہ(۳۶)**: طالبِ علم کے لیے نفلی قربانی کی بجائے دینی کتابیں خریدنا بہتر ہے۔[۱]

## چرمِ قربانی کی قیمت

**مسئلہ (۳۷)**: قربانی کی کھال فروخت کرنے کے بعد جو رقم قیمت کے طور پر ملتی ہے، وہ صدقہ کر دینا واجب ہے، اور صدقہ کی حقیقت یہ ہے کہ جس کو دیا جائے وہ مالک بن جائے، چونکہ مسجد میں تملیک نہیں پائی جاتی اس لیے قربانی کی کھال کی رقم مسجد کی تعمیر اور امام و موذن اور خادم وغیرہ کی تنخواہ، اسی طرح قبرستان یا مسجد کی چہاردیواری بنانے میں صرف کرنا جائز نہیں۔[۲]

---

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " **الصحيح لمسلم** " : قوله عليه السلام : " **إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلثة ؛ إلا من صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له** ".

(۲/ ٤١، باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته)

ما في " **التعليق الصبيح على مشكوة المصابيح** " : المعنى أن الإنسان إذا مات لا يُكتب له بعده أجر أعماله لأنه جزاء العمل وهو ينقطع بموته إلا فعلا دائم الخير مستمر النفع مثل وقف الأرض أو تصنيف كتاب أو تعليم مسألة يعمل بها وولد صالح وكل منها يلحق أجره إليه .

(۱/ ۲۲۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

ما في "**رد المحتار** " : والحق التفصيل: فما كانت الحاجة فيه أكثر والمنفعة فيه أشمل فهو الأفضل . (٤/ ٤١، مطلب في تفضيل الحج على الصدقة)(فتاوی محمودیہ:۱۷/ ۵۰۶، جامع الفتاوی: ۴/ ۴۸۰، قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ص/ ۱۰۰، المسائل المہمۃ:۲/ ۱۵۹)=

# وکیل بن کر قربانی

**مسئلہ (۳۸):** اگر کوئی شخص وکیل بن کر لوگوں کی قربانی کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے تو ہر شخص کا حساب الگ رکھنا ضروری ہوگا، اگر کسی کی رقم بچ جائے تو بقیہ رقم واپس کرنا لازم ہوگا، لیکن اگر موکل بچی ہوئی رقم کو کسی اور مصرف میں خرچ کرنیکی اجازت دے تو اس کا خرچ کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

---

**الحجة على ما قلنا :**

=(۲) ما في " **القرآن الكريم** " : ﴿**إنما الصدقٰت للفقراء والمسٰكين والعٰملين عليها والمؤلفة قلوبهم وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله وابن السبيل**﴾ . (التوبة : ٦٠)

ما في " **أحكام القرآن للجصاص** " : فإن الصدقة تقتضي تمليكا وقال : إذ شرط الصدقة وقوع الملك للمتصدق عليه . (۱٦١/۳)

ما في " **نتائج الأفكار تكملة فتح القدير** " : وقال ابن همام: الصدقة كالهبة لا تصح إلا بالقبض . (٥٧/٩)

ما في " **المغني والشرح الكبير** " : وروي عن ابن عمر رضي الله عنه أنه يبيع الجلد ويتصدق بثمنه . (۱۱۲/۱۱)

ما في " **رد المحتار** " : ولا يعطى أجر الجزار منها لأنه كبيع لأن كلا منهما معاوضة لأنه إنما يعطى الجزار بمقابلة جزره . (۳۹۸/۹) (فتاوی محمودیہ: ۴۵۸/۱۷، المسائل المہمۃ: ۱۶۱/۲)

(۱) ما في " **القرآن الكريم** " : ﴿**إن الله يأمركم أن تودوا الأمانات إلى أهلها**﴾ . (النساء : ٥٨)

ما في " **حاشية ابن التمجيد مع حاشية القونوي على تفسير البيضاوي**" : أمر المؤمنين في هذه الآية بأداء الأمانات في جميع الأمور سواء كانت تلك الأمور في باب المذاهب والديانات أو من باب الدنيا والمعاملات . (۲۰۲/۷)=

..........................................................................................

=ما في " **حاشية القونوي على تفسير البيضاوي** " : الأمانات جمع أمانة وهي ما يقع في يد الإنسان ولو بغير قصد . (٧/١ ٢٠)

ما في " **تفسير المظهري** " : لكن الآية بعموم لفظها يفيد وجوب أداء كل أمانة إلى أهلها، عن أنس قال : قلماخطبنا رسول الله ﷺ إلا قال : " **لا إيمان لمن لا أمانة له ولا دين لمن لا عهد له**". رواه البيهقي في شعب الإيمان . **فائدة** : ليس أداء الأمانة منحصرا في مال الوديعة ونحو ذلك بل كل حق لأحد على أحد أمانة يجب أدائه لأهله كما يدل عليه سبب نزول هذه الآية . (٢/٣٦٣-٣٦٤)

ما في " **البحر المحيط لأبي حيان الغرناطي** " : والظاهر في يأمركم أن الخطا ب لكل أحد في كل أمانة ، ............ قال ابن عباس رضي الله عنهما : " **لم يرخص الله لموسر ولا معسر أن يمسک الأمانة** " . (٣/٣٩٤)

ما في "**روح المعاني للآلوسي** " : ان الأمانات وهي جمع أمانة مصدر سمى به المفعول ـنعم الحقوق المتعلقة بذممهم من حقوق الله تعالى وحقوق العباد سواء كانت فعلية أو قولية أو اعتقادية، وعموم الحكم لا ينافي خصوص السبب ...... أخرجه البيهقي في الشعب عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال: " **أربع إذا كن فيک فلا عليک فيما فاتک من الدنيا حفظ أمانة وصدق حديث وحسن خليقة وعفة طعمة** " . (٤/٩٤)

ما في " **فتح القدير للشوكاني** " : الظاهر أن الخطاب يشمل جميع الناس في جميع الأمانات . (١/٣٩٢)

ما في " **التفسير المنير** " : الأمانات جمع أمانة وهي ما يؤتمن الشخص عليه ، وفي عرف الناس هي كل ما أخذته بإذن صاحبه وتعم جميع الحقوق المتعلقة بالذمة لله أو للناس أو لنفسه ، ورعاية الأمانة في حق الآخرين رد الودائع والعواري وعدم الغش في المعاملات والجهاد والنصيحة وعدم إفشاء أسرار الناس وعيوبهم ، أداء الأمانات واجب ولا سيما عند طلبها من صاحبها ومن لم يؤدها في الدنيا أخذ منه ذلك يوم القيامة . (٣/١٢٧-١٢٩)=

## چرمِ قربانی سے خود فائدہ اٹھانا

**مسئلہ (۳۹):** قربانی کی کھال سے خود فائدہ اٹھانا یا کسی کو دے دینا دونوں جائز ہے، خواہ وہ شخص جس کو یہ کھال دی جارہی ہے مالدار ہو یا فقیر، ہاشمی ہو یا غیر ہاشمی، اپنے اصول وفروع ہوں یا اجنبی، نیز اس میں تملیک بھی واجب نہیں ہے، اسی لیے خود اپنے لیے اس کا مصلیٰ اور ڈول وغیرہ بنالینا یا کسی اور کام میں لانا جائز ہے۔(۱)

---

=ما في " **الجامع لأحكام القرآن للقرطبي** " : وأجمعوا على أن الأمانات مردودة إلى أربابها الأبرار منهم والفجار . (۲۵٦/٥)

ما في " **السنن لأبي داود** " : قوله عليه السلام : " **أد الأمانة إلى من ائتمنک** " .

(ص/٤۹۸ ، كتاب البيوع ، باب في الرجل يأخذ حقه من تحت يده)

ما في " **الفقه الإسلامي وأدلته** " : اتفق الفقهاء على أن المقبوض في يد الوكيل يعتبر أمانة بمنزلة الوديعة . (٤۰۱۹/٥ ،كتاب الوكالة)

ما في " **قواعد الفقه** ": " لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك الغير بغير إذنه " .

(ص/۱۱۰، رقم المادة : ۲۷۰) (المسائل المہمۃ:۱۶۲/۲)

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **القرآن الكريم** " : ﴿**فكلوا منها وأطعموا البائس الفقير**﴾ .(الحج :۲۸)

ما في " **أحكام القرآن للجصاص** " : ولما جاز الأكل منها دل على جواز الانتفاع بجلودها من غير جهة البيع ، ولذلك قال أصحابنا: يجوز الانتفاع بجلد الأضحيّة ، وقال الشعبي: كان مسروق يتخذ مَسك أضحيته مصلّى فيصلي عليه . (۳۱۰/۳)

ما في " **مجمع الأنهر** " : ويتصدق بجلدها أو يعمله آلة كجراب أو خف أو فرو . (۱۷٤/٤، رد المحتار : ۳۹۸/۹ ، البحر الرائق : ۳۲۷/۸)(فتاویٰ محمودیہ:۴۶۹/۱۷،المسائل المہمۃ:۱۶۴/۲)

## چرمِ قربانی کی خرید وفروخت میں شرط

**مسئلہ** (۴۰): اہلِ مدارس قربانی کے دنوں میں چرمِ قربانی جمع کرتے ہیں، پھر انہیں فروخت کرکے ان کی قیمت مستحق طلبہ پر خرچ کرتے ہیں، بعض ذمہ دارانِ مدرسہ جب چرم کے بیوپاری سے معاملہ کرتے ہیں، تو یہ شرط لگاتے ہیں کہ آج دس تاریخ کو جس قیمت پر آپ ہمارے چرم خرید رہے ہیں، گیارہ اور بارہ تاریخ کو بھی اُسی قیمت پر خریدو گے، اس طرح قید لگانا درست نہیں، جس دن بازار میں جو بھاؤ ہو، اسی بھاؤ پر خرید وفروخت ہونا چاہیے۔ (۱)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما فی " **التنویر وشرحه مع الشامیة** " : ولا بیع بشرط لا یقتضیه العقد ولا یلائمه وفیه نفع لأحدهما أو فیه نفع لمبیع هو من أهل الاستحقاق ولم یجر العرف به ولم یرد الشرع بجوازه ۔ (۲۸۱/۷، ۲۸۲، باب البیع الفاسد ، مطلب في الشرط الفاسد إذا ذُكر بعد العقد أو قبله)

ما في " **مجمع الأنهر** " : ولو کان البیع بشرط لا یقتضیه العقد وفیه نفع لأحد المتعاقدین أو لمبیع یستحق فهو فاسد ۔

(۹۰/۳، کتاب البیوع ، باب البیع الفاسد ، الهدایة :۴۳/۳، باب البیع الفاسد)

(فتاویٰ محمودیہ:۸۸/۱۶،ط: کراچی،۹۶/۲۴،ط: میرٹھ،فتاویٰ دارالعلوم دیو بند،رقم الفتویٰ:۲۷۵۹۴)

(المسائل المہمۃ :۱۷۲/۷،مسئلہ:۱۳۴)

## قربانی کرنے والے کے لیے مستحب

**مسئلہ** (۴۱): جس آدمی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو اس کے لیے مستحب ہے کہ ماہِ ذی الحجہ کے آغاز سے جب تک قربانی کا جانور ذبح نہ کرے، اپنے بال وناخن صاف نہ کرے، لیکن یہ عمل مستحب ہے اور مستحب کا حکم یہ ہے کہ کرنے والا مستحقِ ثواب اور نہ کرنے کی صورت میں کوئی گناہ لازم نہیں آتا اور نہ قربانی کی صحت میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے۔[1]

## قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دینا

**مسئلہ** (۴۲): قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دینا جائز ہے بشرطیکہ معاوضہ کے طور پر نہ ہو، البتہ غریب مسلمانوں کو دینے کا ثواب زیادہ ہے کیوں کہ یہ مستحب ہے، اس لیے قربانی کا گوشت مسلمانوں کو دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔[2]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الصحيح لمسلم** " : قوله عليه السلام :" **إذا رأيتم هلال ذي الحجة وأراد أحدكم أن يضحي فليمسک عن شعره وأظفاره** " . (۲/۱۶۰، كتاب الأضحية)

ما في " **اعلاء السنن** " : والنهي محمول عندنا خلاف الأولى . (۲۰۸/۱۷)

ما في " **الفقه الإسلامي وأدلته** " : المستحب لمريد التضحية إذا دخل عليه عشر ذي الحجة لا يحلق شعره ولا يقلم أظفاره حتى يضحي بل يكره له ذلك .

(۲۷۳۵/٤ ، الموسوعة الفقهية :٥/ ٩٥، فتاوی محمودیه:٤٨٦/١٧)

ما في " **موسوعة مصطلحات الفقه عند المسلمين** " : المندوب ما يتعلق بفعله ولا يتعلق العقاب بتركه . (۱۵۷۳/۲) (المسائل المہمۃ:۲/۱۶۸)=

# کھال کی رقم سے مستقل ذریعۂ آمدنی

**مسئلہ (۴۳):** کسی جماعت یا تنظیم کا قربانی کی کھال کی رقم کو مستقل آمدنی کا ذریعہ بنانا، مثلاً اس رقم سے کوئی ایسی جائیداد اور پراپرٹی خریدنا کہ اس سے مستقل آمدنی ہوتی رہے، جس سے غریبوں، مسکینوں اور ضرورتمندوں کی مدد کی جاسکے، شرعاً جائز نہیں ہے، بلکہ کھال جمع کرنے والی جماعت یا برادری پر لازم ہے کہ وہ جلد از جلد اس رقم کا کسی مستحقِ صدقہ کو مالک بنادے ورنہ گنہگار ہوگا، اس لیے کہ اس رقم کا تصدق واجب ہے اور تصدق کی حقیقت بھی یہی ہے کہ کسی مستحقِ صدقہ کو اس کا مالک بنادے۔ (۱)

---

=(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿فكلوا منها وأطعموا البائس الفقير﴾ . (الحج :٣٦)

ما في " **صحيح البخاري** " : قوله عليه السلام : " **إذا ضحى أحدكم فليأكل من أضحيته ويطعم منه غيره** " . (رقم الحديث :٥٥٦٩،كتاب الأضاحي، باب ما يؤكل في لحوم الأضاحي، الصحيح لمسلم : رقم الحديث :٢٩٧٤، كتاب الأضاحي، باب بيان ما كان النهي عن لحوم الأضاحي)

ما في " **الفتاوى الهندية** " : ويهب منها ما شاء للغني والفقير والمسلم والذمي.(٥/ ٣٠٠ ، الباب الخامس)

ما في " **اعلاء السنن** " : وللمضحي أن يهب كل ذلك أو يتصدق أو يهديه لغني أو فقير .... أو مسلم . (٢٨٦/١٧، بدائع الصنائع:٤/ ٢٢٤)(**المسائل المهمة :٢/ ١٦٩**)

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **القرآن الكريم** " : ﴿**إنما الصدقٰت للفقراء والمسٰكين والعاملين عليها والمؤلفة قلوبهم وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله وابن السبيل**﴾ . (التوبه:٦٠)

ما في " **أحكام القرآن للجصاص**" : الصدقة تقتضي تمليكا وشرط الصدقة وقوع الملك للمتصدق عليه . (١٦١/٣)

ما في " **المسند للإمام أحمد بن حنبل** " : قوله عليه السلام : " **لا تبيعوا اللحوم الهدي والأضاحي فكلوا وتصدقوا واستمتعوا بجلودها ولا تبيعوها** " . (٤٩٤/١٢)=

# کھال کی رقم میں حیلہ

**مسئلہ**(۴۴): قربانی کی کھال کوفروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کی رقم فقراء ومساکین پر صدقہ کرنا یعنی ان کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے، فقراء ومساکین کے علاوہ کسی اور مصرف میں صرف کرنا جائز نہیں ہے، اگر شدید مجبوری کی صورت میں ایسی رقم کو کسی اور مصرف میں خرچ کرنے کی ضرورت ہے تو حیلہ کرنا ضروری ہے، اور حیلہ کی صورت یہ ہے کہ کھال فروخت کرنے کے بعد جو رقم حاصل ہوگی وہ رقم کسی مسکین یا فقیر کو دے کر مکمل طور پر مالک بنادیا جائے، پھر اس سے کہا جائے کہ آپ اپنی طرف سے اس رقم کو مثلاً مسجد یا مدرسہ کی تعمیر یا اساتذہ کرام کی تنخواہ وغیرہ میں دیدیں، اور وہ خوشی سے دیدے، تو اس رقم کو مسجد، مدرسہ یا اساتذہ کرام وغیرہ کی تنخواہ وغیرہ میں دینا اور خرچ کرنا جائز ہوگا، مگر رقم دیتے وقت یہ شرط نہ رکھے بلکہ مالک بنا کر دینے کے بعد اس سے کہے۔[1] ......اگر قربانی کرنے والے نے قربانی کی کھال کسی فقیر مستحق آدمی کو دیدی، اور وہ شخص جس کو کھال دی ہے، کھال کوفروخت کرکے کسی پڑھانے والے استاد کو تنخواہ دیدے، یا مسجد کی تعمیر میں خرچ کردے تو جائز ہے، لیکن اگر قربانی کرنے والا خود فروخت کرے تو پھر وہ اس کھال کے روپئے کو معلم وغیرہ کی تنخواہ یا مسجد میں نہیں دے سکتا، بلکہ صدقہ کردینا لازم ہوگا۔[2]

---

=ما في ” **رد المحتار** “ : فإن بيع اللحم أو الجلد به أي بمستهلك أو بدراهم تصدق بثمنه ومفاده صحة البيع مع الكراهة وهو قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله لقيام الملك والقدرة على التسليم . (۹/۳۹۸ ، البحر الرائق : ۸/۳۲۷ ، تبيين الحقائق :۶/۴۸۶، اعلاء السنن :۱۷/۲۸۰) (المسائل المہمۃ:۲/۱۷۱)

**الحجة على ما قلنا :**

(۱-۲) ما في ” **الدر المختار مع الشامية** “ : وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما ، وكذا في تعمير المسجد وتمامه في حيل الأشباه ـ (۲/۲۷۱، البحر الرائق :۲/۲۴۳،=

## ذبح سے پہلے کھال فروخت

**مسئلہ (۴۵):** جانور ذبح کرنے سے پہلے کھال فروخت کرنا حرام ہے، لہٰذا جو لوگ ذبح سے پہلے ہی کھال فروخت کر دیتے ہیں وہ ناجائز اور حرام کام کرتے ہیں، باقی وعدہ کرنا جائز ہے۔[1]

---

= باب المصرف ، بدائع الصنائع :٣٩/٢، ط : سعيد ، تتارخانية :٢٧٢/٢، ط : إدارة القرآن)

(قربانی کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا: ص/۱۴۱،۱۴۲)

**الحجة على ما قلنا :**

(١) ما في " **بدائع الصنائع** " : وكذلك بيع اللحم في الشاة الحية لأنها انما يصير لحما بالذبح والسلخ فكان بيع المعدوم فلا ينعقد ـ (١٣٩/٥، فصل أما الذي يرجع إلى المعقود عليه ، ط : سعيد)

وما في " **بدائع الصنائع** " : ومنها أن يكون مقدور التسليم عند العقد ، فإن كان معجوز التسليم عنده لا ينعقد ـ (١٤٧/٥، فصل أما الذي يرجع إلى المعقود عليه ، ط : سعيد)

(زوال السنۃ: ص/۲۳، اغلاط العوام: ص/ ۱۳۹، ط: زمزم پبلشر، بحوالہ قربانی کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا: ص/ ۱۳۹)

# قربانی کے جانور کی ہڈیاں نمک کے عوض

**مسئلہ**(۴۶): بعض لوگ قربانی کے جانور کی ہڈیاں نمک کے عوض فروخت کرتے ہیں، ہڈیوں کی یہ بیع جائز تو ہے، مگر اس کے عوض جو نمک لیا گیا وہ یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہے۔[1]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **المبسوط للسرخسي** " : كما يكره له أن يعطي جلدها الجزار فكذلك يكره له أن يبيع الجلد ، فإن فعل ذلك تصدق بثمنه كما لو باع شيئا من لحمها ۔

(۱۹/۱۲ ، باب الأضحية)

ما في " **بدائع الصنائع** " : روي عن سيدنا علي كرم الله وجهه أنه قال : إذ ضحيتم فلا تبيعوا لحوم ضحاياكم ولا جلودها ، وكلوا منها وتمتعوا ، فإن باع شيئا من ذلك نفذ عند أبي حنيفة ومحمد ، وعند أبي يوسف لا ينفذ لما ذكرنا فيما قبل الذبح ويتصدق بثمنه ۔

(۲۲۵/٤ ، كتاب التضحية ، ما يكره في الأضحية)

ما في " **المغني والشرح الكبير** " : روي عن ابن عمر أنه يبيع الجلد ويتصدق بثمنه ۔

(۱۱۲/۱۱)

ما في " **رد المحتار** " : إن بيع اللحم أو الجلد به أي بمستهلك أو بدرهم تصدق بثمنه ومفاده صحة البيع مع الكراهة وهو قول أبي حنيفة ومحمد لقيام الملك والقدرة على التسليم ۔ (۳۹۸/۹ ، البحر الرائق : ۳۲۷/۸ ، كتاب الأضحية)

**(المسائل المہمۃ:۱۶۴/۶،مسئلہ:۱۱۹،محقق ومدلل جدید مسائل:۳۱۷/۲،مسئلہ:۲۴۹)**

## گابھن جانور کی قربانی

**مسئلہ (۴۷):** اگر قربانی کے ارادہ سے جانور خریدا، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ گابھن ہے، تو اس صورت میں اگر جانور خریدنے والا صاحب نصاب ہے، تو وہ اس جانور کے بجائے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرسکتا ہے، اور گابھن جانور خود بھی پالنے کے لیے رکھ سکتا ہے، اور اگر فروخت کرنا چاہے تو فروخت بھی کرسکتا ہے۔ اور اگر جانور خریدنے والا خود نصاب کا مالک نہیں تھا تو اس پر اسی جانور کی قربانی لازم ہوگی۔ (۱)

## سودی قرض کی رقم سے خریدے ہوئے جانور کی قربانی

**مسئلہ (۴۸):** سودی قرض کی رقم سے خریدے ہوئے جانور کی قربانی کرنا جائز ہے، کیوں کہ اس صورت میں بھی قرض لینے والا شخص قرض کی رقم کا مالک بن جاتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ سود پر قرض لینا اور دینا دونوں حرام ہیں، مگر اس سے قربانی کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ (۲)

---

(۱) (کفایت المفتی: ۸/ ۱۸۹، مع تغییر، کتاب الأضحیۃ والذبیحۃ، دارالاشاعت، بحوالہ قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص/ :۱۴۳)

**الحجة على ما قلنا :**

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿الذين يأكلون الربوا لا يقومون إلا كما يقوم الذي يتخبطه الشيطٰن من المس ، ذلك بأنهم قالوا إنما البيع مثل الربوا ، وأحل الله البيع وحرم الربوا﴾ . (البقرة : ۲۷۸)=

# میت کی طرف سے قربانی

**مسئلہ(۴۹):** میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے اور میت کو ثواب ملے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دنبہ اپنی طرف سے اور ایک دنبہ حضور ﷺ کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے۔[1]

---

=ما في " **التفسير المنير** " : ومن عاد إلى أخذ الربوا بعد تحريمه فقد استوجب العقوبة. (۲۷۵/۱)

ما في " **الصحيح لمسلم** " :عن جابر قال : " **لعن رسول الله ﷺ آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال: هم سواء** " . (۲۷/۲، باب الربوا)

ما في " **المقاصد الشرعية للخادمي** " : " إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما وتكون واجبة أذا كان المقصد واجباً " . (ص/٤٦)(**المسائل المهمة: ۱۷۲/۲**)

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **اعلاء السنن** " : روي عن علي رضي الله عنه قال : " **أمرني رسول الله ﷺ أن أضحيّ عنه فأنا أضحِي عنه أبدا** " . (۲۹٦/۱۷، باب ما جاء الأضحية عن الميت ، السنن لأبي داود : ص۳۸٥، باب الأضحية عن الميت)

ما في " **بدائع الصنائع** " : إن الموت لا يمنع التقرب عن الميت بدليل أنه يجوز أن يتصدق عنه ويحج عنه وقد صح أن رسول الله ﷺ ضحى بكبشين أحدهما عن نفسه والآخرعمن لا يذبح من أمته فدل ان الميت يجوز أن يتقرب عنه ، فإذا ذبح عنه صار نصيبه للقربة فلا يمنع جواز ذبح الباقين . (٤/۲۱۰، مجمع الأنهر : ١٧٣/٤، فتاوى قاضيخان :۳۳۳/٤ ، باب فيما يجوز الضحايا وما لا يجوز ، مكتبه حقانيه)

**(فتاوی محمودیہ: ۲۲٦/۱۷، المسائل المهمة: ۱۷۲/۲)**

# ایصالِ ثواب کے لیے قربانی

**مسئلہ (۵۰):** بعض لوگ اپنی واجب قربانی کی ادائیگی کے ساتھ اپنے مُردوں کو ثواب پہنچانے کے لیے بھی قربانی کرتے ہیں، ان کا اس طرح اپنے مُردوں کو ثواب پہنچانے کی غرض سے قربانی کرنا جائز ودرست ہے۔[1]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : وإن مات أحد السبعة المشتركين في البدنة وقال الورثة : اذبحوا عنه وعنكم صحّ عن الكل استحساناً لقصد القرابة من الكل ۔ الدر المختار ۔ قال ابن عابدين الشامي رحمه الله : قوله: (لقصد القرابة) قال في البدائع : لأن الموت لا يمنع التقرب عن الميت بدليل أنه يجوز أن يتصدق عنه ويحج عنه ، وقد صح أن رسول الله ﷺ ضحّى بكبشين ، أحدهما عن نفسه والآخر عمن لم يذبح من أمته ، وإن كان منهم من قد مات قبل أن يذبح لأنه له ولاية عليهم ۔ (۴۷۱/۹، كتاب الأضحية)

ما في " **بدائع الصنائع** " : الموت لا يمنع التقرب عن الميت ، بدليل أنه يجوز أن يتصدق عنه ويحج عنه ، وقد صح أن رسول الله ﷺ ضحّى بكبشين أحدهما عن نفسه والآخر عمن لا يذبح من أمته ، وإن كان منهم من قد مات قبل أن يذبح فدل أن الميت يجوز أن يتقرب عنه ، فإذا ذبح عنه صار نصيبه للقربة فلا يمنع جواز ذبح الباقين ۔

(۳۰۷/۶ ، كتاب التضحية ، البحر الرائق :۳۲۶/۸)

(مجمع الأنهر:۱۷۳/۴، كتاب الأضحية ، هدايه:۴۴۹/۴، كتاب الأضحية)

(المسائل المہمۃ:۱۶۱/۶،مسئلہ:۱۱۵)

## چوری کردہ جانور کی قربانی

**مسئلہ (۵۱):** کسی شخص نے کوئی جانور چوری کر کے اس کی قربانی کردی تو قربانی جائز نہ ہوگی، کیوں کہ وہ اس جانور کا مالک نہیں اور نہ ہی اصلِ مالک کی طرف سے جائز ہوگی، کیوں کہ اس کی طرف سے اس کی اجازت نہیں ہے، البتہ ذبیحہ حلال ہے، لیکن مالک کی اجازت حاصل کیے بغیر اس گوشت کا استعمال جائز نہیں۔[۱]

## ذبح کرنے کے بعد زندہ بچہ نکلا

**مسئلہ (۵۲):** اگر قربانی کا جانور ذبح کرنے کے بعد پیٹ سے زندہ بچہ نکل آئے تو اس کو ذبح کردیا جائے، اور اگر مردہ نکلے تو اس کو استعمال میں لانا جائز نہیں ہے۔[۲]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في "**رد المحتار**" : قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالى : قال في البدائع : غصب شاة فضحى بها عن نفسه لا تجزئه لعدم الملك ولا عن صاحبها لعدم الإذن .

(۴۰۱/۹، الاختيار لتعليل المختار: ۴۷۱/۲ ، حاشية الشلبي على تبيين الحقائق :۴۸۸/۶)

(احسن الفتاوی:۵۰۵/۷،المسائل المہمۃ :۱۷۳/۲)

**الحجة على ما قلنا :**

(۲) ما في " **الفتاوى الهندية** " : فإن خرج من بطنها حيا فالعامة أنه يفعل به ما يفعل بالأم فإن لم يذبحه حتى مضت أيام النحر يتصدق به حيا فإن ضاع أو ذبحه أو أكله يتصدق بقيمته .

(۳۰۱/۵ ، بدائع الصنائع :۸۷/۵، رد المحتار :۳۹۱/۹) (المسائل المہمۃ :۱۷۴/۲)

## بچہ کو ذبح کرنے کے بجائے پال لینا

**مسئلہ (۵۳):** اگر قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آئے، تو شرعاً اسے بھی ذبح کرنے کا حکم ہے[۱]، لیکن اگر کسی شخص نے اس بچہ کو ذبح کرنے کے بجائے پال لیا، اور اس کے بڑے ہونے پر، اپنے اوپر واجب قربانی میں اس کو ذبح کیا، تو اس کی واجب قربانی ادا نہ ہوگی، اس کا پورا گوشت صدقہ کرنا لازم ہوگا، اور اس شخص پر اس کی جگہ دوسری قربانی بھی واجب ہوگی۔[۲]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوى الهندية** " : فإن خرج من بطنها حياً فالعامة أنه يفعل به ما يفعل بالأم ۔ (۳۰۱/۵)

ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : ولدت الأضحية ولداً قبل الذبح يذبح الولد معها ۔ الدر المختار ۔ وفي الشامية : قال الشامي رحمه الله : قوله : (قبل الذبح) فإن خرج من بطنها حياً فالعامة أنه يفعل به ما يفعل بالأم ۔ (۳۹۱/۹ ، كتاب الأضحية)

(۲) ما في " **رد المحتار** " : قال الشامي رحمه الله : فإن بقي عنده وذبحه للعام القابل أضحية لا يجوز وعليه أخرى لعامة الذي ضحّى ، ويتصدق به مذبوحاً مع قيمة ما نقص بالذبح ، والفتوى على هذا ۔ (۳۹۱/۹ ، كتاب الأضحية)

ما في " **الهندية** " : وإن بقي الولد عنده حتى كبر وذبحه للعام القابل أضحية لا يجوز وعليه أخرى لعامه الذي ضحى ، ويتصدق به مذبوحاً مع قيمة ما نقص بالذبح ، والفتوى على هذا ، كذا في فتاوى قاضيخان ۔ (۳۰۲/۵ ، الباب السادس) **(المسائل المهمة: ۱۳۰/۵)**

## قربانی کے جانور کا دودھ

**مسئلہ** (۵۴): اگر کسی شخص نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا، تو خریدنے کے بعد اس جانور سے دوودھ نکالنا، خواہ خود اس کے استعمال کیلئے ہو یا فروخت کرنے کے لیے ہو، جائز نہیں ہے، اور اگر کسی شخص نے دودھ نکال لیا، تو دودھ یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا۔[1]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما فی " **الفتاوی الهندية** " : لو اشترى شاة للأضحية يكره أن يحلبها أو يجز صوفها فينتفع به ، لأنه عينها للقربة فلا يحل له الإنتفاع بجزء من أجزائها قبل إقامة القربة بها ........ ولو حلب اللبن من الأضحية قبل الذبح أو جز صوفها يتصدق به ولا ينتفع به ، كذا فی الظهيرية ۔ (۵/ ۳۰۰-۳۰۱ ، كتاب الأضحية ، الباب السادس)

ما فی " **البحر الرائق** " : ويكره بيع لبنها ...... ولو اكتسب مالاً من لبنها يتصدق بمثل ذلك ۔ (۸/ ۳۲۷، كتاب الأضحية)

ما فی " **الدر المختار مع الشامية** " : (ويكره الإنتفاع بلبنها) ۔ الدر المختار ۔ وفي الشامية : قال الشامي رحمه الله : فإن كانت التضحية قريبة تصنع ضرعها بالماء البارد وإلا حلبه وتصدق به ، كما فی الكفاية ۔ (۹/ ۳۹۹ ، كتاب الأضحية)

ما فی " **بدائع الصنائع** " : لو اشترى شاة للأضحية فيكره أن يحلبها أو يجز صوفها فينتفع به ، لأنه عينها للقربة فلا يحل له الإنتفاع بجزء من أجزائها قبل إقامة القربة فيها ۔

(۴/ ۲۱۹، كتاب التضحية ، ما يستحب قبل التضحية ، الفتاوى البزازية على هامش الهندية :۶/ ۲۹۴، السادس فی الإنتفاع) (فتاوی محمودیہ:۱۷/ ۴۷۹،المسائل المہمۃ:۴/ ۱۷۶)

# قربانی کے جانور کی تبدیلی

**مسئلہ** (۵۵): اگر کسی شخص نے قربانی کی نیت سے ایک جانور خریدا، اور وہ اس کے بدلے کسی دوسرے جانور کی قربانی کرنا چاہے، تو دوسرا جانور پہلے جانور کی قیمت سے کم پر نہ خریدے، اور اگر اس نے دوسرا جانور پہلے جانور سے کم قیمت پر خرید لیا، تو پہلے اور دوسرے جانور کی قیمت میں جتنا فرق ہے اتنی قیمت صدقہ کردے۔ (۱)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوى الهندية** " : رجل اشترى شاة للأضحية وأوجبها بلسانه ثم اشترى أخرى جاز له بيع الأولىٰ في قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى ، وإن كانت الثانية شرا من الأولى فذبح الثانية ، فإنه يتصدق بفضل ما بين القيمتين ، لأنه لما أوجب الأولىٰ بلسانه فقد جعل مقدار مالية الأولىٰ لله تعالى ، فلا يكون له أن يستفصل لنفسه شيئاً ، ولهذا يلزمه التصدق بالفضل ۔

(۵/۲۹٤، الباب الثاني في وجوب الأضحية بالنذر وما هو في معناه)

(المسائل المہمۃ:۴/۱۷۷)

## قصائی کا ذبیحہ

**مسئلہ(۵٦):** اگر قصائی مسلمان ہو اگر چہ وہ فاسق ہو، تو بھی اس کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے، اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔[1]

## ذبیحہ ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کا سر الگ کرنا

**مسئلہ(۵۷):** جانور ذبح کرنے کے بعد ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کا سر الگ کرنا یا کھال اتارنا مکروہ ہے، مگر اس ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔[2]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **القرآن الكريم** " : ﴿**فكلوا مما ذكر اسم الله عليه إن كنتم بآياته مؤمنين**﴾ . (الأنعام :۱۱۹)

ما في " **مجمع الأنهر** " : وتحل ذبيحة مسلم وكتابي ذمي أو حربي ولو امرأة أو صبيا أو مجنونا يعقلان . (۱۵۳/٤، تبيين الحقائق : ٤٤۹/٦ ، البحر الرائق : ۳۰۵/۸ ، تنوير الأبصار مع الدر والرد :۳۵۸/۹) **(فتاوی محمودیہ:۲۲۵/۱۷)**

(۲) ما في " **القرآن الكريم** " : ﴿**وأحسنوا إن الله يحب المحسنين**﴾. (البقرة:۱۹۵)

ما في " **السنن لأبي داود** " : قوله عليه السلام : " **إن الله كتب الإحسان على كل شيء فإذا قتلتم فأحسنوا القتلة ، وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبح ، وليحد أحدكم شفرته وليرح ذبيحته** " . (ص/۳۸۹،كتاب الضحايا، باب في الرفق بالذبيحة)

ما في " **رد المحتار** " : وكره كل تعذيب بلا فائدة مثل قطع الرأس والسلخ قبل أن تبرد أي تسكن عن الاضطراب . (۳۵۸/۹ ، مختصر الوقاية :۲۱/۲،كتاب الذبائح)

**(المسائل المہمۃ :۱٦۷/۲)**

# پستول کے ذریعے جانور کو بیہوش کرنا

**مسئلہ (۵۸):** جانور کو بے ہوش کر کے ذبح کرنا یعنی ذبح سے پہلے پستول سے دماغ میں نشانہ لگا کر گولی مارنا پھر ذبح کرنا، یہ طریقہ سنت اور اسلامی تعلیم کے خلاف ہے، اس میں جانور حرام ہونے کا ظن غالب ہے، نیز یہ کہ اگر اس ضرب اور چوٹ کی وجہ سے جانور کی ہلاکت یقینی ہو جائے، تو پھر اس کے گلے پر چھری پھیرنا بیکار ہوگا اور جانور حرام ہوگا۔ (۱)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **القرآن الكريم** " : ﴿**حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل لغير الله به والمنخنقة والموقوذة والمتردية ... الخ**﴾ . (المائدة : ۳) وقوله تعالى: ﴿**ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث**﴾. (الأعراف :۱۵۷)

ما في " **السنن الكبرى للبيهقي** ": قوله عليه السلام : " **الذكاة في الحلق واللبة** " .

(۴٦۷/۹، رقم الحديث :۱۹۱۲۳)

ما في " **بدائع الصنائع** " : لا بد من أحد شيئين أما التحرك وأما خروج الدم فإن لم يوجد لا يحل كأنه جعل وجود أحدهما بعد الذبح علامة الحياة وقت الذبح . (۱۷۵/۴)

ما في " **الفتاوى الهندية** " : فإذا لم يوجد لم تعلم حياته وقت الذ بح فلا تحل .

(۲٦۷/۵، رد المحتار :۱۵۷/۹)

**(المسائل المهمة :۲/ ۱٦۷)**

# جانور کو بجلی کا شاک لگانا

**مسئلہ(۵۹):** بعض مقامات پر قربانی کے جانور کو ذبح کرنے سے پہلے بجلی کا شاک لگایا جاتا ہے، اگر یہ شاک اتنا تیز ہے کہ اس سے جانور کا خون بڑی مقدار میں خشک ہوجاتا ہے، تو یہ طریقہ سنتِ متواترہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہِ تحریمی ہے، شرعِ اسلامی میں جانور کو اس طرح اذیت دینے کی قطعی اجازت نہیں ہے۔ تاہم اگر جانور میں زندگی باقی تھی اور ذبح کرنے پر جانور کا خون جوش کے ساتھ نکلا تو ذبیحہ حلال ہے اور اس کا گوشت بھی حلال ہے، لیکن اگر بجلی کا شاک ہلکا اور معمولی ہو جس سے جانور کو تکلیف نہ پہنچتی ہو اور اس کا مقصود یہ ہو کہ جانور کو ذبح کی تکلیف کم سے کم پہنچے اور قوتِ مدافعت میں کمی آجائے تو اس مصلحت کی وجہ سے اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔(۱)

---

(۱) ما في " **القرآن الكريم** " : ﴿**حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل لغير الله به والمنخنقة والموقوذة**﴾ . (المائدة :۳)

ما في " **السنن لأبي داود** " : قوله عليه السلام : " **إن الله كتب الإحسان على كل شيء فإذا قتلتم فأحسنوا القتلة وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبح** " . (ص/۳۸۹ ، باب الذبح من الرفق)

ما في " **بدائع الصنائع** " : لا بد من أحد شيئين أما التحرك وأما خروج الدم فإن لم يوجد لا يحل كأنه جعل وجود أحدهما بعد الذبح علامة الحياة وقت الذبح . (۱۷۵/٤)

ما في " **الفتاوى الهندية** " : فإذا لم يوجد لم تعلم حياته وقت الذبح فلا تحل . (۲۷٦/٥)

(المسائل المہمۃ :۲/۱۷۰)

# شہری کا دیہات میں قربانی

**مسئلہ** (٦٠): اگر شہری شخص نے دیہات میں قربانی کا نظم کیا ہو، یا اپنے جانور پہلے ہی دیہات میں بھیج دیا ہو، تو وہاں صبح صادق کے فوراً بعد اُس کی قربانی درست ہو جائے گی، شہر کی نمازِ عید کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔[1]

---

**والحجة على ما قلنا :**

(١) ما في " **الهداية** " : وحيلة المصري إذا أراد التعجيل أن يبعث بها إلى خارج المصر فيضحي بها كما طلع الفجر ـ (٤٣٠/٤ ، مكتبه رشيديه جامع مسجد دهلي)

ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : مصري أراد التعجيل أن يخرجها لخارج المصر فيضحي بها إذا طلع الفجر ـ (٤٦١/٩ ، زكريا ، و٣١٨/٦ ، كراچي ، و٣٨٦/٩ ، كتاب الأضحية ، دار الكتاب ديوبند ، مجمع الأنهر :١٦٩/٤، ١٧٠، بيروت ، البحر الرائق :٣٢١/٨ ، بيروت ، و٣٢١/٩ ، كتاب الأضحية ، دار الكتاب ديوبند ، الفتاوى الهندية :٢٩٦/٥، الباب الرابع فيما يتعلق بالمكان والزمان ، الفتاوى التاتارخانية :٤٢٢/١٧ ، زكريا ، الفتاوى الولوالجية :٧٩/٣ ، دار الايمان سهارنفور)

(فتاویٰ محمودیہ: ۴۵۲/۱۷، کراچی، فتاویٰ رحیمیہ: ۴۰/۱۰، دارالاشاعت کراچی)

ما في " **الشامية** " : والمعتبر مكان الأضحية فلو كانت في السواد والمضحي في المصر جازت قبل الصلاة ـ (٤٦١/٩ ، زكريا ، و٣١٨/٦ ، كراچي ، مجمع الأنهر :١٧٠/٤، بيروت ، البحر الرائق :٣٢١/٩ ، زكريا ، و دار الكتاب ديوبند ، بدائع الصنائع :٢١٣/٤ ، زكريا ، دار الكتاب ديوبند ، الهداية :٤٣٠/٤ ، رشيديه)

(کتاب المسائل: ۲۹۸/۲، ۲۹۹، مسائل قربانی، المسائل المہمۃ: جلد۹، غیر مطبوعہ)

## دیہات میں صبح صادق کے بعد قربانی

**مسئلہ** (۶۱): گاؤں اور دیہات میں ۱۰/ ذی الحجہ کو صبح صادق کے فوراً بعد سے قربانی کی اجازت ہے، حتی کہ اگر دیہات کے بعض لوگ شہر میں عید کی نماز پڑھنے جائیں، اور گھر والے اُن کی واپسی سے قبل قربانی کر دیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۱)

## بحالت جنابت ذبح

**مسئلہ** (۶۲): بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ بحالت جنابت قربانی کے جانور کو ذبح کرنا صحیح نہیں ہے، جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کیلئے پاک ہونا شرط نہیں ہے، بحالت جنابت ذبح کرنے سے بھی قربانی درست ہو جائے گی، البتہ پاکی حالت میں ذبح کرنا اولیٰ و بہتر ہے۔ (۲)

---

**والحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوى الهندية** " : ولو أن رجلا في أهل السواد دخل المصر لصلاة الأضحى وأمر أهله أن يضحوا عنه جاز أن يذبحوا عنه بعد طلوع الفجر ۔ (۲۹٦/٥، كتاب الأضحية – وفيه تسعة أبواب ، الباب الرابع فيما يتعلق بالمكان والزمان ، الفتاوى التاتارخانية :٤٢٢/١٧ ، كتاب الأضحية ، الفصل الرابع ، مكتبه زكريا ، الفتاوى الولوالجية :٧٩/٣، كتاب الصيد والذبائح والأضحية ، الفصل الرابع في وقت الأضحية ومكانها إلى آخره ، مكتبه دار الايمان سهارنفور)

(کتاب المسائل:۲/ ۲۹۸، مسائل قربانی، المسائل المہمۃ: جلد۹، غیر مطبوعہ)

(۲) ما فی " **الدر المنتقى في شرح الملتقى** " : وتحل ذبيحة مسلم ولو امرأة حائضاً أو نفساء أو جنبياً ۔ (١٥٤/٤، كتاب الذبائح)

ما فی " **الفقه الإسلامي وأدلته** " : شروط الذابح ، وهی أن يكون مميزاً عاقلاً مسلماً أو=

## عورت کا اپنی قربانی کا جانور خود ذبح کرنا

**مسئلہ(۶۳):** بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ عورت کا اپنی قربانی کا جانور خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا درست نہیں ہے، جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ عورت اگر ذبح کرنے پر قادر ہو، تو وہ اپنے قربانی کے جانور کو خود ذبح کر سکتی ہے، اور ذبیحہ بھی درست ہے۔(۱)

---

=كتابياً ....... قاصداً التذكية ولو كان مكرهاً ذكراً أو أنثىٰ طاهراً أو حائضاً أو جنبياً ـ

(۲۷٦۳/٤، كتاب الذبائح)

ما فی " **النتف فی الفتاوی** " : فإن ذبح كل مسلم وكل كتابی (حلال) رجلاً كان أو أنثىٰ ، حراً كان أو عبداً ، جنباً كان أو طاهراً ـ (ص/۱٤۷، كتاب الذبائح والصيد)

(فتاوی محمودیہ: ۲۳۰/۱۷، المسائل المہمۃ: ۱۷۹/۴)

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **صحيح البخاري** " : عن نافع انه سمع ابن كعب بن مالك يحدث عن أبيه أنه كانت له غنم ترعى بسلع ـ فأبصرت جارية لنا بشاة من غنمنا موتا فكسرت حجرا فذبحتها به فقال لهم : لا تأكلوا حتى أسال رسول الله ﷺ أو أرسل إلى النبي ﷺ من يسأله وأنه سأل النبي ﷺ عن ذاك أو أرسل فأمره بأكلها ـ قال عبيد الله : فيعجبني انها أمة وأنها ذبحت ـ (ص/٤۰۱،٤۰۲، كتاب الوكالة ، باب إذا أبصر الراعي أو الوكيل شاة تموت أو شيئا يفسد ذبح أو أصلح ما يخاف عليه الفساد ، انعام الباري :٥۱۷/٦، رقم الحديث : ۲۳۰٤)

ما فی " **صحيح البخاري** " : عن نافع عن ابن لِكَعْبِ بن مالك عن أبيه أن امرأة ذبحت شاة بحجر ، فسئل النبي عن ذلك ، فأمر بأكلها ـ

(۸۲۷/۲ ، كتاب الذبائح والصيد ، باب ذبيحة الأمة والمرأة)=

..........................................................................................

..........................................................................................

..........................................................................................

..........................................................................................

..........................................................................................

..........................................................................................

..........................................................................................

..........................................................................................

..........................................................................................

..........................................................................................

---

=ما فی " **فتح الباری** " : عن إبراهيم النخعي أنه قال فی ذبيحة المرأة والصبی : لا بأس إذا أطاق الذبيحة وحفظ التسمية ، وهو قول الجمهور۔

(۷۸۲/۹ ، كتاب الذبائح والصيد، باب ذبيحة الأمة والمرأة ، دار السلام الرياض)

ما فی " **الدر المختار مع الشامية** " : فتحل ذبيحتهما أی الكتابی الذمی والحربی ولو الذابح مجنوناً أو امرأة أو صبياً يعقل التسمية والذبح ويقدر ۔

(۳۵۹/۹، كتاب الذبائح ، البحر الرائق : ۳۰۶/۳۰۵/۸، كتاب الذبائح)

ما فی " **مجمع الأنهر** " : (وتحل ذبيحة مسلم وكتابي وذمي أو حربي ولو كان الذابح امرأة أو صبياً أو مجنوناً يعقلان) حل الذبيحة بالتسمية ، ويضبطان شرائط الذبح ، ويقدران على الذبح ۔ (۱۵۳/٤-۱۵٤، كتاب الذبائح ، الفتاوى البزازية على هامش الهندية : ۳۰٤/٦، كتاب الذبائح ، اعلاء السنن : ۱۰۳/۱۷، كتاب الذبائح ، باب جواز ذبح المرأة والصبی ، الفقه الإسلامي وأدلته :۲۷٦۳/٤، النتف في الفتاوى : ص/۱٤۷، كتاب الذبائح والصيد ، الموسوعة الفقهية : ۱۸٤/۲۱)

(فتاوی محمودیہ:۱۷/ ۲۲۸،المسائل المہمۃ:۴/۱۸۰)

## ذبح کا مسنون طریقہ

**مسئلہ** (٦٤): حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیاہی وسفیدی مائل رنگ کے سینگوں والے دومینڈھوں کی قربانی کی، اپنے دست مبارک سے ان کو ذبح کیا، اور ذبح کرتے وقت ''بسم اللہ واللہ اکبر'' پڑھا، میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ ﷺ اپنا پاؤں ان کے پہلو میں رکھے ہوئے تھے، اور زبان مبارک سے ''بسم اللہ واللہ اکبر'' کہتے جاتے تھے۔ [صحیح بخاری ومسلم] (١)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان مینڈھوں کو قبلہ رخ لٹا کر یہ دعا پڑھی:

﴿إِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْن ، إِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ، لا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ﴾ . (٢)

اس لیے جب قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹائے تو پہلے اوپر ذکر کردہ آیت پڑھنا بہتر ہے، اور ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا اگر یاد ہو تو پڑھے: " اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ " پھر " بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ " کہہ کر ذبح کرے، اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا اگر یاد ہو تو پڑھے: " اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَخَلِيْلِكَ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا الصَّلاةُ وَالسَّلامُ " .— اور اگر کسی اور کی طرف سے ذبح کر رہا ہے تو " مِنِّيْ " کی جگہ " مِنْ فُلانٍ " کہے، اور فلان کی جگہ اس کا نام لے لے۔ (٣)

---

(١) (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص/٨٠)۔ (٢) (مسند احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، مشکوۃ)=

## ذبح کا اعتبار کب ہوگا؟

**مسئلہ (۶۵):** جانور کے گلے میں چار شہہ رگیں ہوتی ہیں:

(۱) حُلقوم: جس سے سانس لیا جاتا ہے۔

(۲) مَری: جس سے کھانا پانی اندر جاتا ہے۔

(۳-۴) دورانِ خون والی دو رگیں۔

اِن چار رگوں میں سے اگر تین رگیں کٹ جائیں، تو شرعی طور پر ذبح کا تحقُّق ہوجاتا ہے، اور جانور حلال ہوجاتا ہے۔(۱)

---

=(۳) (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص/۷۳)

**والحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الشامية** " : أصح الأجوبة في الأكثر عنه إذا قطع الحلقوم والمرئي والأكثر من كل ودجين يؤكل وما لا فلا ۔ (۴۲۶/۹ ، دار الكتب العلمية بيروت ، وزكريا ديوبند ، و۳۵۶/۹ ، كتاب الأضحية ، ط : ديوبند)

ما في " **البحر الرائق** " : وعن أبي يوسف أنه يشترط قطع الحلقوم والمرئي وأحد الودجين ، وعن محمد لا بد من قطع الأكثر من كل واحد من هذه الأربعة ۔

(۳۱۰/۸ ، كتاب الذبائح ، دار الكتاب ديوبند ، الفتاوى التاتارخانية :۳۹۳/۱۷)

ما في " **الفتاوى الهندية** " : وعن محمد رحمه الله تعالى : إذا قطع الحلقوم والمرئي والأكثر من كل ودجين يحل وما لا فلا ۔ (۲۸۷/۵)

(کتاب المسائل: ۲/ ۳۲۵، ۳۲۶، مکتبہ اسماعیل دیوبند، المسائل المہمۃ: جلد۹، غیر مطبوعہ)

## ذبح کے وقت جانور کس طرح لٹائے؟

**مسئلہ(٦٦):** ذبح کرنے والے شخص اور ذبیحہ کا قبلہ رخ ہونا سنت ہے، اور بلا عذر اِس سنت کو چھوڑ دینا مکروہ ہے، اس لیے جانور کو ذبح کرتے وقت بائیں پہلو پر لٹایا جائے، اور اس کا سر قبلہ کی جانب کر دیا جائے، اس طور پر کہ سر جنوب (دکھن) کی جانب اور پیر شمال (اُتر) کی جانب ہو، البتہ اگر اس طرح لٹانے میں کوئی عذر یا دشواری ہو، تو جس طرح سہولت ہو لٹا کر ذبح کر دیا جائے، کوئی کراہت نہیں ہوگی۔ (۱)

---

**والحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **بذل المجهود** " : وأخذ الكبش فأضجعه على اليسار ، وهو الظاهر ، لأنه أيسر في الذبح ۔ (۵۳۸/۹ ، كتاب الضحايا ، باب ما يستحب من الضحايا)

ما في " **المبسوط للسرخسي** " : وكذلك إن ذبحها متوجهة لغير القبلة حلت ولكن يكره ذلك ، لأن السنة في الذبح استقبال القبلة ، هكذا روى ابن عمر ۔ رضي الله عنهما ۔ أن النبي ۔ ﷺ ۔ " استقبل بأضحيته القبلة لما أراد ذبحها " ۔ وهكذا نقل عن علي ۔ رضي الله تعالى عنه ۔
(۵/۱۲، كتاب الذبائح ، ط : دار الكتب العلمية بيروت)

ما في " **بدائع الصنائع** " : ومنها : ــ والذبيحة موجهة إلى القبلة لما روينا ، ولما روى أن الصحابة رضي الله عنهم كانوا إذا ذبحوا استقبلوا القبلة ، فإنه روى عن الشعبي أنه قال : كانوا يستحبون أن يستقبلوا بالذبيحة إلى القبلة ، وقوله : " كانوا " كناية عن الصحابة رضي الله عنهم ، ومثله لا يكذب ۔ (۲۷۱/٦، كتاب الذبائح والصيود ، فصل في بيان شرط حل الأكل في الحيوان المأكول ، أما ما يستحب من الذكاة وما يكره منها ، تبيين الحقائق :٤٦٠/٦ ، التنوير مع الدر والرد :٤٢٧/٩، الفتاوى الهندية :٢٨٧/٥، ٢٨٨، كتاب الذبائح ، الباب الأول)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۱۵/ ۳۹۷،فتاویٰ محمودیہ:۱۴۳/۲۶،میرٹھ،المسائل المہمۃ :۷/ ۱۶۸،مسئلہ:۱۲۹)

## ذبح کے وقت ''بسم اللہ'' کب کہے؟

**مسئلہ(۶۷):** جانور کو ذبح کرتے وقت تسمیہ یعنی ''بسم اللہ'' اور ذَبح، دونوں ساتھ ساتھ کرنا چاہیے، اگر کچھ سیکنڈ تقدیم ہو جائے، تو کوئی حرج نہیں ہے۔[1]

## بوقتِ ذبح عربی زبان میں ''بسم اللہ''

**مسئلہ (۶۸):** بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ بوقت ذبح ''بسم اللہ'' کا بزبان عربی کہنا ضروری ہے، جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ تسمیہ کسی بھی زبان میں ہو، خواہ ذابح (ذبح کرنے والا) عربی جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، دونوں صورتوں میں قربانی ہو جائے گی۔[2]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما فی " **بدائع الصنائع** " : أما وقت التسمية فوقتها في الذكاة الاختيارية وقت الذبح ، لا يجوز تقديمها عليه إلا بزمان قليل لا يمكن التحرّز عنه ۔ (۴۸/۵، ط : دار الكتاب العربی بیروت ، الفتاوى الهندية :۲۸۶/۵، كتاب الذبائح ، الباب الأول ، التنوير وشرحه مع الشامية :۴۳۹/۹، كتاب الذبائح ، بيروت ، تبيين الحقائق :۴۵۲/۶ ، كتاب الذبائح ، البحر الرائق :۳۰۷/۸، المبسوط :۶/۱۲، كتاب الذبائح) (فتاویٰ فریدیہ:۵۱۴/۴،مسائل شتی،المسائل المہمۃ:۱۶۹/۷،مسئلہ:۱۳۰)

(۲) ما فی " **بدائع الصنائع** " : سواء كانت التسمية بالعربية أو بالفارسية أو أى لسان كان ، وهو لا يحسن العربية أو يحسنها ، كذا روى بشر عن أبي يوسف : لو أن رجلاً سمى على الذبيحة بالرومية أو الفارسية ، وهو يحسن العربية أو لا يحسنها أجزاه ذلك عن التسمية ۔

(۱۶۹/۴، كتاب الذبائح والصيد ، فصل فى شرط حل الأكل فى الحيوان المأكول ، الفتاوى الهندية :۲۸۵/۵، كتاب الذبائح ، الباب الأول فى ركنه وشرائطه)=

# بوقت ذبح ''بسم اللہ'' کے ساتھ ''اللہ اکبر''

**مسئلہ** (۶۹): بعض لوگ بوقت ذبح ''بسم اللہ'' کے ساتھ ''اللہ اکبر'' کہنا بھی ضروری سمجھتے ہیں، جب کہ ذبح کے وقت صرف ''بسم اللہ'' کہنا بھی کافی ہے[1]، البتہ ''بسم اللہ اللہ اکبر'' دونوں کہنا سنت ہے۔[2]

---

=ما فی '' **الدر المختار مع الشامية** '' : والشرط في التسمية هو الذكر الخالص بأي إسم كان مقرونا بصفة كـــألله أكبر أو أجل أو أعظم ــــ جهل التسمية أو لا بالعربية أو لا ، ولو قادراً عليها ـ (۹/ ۳٦٤، كتاب الذبائح) (المسائل المہمۃ:۴/۱۸۱)

**الحجة على ما قلنا :**

(١) ما في '' **الفتاوى الهندية** '' : منها التسمية حالة الزكوة عندنا أي اسم كان ـ (٥/ ٢٨٥ ، الباب الأول)

ما في '' **البحر الرائق** '' : ولو قال : بسم الله جاز نوى أو لم ينو لأنه صريح في التسمية۔ (٨/ ٣٠٧)

(٢) ما في '' **الدر المختار مع الشامية** '' : والمستحب أن يقول بسم الله الله اكبر بلا واو۔ (٩/ ٤٣٧)

ما في '' **البحر الرائق** '' : وذكر الحلواني أن المستحب أن يقول باسم الله الله اكبر ثلاثا۔ (٨/ ٣٠٩) (المسائل المہمۃ:٦/ ١٦٢،مسئلہ:١١٦)

## جانور میں حصہ لینے والے تمام افراد پر بسم اللہ

**مسئلہ(۷۰):** بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ایک بڑے جانور میں جتنے افراد شریک ہوں گے، تمام افراد کے لیے جانور کو ذبح کرتے وقت ''بسم اللہ'' کہنا ضروری ہے، جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ جانور میں حصہ لینے والے تمام افراد پر ''بسم اللہ'' پڑھنا ضروری نہیں ہے، صرف ذبح کرنے والے اور اس کے ساتھ چھری پر، یا ذبح کرنے والے کے ہاتھ پر وزن رکھنے والوں پر ''بسم اللہ'' کہنا ضروری ہے۔[1]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في '' **الدر المختار مع الشامية** '' : أراد التضحية فوضع يده مع يد القصاب في الذبح وأعانه على الذبح سمى كل وجوبا ، فلو تركها أحدهما أو ظن أن التسمية أحدهما تكفي حرمت ۔ (۴۰۵/۹ ، كتاب الأضحية)

ما في '' **الفتاوى الهندية** '' : رجل أراد أن يضحي فوضع صاحب الشاة يده على السكين مع يد القصاب حتى تعاونا على الذبح ۔ قال الشيخ الإمام : يجب على كل واحد منهما التسمية ، حتى لو ترك أحدهما التسمية لا يجوز ۔ كذا في الظهيرية ۔

(۳۰۴/۵ ، الباب السابع)

(المسائل المہمۃ:۱۶۳/۶،مسئلہ:۱۱۷)

## چھری چلانے والے کے ساتھ شریک شخص کا "بسم اللہ"

**مسئلہ** (۷۱): جو لوگ چھری چلانے والے کے ساتھ، چھری چلانے میں شریک ہوں ان پر "بسم اللہ" کہنا واجب ہے، ورنہ جانور حرام ہو جائے گا، اس کا گوشت کھانا جائز نہیں ہوگا، البتہ ہاتھ پیر اور منہ پکڑنے والا شریک نہیں محض معاون ہے، لہٰذا اس پر "بسم اللہ" کہنا واجب نہیں ہے۔ (۱)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : أراد التضحية فوضع يده مع يد القصاب في الذبح وأعانه على الذبح سمى كل وجوباً ، فلو تركها أحدهما أو ظن أن تسمية أحدهما تكفي حرمت ۔ (۹/۴۰۵، كتاب الأضحية)

ما في " **الفتاوى الهندية** " : رجل أراد أن يضحي فوضع صاحب الشاة يده على السكين مع يد القصاب ، حتى تعاونا على الذبح ، قال الشيخ الإمام : يجب على كل واحد منهما التسمية ، حتى لو ترك أحدهما التسمية لا يجوز ، كذا في الظهيرية ۔

(۵/۳۰۴، كتاب الأضحية ، الباب السابع)

(فتاوی محمودیہ: ۱۷/۲۴۴، المسائل المہمۃ: ۴/۱۸۱)

## ایک چھری رکھ کر دوسری چھری لیا

**مسئلہ(۷۲):** اگر قربانی کے جانور کو زمین پر لٹادیا گیا، اور ذبح کرنے والے نے ذبح کرنے کے لیے چھری ہاتھ میں لے کر ''بسم اللہ'' پڑھ لیا، پھر اُس چھری کو رکھ کر دوسری چھری لیا اور جانور ذبح کیا، اور دوبارہ ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' نہیں پڑھا، تب بھی ذبیحہ حلال ہے۔[1]

## ایک جانور چھوڑ کر دوسرا جانور لیا

**مسئلہ(۷۳):** اگر جانور کو ذبح کرنے کے لیے زمین پر لٹادیا گیا، اور ذبح کرنے والے نے ذبح کرنے کے لیے چھری لے کر ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' بھی پڑھ لیا، پھر اُس جانور کو چھوڑ کر دوسرے جانور کو لٹایا گیا، اور ذبح کرنے والے نے پہلے تسمیہ یعنی ''بسم اللہ'' کو کافی سمجھتے ہوئے، دوبارہ ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' نہ پڑھا، اور ذبح کردیا، تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔[2]

---

**الحجة علی ما قلنا :**

(۱) ما فی " **البحر الرائق** " : ولو أضجع شاةً لیذبحها ثم ألقی تلك السكین وأخذ سكینا أخری لا بأس به ۔ (۳۰۷/۸ ، کتاب الذبائح) (**المسائل المہمۃ: ۱۷۰/۷، مسئلہ: ۱۳۱**)

ما في " **تبیین الحقائق** " : ولو أضجع شاة وسمی وطرح السكین وأخذ سكینا آخر فذبحها به ولم یسم حلّت لتعلقه بالمذبوح ۔ (۴۵۳/۶، کتاب الذبائح)

(۲) ما فی " **بدائع الصنائع** " : وعلی هذا یخرج ما روی بشر عن أبي یوسف رحمهما الله تعالی أنه قال : لو أن رجلا أضجع شاةً لیذبحها وسمی ، ثم بدا له فأرسلها وأضجع =

## چھری لے کر بسم اللہ پڑھا اور جانور کھڑا ہو گیا

**مسئلہ (۷۴):** اگر جانور کو ذبح کرنے کے لیے زمین پر لٹا دیا گیا، اور ذبح کرنے والے نے چھری لے کر ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' بھی پڑھ لیا، اور اچانک جانور چھوٹ کر کھڑا ہو گیا، پھر جانور کو دوبارہ پکڑ کر لٹایا گیا، تو اب ذبح کرنے والے کے لیے دوبارہ ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' کہنا ضروری ہے، کیوں کہ پہلے تسمیہ یعنی ''بسم اللہ'' کا اعتبار ختم ہو گیا۔(۱)

---

=أخرى فذبحها بتلك التسمية لم يجزه ذلك ، ولم تؤكل لعدم التسمية على الذبيحة عند الذبح ۔ (۲۴٦/٦ ، كتاب الذبائح والصيود ، فصل في شرط حل الأكل في الحيوان المأكول ، أما وقت التسمية)

ما فی '' **المبسوط للسرخسی** '' : وهنا الشرط التسمية على الذبح دون السكين ، وفعل الذبح يختلف باختلاف المذبوح لا باختلاف السكين فوزان هذا من ذلك أن لو ترك تلك الشاة وذبح أخرى بتلك التسمية ۔ (٦/١٢ ، كتاب الذبائح)

ما فی '' **تبيين الحقائق** '' : حتى لو أضجع شاة وسمى ثم تركها وذبح غيرها بالسكين الذي كان معه ولم يسم عليها لا يحلّ ۔ (٦/٤٥٣، كتاب الذبائح ، البحر الرائق :۸/۳۰۷، كتاب الذبائح) **(المسائل المہمۃ :۷/۱۷۱،مسئلہ:۱۳۳)**

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما فی '' **الفتاوى الهندية** '' : ولو سمى ثم انفلتت وقامت من مضجعها ثم أعادها إلى مضجعها فقد انقطعت التسمية ۔ كذا في البدائع ۔ (٥/٢٨٩، كتاب الذبائح ، قبيل الباب الثاني في بيان ما يؤكل الخ ، بدائع الصنائع : ٦/٢٤٧ ، فصل في شرط حل الأكل في الحيوان المأكول ، أما وقت التسمية) **(المسائل المہمۃ :۷/۱۷۰،مسئلہ:۱۳۲)**

# شرکاء کے درمیان گوشت کی تقسیم

**مسئلہ** (۷۵): اگر کسی بڑے جانور میں چند لوگ شریک ہوں، تو قربانی کا گوشت اندازہ سے تقسیم کرنا جائز نہیں ہے، وزن کرکے برابر تقسیم کرنا ضروری ہے، اگر کسی حصہ میں گوشت کی کمی بیشی ہوگی تو سود ہوجائے گا، اور سود لینا دینا، کھانا اور کھلانا سب حرام ہے [1]، البتہ اگر کسی شریک نے سر اور پائیں لے لیے، تو پھر اس کے حصے میں کم گوشت دینا جائز ہوگا۔ [2]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما فی " **البحر الرائق** " : وإذا جاز عن الشركة يقسم اللحم بالوزن، لأنه موزون ، وإذا أقسموا جزافاً لا يجوز ، لأن القسمة فيها معنى المبادلة ۔ (۳۱۹/۸، كتاب الأضحية)

ما فی " **بدائع الصنائع** " : قال هشام : سألت أبا يوسف عن البقرة إذا ذبحها سبعة فی الأضحية أيقسمون لحمها جزافاً أو وزناً ؟ قال : بل وزناً ....... أما عدم جواز القسمة مجازفة فلأن فيها معنى التمليك ، واللحم من الأموال الربوية ، فلا يجوز تمليكه مجازفة كسائر الأموال الربوية ۔

(۲۰۲-۲۰۱/٤، كتاب التضحية ، كيفية الوجوب)

ما فی " **الفتاوى الهندية** " : لو اشترى عشرة عشر أغنام بينهما فضحى كل واحد واحدة ، ويقسم اللحم بينهما بالوزن ۔ (۳۰٦/۵ ،كتاب الأضحية ، الباب الثامن)

ما فی " **الدر المختار مع الشامية** " : ويقسم اللحم وزناً لا جزافاً ۔ الدر المختار ۔ قال العلامة ابن عابدين تحت قوله : (لا جزافاً) لأن القسمة فيها معنى المبادلة ، قال فی البدائع : أما عدم جواز القسمة مجازفة ، فلأن فيها معنى التمليك ، واللحم من أموال الربا ، فلا يجوز تمليكه مجازفة ۔

(۳۸۵/۹)

(۲) ما فی " **الفتاوى الهندية** " : وإن اقتسموا مجازفةً يجوز إذا كان أخذ كل واحد شيئاً من الأركاع أو الرأس أو الجلد ۔ (۳۰٦/۵ ، كتاب الأضحية ، الباب الثامن)=

## قربانی سے پہلے کسی شریک کی موت

**مسئلہ**(۷٦): اگر سات افراد شریک ہوکر ایک بڑا جانور قربانی کے لیے خریدیں، اور قربانی کرنے سے پہلے ان میں سے کوئی شخص مرگیا، مگر اس کے بالغ ورثاء ان شرکاء کو اجازت دیدیں کہ آپ لوگ میت اور اپنی طرف سے قربانی کرلیں، تو ان شرکاء کا قربانی کرنا جائز ہوگا، اور سب کی قربانی ادا ہوجائے گی[۱]، اور اگر میت کے وارثوں کی اجازت کے بغیر قربانی کریں تو درست نہیں ہوگی، اور کسی بھی شریک کی قربانی ادا نہیں ہوگی۔[۲]

---

=ما فی " **الدر المختار مع الشامية** " : لا جزافاً إلا إذا ضح معه من الأركاع أو الجلد ضرفاً للجنس لخلاف جنسه ۔ (۹/۳۸۵، کتاب الأضحية)

ما فی " **البحر الرائق** " : وإذا اقتسموا جزافاً لا يجوز إلا إذا كان معه شيء آخر من الأركاع والجلد ۔ (۸/۳۱۹، کتاب الأضحية) (المسائل المہمۃ:۴/۱۸۲)

(۱) ما فی " **الدر المختار مع الشامية** " : وإن مات أحد السبعة المشتركين فی البدنة ، وقال الورثة : اذبحوا عنه وعنكم ، صح عن الكل استحسانا ، لقصد القربة من الكل ۔

(۹/۳۹۵ ، کتاب الأضحية ، دار الکتاب دیوبند)

ما فی " **مجمع الأنهر** " : وإن مات أحد سبعة الذين شاركوا فی البدنة ، وقال ورثته وهم كبار : اذبحوا عنكم وعنه ، صح ذبحها استحساناً عن الجميع لوجود قصد القربة عن الكل۔ (۴/۱۷۳، کتاب الأضحية ، البحر الرائق : ۸/۳۲۵، کتاب الأضحية ، الهداية : ۴/۴۴۹، کتاب الأضحية)

(۲) ما فی " **الدر المختار مع الشامية** " : لو ذبحوها بلا إذن الورثة لم يجزهم ، لأن بعضها لم يقع قربة ۔ (۹/۳۹۵)

ما فی " **الهداية** " : ولو مات واحد منهم فذبحها الباقون بغير إذن الورثة لا يجزيهم ، لأنه لم يقع بعضها قربة ۔ (۴/۴۴۹ ، کتاب الأضحية)=

# قربانی کے جانور کے گلے کی رسی

**مسئلہ (۷۷):** اگر کسی شخص نے قربانی کا جانور خریدا، تو جانور خریدتے وقت جانور کے گلے میں جو رسی یا زنجیر وغیرہ ہے، اس کا صدقہ کردینا مستحب ہے[۱]، اور اگر فروخت کردیا تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے[۲]، اور اگر رسی یا زنجیر خود استعمال کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔[۳]

---

=ما فی " **الدر المنتقى في شرح الملتقى** " : لو ذبحوها بلا إذن الورثة لم يجزهم ۔ (۳۲٦/۸) (المسائل المہمۃ:۴/۱۸۳)

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما فی " **السنن الكبرى للبيهقي** " : عن علي قال : " **أمرنى رسول الله ﷺ أن أقوم على بدنة ، وأن أقسم جلودها وجلالها** " ........ وفی رواية : أن أتصدق بلحمها وجلودها وأجلتها ۔ (۴۹۵/۹، كتاب الضحايا ، باب لا يبيع من أضحيته شيئاً ، رقم الحديث : ۱۹۲۳۲)

ما فی " **الدر المختار مع الشامية** " : (ويتصدق بجلدها) ۔ الدر المختار ۔ قال الشامی : وكذا بجلالها وقلائدها ، فإنه يستحب إذا أوجب بقرة يجللها ويقلدها ۔ (۳۹۸/۹ ، كتاب الأضحية)

ما فی " **الفتاوى الهندية** " : وإذا ذبحها تصدق بجلالها وقلائدها ۔ (۳۰۰/۵ ، كتاب الأضحية ، بدائع الصنائع :۲۲۰/٤)

(۲) ما فی " **بدائع الصنائع** " : روى أن النبي ﷺ قال لعلي : " تصدق بجلالها وخطامها ولا تعطى أجر الجزار منها " ........ فإن باع شيئاً من ذلك نفذ عند أبى حنيفة ومحمد ، ويتصدق بثمنه ، لأن القربة ذهبت عنه فيتصدق به ، ولأنه استفاده بسبب محظور، وهو البيع فلا يخلو عن خبث، فكان سبيله التصدق ۔ (۲۲۵/٤)

(۳) ما فی " **البحر الرائق** " : (أو يعمل منه نحو غربال أو جراب) لأنه جزء منها وكان له التصدق والانتفاع به ۔ (۳۲۷/۸ ،كتاب الأضحية ، بدائع الصنائع :۲۲۵/٤)

(فتاوی محمودیہ:۱۷/ ۴۸۸، المسائل المہمۃ:۴/۱۸۴)

# قربانی کا گوشت اہل وعیال کے لیے

**مسئلہ**(۷۸): قربانی کے گوشت کا ایک تہائی حصہ غرباء ومساکین کو صدقہ کرنا مستحب ہے[۱]، لیکن اگر کوئی شخص عیال دار اور قبیلہ دار ہے، تو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ تمام گوشت اپنے اہل وعیال کے لیے رہنے دے۔[۲]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **بدائع الصنائع** " : الأفضل أن يتصدق بالثلث ۔

(۳۲۹/٦ ، كتاب التضحية ، فصل فيما يستحب قبل الأضحية الخ ، الفتاوى الهندية : ٥/٣٠٠ ، الباب الخامس ، رد المحتار : ٤٧٤/٩ ، كتاب الأضحية)

(۲) ما في " **بدائع الصنائع** " : التصدق بها أفضل إلا أن يكون الرجل ذا عيال وغير موسع الحال ، فإن الأفضل له حينئذ أن يدعه لعياله ويوسع به عليهم ، لأن حاجته وحاجة عياله مقدمة على حاجة غيره ، قال النبي ﷺ : " **ابدأ بنفسک ثم بغيرک** " ۔

(٣٣١/٦ ، ٣٣٢ ، كتاب التضحية)

ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : (وندب تركه) أي ترك التصدق (لذي عيال غير موسع الحال) ۔ (٤٧٤/٩ ، كتاب الأضحية ، الفتاوى الهندية : ٥/٣٠٠)

(المسائل المہمۃ: ۱۶۴/۶،مسئلہ:۱۱۸)

# قربانی کا گوشت سوکھا کر رکھنا

**مسئلہ(۷۹):** بعض لوگ قربانی کے گوشت کو ہفتوں اور مہینوں تک سوکھا کر کھانے کو غلط سمجھتے ہیں، جب کہ قربانی کے گوشت کو سوکھا کر (خواہ کتنے ہی دن ہوں) کھانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔[1]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما فی " **الحديث النبوي** " : عن سليمان بن بريدة عن أبيه قال : قال رسول الله ﷺ : " **كنت نهيتكم عن لحوم الأضاحى فوق ثلاث ليتسع ذو الطول على من لا طول له ، فكلوا ما بدا لكم وأطعموا وادخروا** " .

(جامع الترمذي : ۱/ ۲۷۷، أبواب الأضاحى، باب الرخصة فى أكلها بعد ثلاث)

ما فی " **الصحيح لمسلم** " : عن جابر عن النبى ﷺ " **أنه نهى عن أكل لحوم الضحايا بعد ثلاث ، ثم قال بعد: " كلوا وتزودوا وادخروا** " .

(۲/ ۱۵۸، كتاب الأضاحى، ما كان عن النهى عن أكل لحوم الأضاحى)

ما فی " **السنن لإبن ماجة** " : عن نبيشة أن رسول الله ﷺ قال : " **كنت نهيتكم عن لحوم الأضاحى فوق ثلاثة أيام فكلوا وادخروا** " .

(ص/۲۲۸، باب ادخار لحوم الأضاحى)

ما فی " **الدر المختار مع الشامية** " : (ويؤكل غنياً ويدخر) لقوله عليه الصلوٰة والسلام بعد النهى عن الإدخار : " كلوا وأطعموا وادخروا " ۔ (۳۹۷/۹، كتاب الأضحية)

ما فی " **الهداية شرح البداية** " : ويأكل من لحم الأضحية ويطعم الأغنياء والفقراء ويدخر لقوله عليه السلام : " **كنت نهيتكم عن أكل لحوم الأضاحي ، فكلوا منها وادخروا** " ۔ ومتى جاز أكله وهو غنى جاز أن يؤكل غنياً ۔

(۴/۴۳۳-۴۳۴، كتاب الأضحية) (المسائل المهمة: ۴/۱۸۵)

## تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانا

**مسئلہ** (۸۰): تین دین سے زیادہ قربانی کے جانور کا گوشت اپنے پاس رکھنا اوراس کے بعد اسے کھاتے رہنا جائز اور درست ہے، ایک خاص مصلحت کی وجہ سے نبیٔ کریم ﷺ نے صرف ایک سال کے لیے تین دن سے زائد قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمایا تھا، وہ مصلحت یہ تھی کہ مدینہ منورہ میں بقرعید کے موقع پر ایک مرتبہ باہر سے بہت مسلمان آگئے، جو غربت وافلاس کے شکار تھے،اور کھانے پینے کی ان کو تنگی تھی ،اس لیے آپ ﷺ نے اعلان فرمایا:" **لا یأکل أحدکم من لحم أضحیته فوق ثلاثة أیام** " کوئی آدمی تین دن کے بعد قربانی کا گوشت نہ کھائے[1]، پھر جب آئندہ سال حضرات صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا تو آپ ﷺ نے اعلان فرمایا:" **فکلوا ما بدا لکم وأطعموا وادّخروا** " جب تک چاہو کھاؤ، کھلاؤ اور جمع کرکے رکھو، اور گذشتہ سال منع کرنے کی وجہ بھی بتلادی:" **کنت نهیتکم عن لحوم الأضاحي فوق ثلاث لیتسع ذوو الطول علی من لا طول له** " کہ سالِ گذشتہ میں نے تم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے اس لیے منع کیا تھا تاکہ وسعت والے ان لوگوں پر وسعت کریں جن کو قربانی کی وسعت نہیں ہے۔[2]

---

**الحجة علی ما قلنا :**

(۱) ما في " **جامع الترمذي** " : عن ابن عمر أن النبي ﷺ قال : " **لا یأکل أحدکم من لحم أضحیته فوق ثلاثة أیام** " . (۲۷۷/۱، أبواب الأضاحي ، باب في کراهیة أکل الأضحیة فوق=

..........................................................................................

..........................................................................................

..........................................................................................

..........................................................................................

..........................................................................................

..........................................................................................

..........................................................................................

..........................................................................................

..........................................................................................

= ثلاثة أيام ، مكتبة دار السلام سهارنفور)

(۲) ما في " **جامع الترمذي** " : عن سليمان بن بريدة عن أبيه قال : قال رسول الله ﷺ : "**كنت نهيتكم عن لحوم الأضاحى فوق ثلاث ليتسع ذو الطول على من لا طول له ، فكلوا ما بدا لكم وأطعموا وادخروا** " . (۱/ ۲۷۷، أبواب الأضاحي ، باب الرخصة في أكلها بعد ثلاث)

ما في " **صحيح مسلم** " : عن جابر عن النبي ﷺ أنه نهى عن أكل لحوم الضحايا بعد ثلاث ، ثم قال بعد : " **كلوا وتزودوا وادخروا** " .

(۲/ ۱۵۸، كتاب الأضاحي ، ما كان عن النهى عن أكل لحوم الأضاحى)

ما في " **سنن ابن ماجة** " : عن نبيشة أن رسول الله ﷺ قال : " **كنت نهيتكم عن لحوم الأضاحي فوق ثلاثة أيام فكلوا وادّخروا** " . (ص/۲۲۸، باب ادخار لحوم الأضاحي)

ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : (ويؤكل غنياً ويدّخر) لقوله عليه الصلاة والسلام بعد النهي عن الإدخار : " **كلوا وأطعموا وادّخروا** " ـ (۳۹۷/۹ ، كتاب الأضحية)

ما في " **الهداية** " : ويأكل من لحم الأضحية ويطعم الأغنياء والفقراء ويدّخر لقوله عليه السلام : " **كنت نهيتكم عن أكل لحوم الأضاحي ، فكلوا منها وادّخروا** " . ومتى جاز أكله وهو غني جاز أن يؤكل غنياً ـ (۴۳۳/۴، ۴۳۴ ،كتاب الأضحية)(**المسائل المهمة:۵/۱۳۱**)

## جانور خریدنے کے بعد عیب دار ہوگیا

**مسئلہ** (۸۱): اگر خریدتے وقت جانور صحیح سالم تھا، لیکن بعد میں عیب دار ہوگیا، تو مال دار پر اُس کے بجائے دوسرے صحیح سالم جانور کی قربانی لازم ہے، اور اگر فقیر ہے تو اُسی عیب دار جانور کی قربانی کرسکتا ہے، دوسرے جانور کی قربانی اس پر لازم نہیں ہے۔(۱)

---

**والحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : ولو اشتراها سليمة ثم تعيّبت بعيب مانع فعليه إقامة غيرها مقامها إن كان غنيا ، وإن كان فقيرا أجزأه ذلك ۔

(۴۷۱/۹ ، زكريا ، و۳۲۵/٦ ، كراچي ، و۳۹٤/۹ ، كتاب الأضحية ، دار الكتاب ديوبند)

ما في " **الفتاوى التاتارخانية** " : ثم كل عيب يمنع الأضحية ففي حق الموسر يستوي أن يشتريها كذلك ، أو يشتريها وهي سليمة فصارت معيوبة بذلك العيب لا يجوز على كل حال ، وفي حق المعسر يجوز على كل حال ۔

(۴۳۲/۱۷ ، مكتبه زكريا ديوبند ، مجمع الأنهر :۱۷۳/٤ ، كتاب الأضحية ، دار الكتب العلمية بيروت ، بدائع الصنائع :۲۱٦/٤ ، دار الكتاب ديوبند ، و زكريا ديوبند)

(کتاب المسائل:۳۲۰/۲، ط: مکتبہ اسماعیل، جواہر الفقہ :۴۵۰/۱، مکتبہ تفسیر القرآن جامع مسجد دیوبند)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل:۱۶۹/۴، قدیم، و۴۷۴/۵، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، جدید)

(المسائل المہمۃ: جلد۹، غیر مطبوعہ)

## جانور کو گراتے وقت اس میں عیب پیدا ہوگیا

**مسئلہ** (۸۲): اگر قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے لیے گراتے وقت اس میں کوئی عیب پیدا ہوجائے، تو اس سے صحتِ قربانی میں کوئی فرق نہیں پڑتا، قربانی درست ہوجاتی ہے۔ (۱)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوى الهندية** " : ولو قدم أضحية ليذبحها فاضطربت في المكان الذي يذبحها فيه فانكسرت رِجلها ثم ذبحها على مكانها أجزأه ۔ (۲۹۹/۵، بدائع الصنائع :۳۱۷/٦ ، كتاب التضحية ، فصل في شروط جواز إقامة الواجب)

ما في " **الفقه الحنفي في ثوبه الجديد** " : ولا يضر تعييبها من اضطرابها عند الذبح ۔ (۲۱۳/۵، التضحية ، ما يجوز في التضحية وما لا يجوز)

ما في " **المحيط البرهاني** " : وإن أصابها شيء من العيوب في اصطحابها حين اصتحبها للذبح وذبحها على مكانها جاز استحساناً ۔

(٤٧٩/٦ ، الفصل الخامس في بيان ما يجوز في الضحايا وما لا يجوز الخ)

ما في " **البحر الرائق** " : ولو أضجعها ليذبحها في يوم النحر فاضطربت فانكسرت رجلها فذبحها أجزأته استحساناً ۔ (۳۲٤/۸ ، كتاب الأضحية ، الدر المختار مع الشامية :٤٧١/۹)

**(فتاوی محمودیہ:۲۹۲/۲٦، المسائل المہمۃ: ۱۲٦/۵)**

## جانور کو پچھلی ٹانگوں کی طرف سے کھینچنا

**مسئلہ** (۸۳): بعض لوگ قربانی کے جانور کو ذبح کے لیے قربان گاہ لیجاتے وقت، اُس کی پچھلی ٹانگوں کو آگے کی طرف سے کھینچتے ہیں، ان کا یہ عمل مکروہ ہے، مستحب یہ ہے کہ اُسے اچھے انداز میں ہانک کر ذبح کی مخصوص جگہ تک لایا جائے۔(۱)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **بدائع الصنائع** " : قال الله تعالى : ﴿**ومن يعظّم شعائر الله فإنها من تقوى القلوب**﴾ وأن يسوقها إلى المنسك سوقاً جميلاً لا عنيفاً وألا يجرّ برجلها إلى المذبح ۔ (۳۲۰/۶ ، كتاب التضحية)

ما في " **الهندية** " : ويكره جرّها برجلها إلى المذبح ۔ (۲۸۷/۵، كتاب الذبائح ، الباب الأول)

ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : وندب إحداد شفرته قبل الاضجاع وكره بعده كالجرّ برجلها إلى المذبح ۔ (۴۲۶/۹ ، كتاب الأضحية)

ما في " **الموسوعة الفقهية** " : يستحب قبل التضحية أمور :ـــــــ أن يسوقها إلى مكان الذبح سوقاً جميلا لا عنيفاً ولا يجرّ برجلها إليه ، لأن رسول الله ﷺ قال : " **إن الله كتب الإحسان على كل شيء فإذا قتلتم فأحسنوا القِتلة ، وإذا ذبحتم فأحسنوا الذِّبحة ، وليُحدَّ أحدكم شَفرته وليُرح ذبيحتَه** " . (۹۵/۵، أضحية) (المسائل المهمة:۱۲۶/۵)

# قربانی کے جانور کا اُون

**مسئله**(۸۴): اگر کسی شخص نے ایامِ قربانی سے پہلے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا ہے، تو اس جانور کا اُون کاٹنا اور اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے[۱]، البتہ اس عمل کے بعد بھی قربانی درست ہو جائے گی[۲]، اور کاٹے ہوئے اُون یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔[۳]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الهندية** " : ولو اشترى شاة للأضحية يكره أن يحلبها أو يجز صوفها فينتفع به ، لأنه عينها للقربة ، فلا يحل له الانتفا ع بجزء من أجزائها قبل إقامة القربة بها ۔

(۳۰۰/۵ ، الباب السادس)

ما في " **بدائع الصنائع** " : ولو اشترى شاة فيكره أن يحلبها أو يجز صوفها فينتفع به ، لأنه عينها للقربة ، فلا يحل له الانتفا ع بجزء من أجزائها قبل إقامة القربة فيها ۔

(۳۲۰/٦ ، كتاب التضحية ، فصل فيما يستحب قبل الأضحية)

(۲) ما في " **رد المحتار** " : وتجوز المجزوزة التي جزّ صوفها ۔ (٤٧٠/٩ ، كتاب الأضحية)

ما في " الهندية " : تجزي المجزوزة وهي التي جزّ صوفها ، كذا في فتاوى قاضيخان ۔

(۲۹۸/۵، الباب الخامس)

(۳) ما في " **الهندية** ": ولو جزّ صوفها يتصدق به ولا ينتفع به ۔ (۳۰۱/۵ ، الباب السادس)

ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : وكره جزّ صوفها قبل الذبح لينتفع به ، فإن جزّه تصدّق به ۔ (٤٧٥/٩ ، كتاب الأضحية) **(المسائل المهمة: ۱۲۷/۵)**

# حلال جانور کے خصیے کھانا

**مسئلہ**(۸۵): بہت سے لوگ بکرے کو ذبح کرنے کے بعد اُس کے خصیے (فوطے/کپورے) خود رکھ لیتے ہیں اور پھر پکا کر کھاتے ہیں، جب کہ حلال جانوروں کے خصیے کھانا مکروہِ تحریمی ہے۔(۱)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **التنوير وشرحه مع الشامية** " : (كره تحريمًا) وقيل تنزيهًا ، والأول أوجه (من الشاة سبع : الحياء والخصية والغدة والمثانة والمرارة والدم المسفوح والذكر) للأثر الوارد في كراهة ذلك ، وجمعها بعضهم في بيت واحد فقال : [الطويل]

فقُلْ ذَكَرٌ والُانْثيانِ مَثانةٌ　　　كذاكَ دَمٌ ثمّ المرَارَةُ والغُدَدُ

وقال غيره : [الوافر]

إذا مَا ذُكِّيَتْ شَاةٌ فَكُلْهَا　　　سِوَى سَبْعٍ فَفِيْهِنَّ الْوَبَالُ

فَحَاءٌ ثُمّ خَاءٌ ثمّ غَـــين　　　وَدَالٌ ثمّ مِيْمَـــانِ وَذَالُ

ـ تنوير وشرحه ـ وفي الشامية : قوله : (من الشاة) ذكر الشاة اتفاقي ، لأن الحكم لا يختلف في غيرها من المأكولات ـ قوله : (الحياء) هو الفرج من ذوات الخف والظلف والسباع ـ قوله : ـــ (والغدة) بضم الغين المعجمة : كل عقدة في الجسد أطاف بها شحم ، وكل قطعة صلبة بين العصب ولا تكون في البطن كما في القاموس ـ قوله : (والدم المسفوح) أما الباقي في العروق بعد الذبح فإنه لا يكره ـ

(۱۰/۴۷۷، ۴۷۸، كتاب الخنثى ، مسائل شتى ، مكتبه زكريا و بيروت ، الفتاوى الهندية : ۶/۴۴۵، كتاب الخنثى ، مسائل شتى ، مكتبه رشيديه كوئٹه ومكتبه زكريا ، مجمع الأنهر : ۴/۴۸۹، كتاب الخنثى ، مسائل شتى ، بيروت)

(فتاویٰ محمودیہ: ۲۶/۲۲۱، مکتبہ محمودیہ میرٹھ، و۲۶/۲۱۶، المسائل المہمۃ: ۶/۲۸۵، مسئلہ: ۲۰۰)

# حلال جانور کی ممنوعہ چیزیں

**مسئلہ(۸۶):** حلال جانور کے جن اجزاء کا کھانا ممنوع ہے، وہ یہ ہیں:

۱- دمِ مسفوح......(بہتا ہوا خون)

۲- نر اور مادہ کی پیشاب کی جگہ

۳- خصیے......(فوطے/کپورے)

۴- پاخانہ کی جگہ

۵- غُدود......(سخت گوشت/خون جم کر گُٹھلی کی شکل میں ہو جانا)

۶- مَثانہ......(پیشاب کی تھیلی)

۷- پِتّہ

۸- حرام مغز

**نوٹ-:** مذکورہ بالا سات چیزیں مکروہِ تحریمی ہیں، اور 'حرام مغز' حرام ہے، ان کا کھانا اور کھلانا ناجائز اور گناہ ہے، اگر ان میں سے کسی چیز کا سالن پکا لیا گیا، تو وہ سالن بھی ناپاک ہو جائے گا۔[1]

---

**الحجة علی ما قلنا :**

(۱) ما في " **بدائع الصنائع** " : وأما بيان ما يحرم أكله من أجزاء الحيوان المأكول ، فالذي يحرم أكله منه سبعة : الدم المسفوح ، والذكر ، والأنثيان ، والقبل ، والغدة ، والمثانة ، والمرارة ، لقوله تعالى : ﴿**ويحلّ لهم الطيّبٰت ويحرّم عليهم الخبائث**﴾ . وهذه الأشياء السبعة مما تستخبثه الطباع السليمة فكانت محرمة ، وما روي عن مجاهد أنه قال : كره رسول الله ﷺ من الشاة : الذكر والأنثيين والقبل والغدة والمرارة والمثانة والدم ، فالمراد منه كراهة التحريم۔ =

.......................................................................................

.......................................................................................

.......................................................................................

.......................................................................................

.......................................................................................

.......................................................................................

.......................................................................................

.......................................................................................

=(٢٧٢/٦ ، كتاب الذبائح والصيود ، فصل فيما يحرم أكله من أجزاء الحيوان)

ما في " **رد المحتار**" : قال ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى : **تتمة :** ما يحرم أكله من أجزاء الحيوان المأكول سبعة : الدم المسفوح والذكر والأنثيان والقبل والغدة والمثانة والمرارة ـ بدائع ـ (٤٥١/٩ ، قبيل كتاب الأضحية) **(فتاوی رحیمیہ:۸۱/۱۰)**

ما في " **مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر** " : ويكره من الشاة الحيا والخصية والمثانة والذكر والغدة والمرارة والدم المسفوح ـ شرح ملتقى الأبحر ـ وفي مجمع الأنهر : (ويكره من الشاة الحيا) مقصورًا ، وهو الفرج (والخصية والمثانة والذكر والغدة والمرارة والدم المسفوح) لما روى الأوزاعي عن واصل بن جميلة عن مجاهد قال : كره رسول الله ﷺ من الشاة الذكر والأنثيين والقبل والغدة والمرارة والمثانة والدم ـ اهـ ـ (٤٨٩/٤، كتاب الخنثى ، مسائل شتى ، بيروت)

ما في " **حاشية الطحطاوي على الدر المختار** " : وزيد نخاع الصلب ـ اهـ ـ

(٣٦٠/٤، مسائل شتى)

ما في " **تبيين الحقائق** " : قال أبوحنيفة رضي الله عنه : الدم حرام وأكره الستة وذلك لقوله عز وجل : ﴿حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير﴾ [البقرة : ١٧٣] الآية ـ فلما تناوله النص قطع بتحريمه ، وكره ما سواه لأنه مما تستخبثه الأنفس وتكرهه ، وهذا المعنى سبب الكراهية لقوله تعالى : ﴿ويحرّم عليهم الخبائث﴾ [الأعراف : ١٥٧] ـ (٤٦٤/٦ ، كتاب الخنثى ، مسائل شتى)

**(فتاویٰ محمودیہ:۲۶/ ۲۱۷، ۲۱۸، میرٹھ، قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ص/۶۴، ۶۵)**

**(المسائل المہمۃ: جلد۹، غیر مطبوعہ)**

## قربانی کے جانور کی اوجھڑی

**مسئلہ(۸۷)**:قربانی کے جانور کی اوجھڑی کھانا درست ہے، کیوں کہ اوجھڑی جانور کے اُن سات اعضاء میں داخل نہیں ، جن کا کھانا جائز نہیں ہے۔[۱]

## خنزیر کے دودھ سے پروردہ جانور کی قربانی

**مسئلہ(۸۸)**: اگرکسی جانور کے بچے کی پرورش سور کے دودھ سے ہوئی ہوتو وہ بچہ حلال ہے،اس کی قربانی درست ہے،لیکن قربانی کرنے سے پہلے چندروز تک یعنی کم سے کم دس دن دوسرا چارہ دینا چاہیے۔[۲]

---

**الحجة علی ما قلنا :**

(۱) ما في " **بدائع الصنائع** " : وأما بیان ما یحرم أکله من أجزاء الحیوان المأکول ، فالذي یحرم أکله منه سبعة : الدم المسفوح والذکر والأنثیان والقبل والغدة والمثانة والمرارة ، لقوله تعالی : ﴿**ویحلّ لهم الطیبٰت ویحرّم علیهم الخبائث**﴾ . وهذه الأشیاء السبعة مما تستخبثه الطباع السلیمة فکانت محرمة ، وما روي عن مجاهد أنه قال : کره رسول الله ﷺ من الشاة : الذکر والأنثیین والقبل والغدة والمرارة والمثانة والدم ، فالمراد منه کراهة التحریم ۔

(۲۷۲/٦ ، کتاب الذبائح والصیود ، فصل فیما یحرم أکله من أجزاء الحیوان)

ما في " **رد المحتار**" : قال الشامي : ما یحرم أکله من أجزاء الحیوان المأکول سبعة : الدم المسفوح والذکر والأنثیان والقبل والغدة والمثانة والمرارة ۔ (۹/٤٥١ ، قبیل کتاب الأضحیة)

(فتاوی رحیمیہ:۱۰/۸۱،المسائل المہمۃ:۵/۱۳۱)

(۲) ما في " **البحر الرائق** " : یحل أکل جذع تغذی بلبن خنزیر لأن لحمه لا یتغیر وما تغذی به یصیر مستهلکا لا یبقی له أثر . (۸/۳۳۵)=

# خنثیٰ مشکل جانور کی قربانی

**مسئلہ** (۸۹): خنثیٰ مشکل بکرے کی قربانی کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس کا گوشت اچھی طرح پکتا نہیں، لیکن اگر کسی نے اتفاقاً اس کی قربانی کرلی اور اس کا گوشت اچھی طرح پک گیا تو قربانی صحیح ہوگی، کیوں کہ عدمِ جواز کی علت گوشت کا اچھی طرح نہ پکنا تھا، اب جب پک گیا تو یہ ظاہر ہوا کہ عدمِ جواز کی علت نہیں پائی گئی، اور یہ اصول بھی ہے کہ ارتفاعِ علت ارتفاعِ حکم کو مستلزم ہے۔[1]

---

=ما في " **رد المحتار** " : وكره لحمهما أي لحم الجلالة والرمكة وتحبس الجلالة حتى يذهب نتن لحمها وقدر بثلاثة أيام لدجاجة وأربعة لشاة وعشرة لإبل وبقر على الأظهر .(۹/٤١٤)

ما في " **بدائع الصنائع** " : لا يحل الانتفاع بها من العمل وغيره إلا أن تحبس أياما وتعلف فحينئذ تحل وقيل إنما لا يكره لأنه لا ينتن كما لا ينتن الإبل والحكم متعلق بالنتن، ولهذا قال أصحابنا في جدى ارتضع بلبن خنزير حتى كبر أنه لا يكره أكله لأن لحمه لا يتغير ولا ينتن .

(٤/١٥٤)(المسائل المہمۃ:۲/۱۵۵)

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوى الهندية** " : لا تجوز التضحية بالشاة الخنثى لأن لحمها لا ينضج .

(٥/٢٩٩)

ما في " **رد المحتار** " : قال العلامة ابن عابدين الشامي رحمه الله : و بهذا التعليل اندفع ما أورده ابن وهبان من أنها لا تخلوا إما أن تكون ذكرا أو أنثى وعلى كل تجوز . (۹/٣٩٤)

ما في " **موسوعة مصطلحات أصول الفقه عند المسلمين** " : " متى لم تكن العلة لم يكن الحكم"۔ "انتفاء العلة لانتفاء الحكم" . (١/٩٥٨، ٩٧٦، باب العلة)

(فتاوی محمودیہ:۱۷/۳۷۴، جامع الفتاوی:۴/۴۰۵، المسائل المہمۃ:۲/۱۵۷)

# نیل گائے کی قربانی

**مسئلہ(۹۰)**: نیل گائے کی قربانی درست نہیں، قربانی کے جانوروں کی تعیین شرعی سماعی ہے، قیاس کو اس میں دخل نہیں، اور شریعتِ مقدسہ میں صرف تین قسم کے جانوروں کی قربانی درست ہے:

پہلی قسم:......اونٹ نر و مادہ۔

دوسری قسم:......بکرا بکری، مینڈھا (دنبہ) بھیڑ، نر و مادہ۔

تیسری قسم:......گائے، بھینس نر و مادہ۔

ان کے علاوہ کسی بھی جانور کی قربانی کرنا درست نہیں ہے، اور ان جانوروں کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ وحشی نہ ہوں بلکہ پالتو اور انسانوں سے مانوس ہوں۔[۱]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوى الهندية** " : وإن ضحى بظبية وحشية أنست أو ببقرة وحشية أنست لم تجز . (۲۹۷/۵ ،كتاب الأضحية، في بيان محل إقامة الواجب)

ما في " **تبيين الحقائق** " : والوحشي إن كانت الأم أهلية جاز لأن جواز التضحية بهذه الأشياء عرفت شرعا بالنص على خلاف القياس........................ أما جنسه فهو أن يكون من الأجناس الثلاثة والغنم والإبل والبقرة في كل جنس نوعه والذكر والأنثى منه والجاموس نوع البقر . (۴۸۳/۶، البحر الرائق :۳۲۴/۴ ، فتاوى قاضيخان:۳۳۱/۴)

(کفایت المفتی:۱۹۱/۸-۱۹۲، المسائل المہمۃ:۱۶۰/۲)

## ہرن کی قربانی

**مسئلہ(۹۱)**: ہرن حلال ہے، اس کا گوشت کھانا جائز ہے، لیکن چونکہ وحشی جانوروں میں سے ہے، اور وحشی جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے، لہٰذا ہرن یا ہرنی کی قربانی جائز نہیں، اس کے مانوس ہونے یا نہ ہونے سے حکم میں کوئی فرق نہیں آتا۔(۱)

## چھوٹے کان والے جانور کی قربانی

**مسئلہ(۹۲)**: اگر قربانی کے جانور کے کان تو ہیں لیکن پیدائشی طور پر بالکل چھوٹے چھوٹے ہیں، تو اس کی قربانی درست ہے۔(۲)

---

**الحجة علی ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوی الهندية** " : وإن ضحی بظبية وحشية أنست أو ببقرة وحشية انست لم يجز . (۲۹۷/۵)

ما في " **بدائع الصنائع** " : وإن ضحی بظبية وحشية ألفت أو ببقرة وحشية ألفت لم يجز وحشية في الأصل والجوهر فلا يبطل حكم الأصل بعارض نادر .

(۲۰۵/٤، البحر الرائق: ۳۲٤/۸) **(المسائل المہمۃ:۲/۱۶۵)**

(۲) ما فی " **الدر المختار مع الشامية** " : ولو لها أذن صغيرة خلقة أجزأت. زيلعی .

(۳۹۳/۹ ، كتاب الأضحية)

ما فی " **بدائع الصنائع** " : ويجزئ السكّاء وهی صغيرة الأذن . (۲۱٤/٤، كتاب الأضحية ، الفتاوی الهندية :۲۹۷/۵، فتاوی قاضيخان علی هامش الهندية :۳۳٤/٤)

**(فتاوی رحیمیہ:۱۰/۴۹،قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ص/۱۳۴،المسائل المہمۃ:۳/۳۱۷)**

## کان چرے ہوئے جانور کی قربانی

**مسئلہ(۹۳)**: اگر جانور کے کان تو درست ہوں، لیکن کان کو چیر کر دو حصے کرر کھے ہوں، تو اس کی قربانی درست ہے۔[۱]

## کان کٹے جانور کی قربانی

**مسئلہ(۹۴)**: اگر جانور کا کان تھوڑا بہت کٹا ہے، تو اُس کی قربانی درست ہے، لیکن اگر کان کا اکثر حصہ کٹ گیا ہے، تو اُس کی قربانی درست نہ ہوگی۔[۲]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما فی " **بدائع الصنائع** " : وتجزئ الشرفاء وهي مشقوقة الأذن طولا ، وما روى أن رسول الله ﷺ نهى أن يضحى بالشرقاء والخرقاء والمقابلة والمدابرة ــــــ فالنهي في الشرقاء والمقابلة والمدابرة محمول على الندب ، وفي الخرقاء على الكثير ۔

(٦/٣١٦ ، كتاب التضحية ، شرائط جواز إقامة الواجب ، بيروت)

ما في " **حاشية الشلبي على التبيين** " : وتجوز الشرقاء وهي مشقوقة الأذن طولا ، وكذا المقابلة وهي التي شقّت أذنها من قِبل وجهها وفي متدلية ، وكذا المدابرة ۔

(٦/٤٨٠ ، البحر الرائق :٨/٣٢٤ ، ط : رشيديه ، الفتاوى الهندية :٥/٢٩٨ ، كتاب الأضحية ، الباب الخامس ، ط: رشيديه) (*فتاویٰ محمودیہ:۱۷/۳۸۶، ط: کراچی، المسائل المہمۃ: ۷/۱۶۷، مسئلہ:۱۲۷*)

**الحجة على ما قلنا :**

(۲) ما في " **الشامية** " : ومقطوع أكثر الأذن لو ذهب بعض الأذن ــــ إن كان كثيرا يمنع وإن يسرًا لا يمنع ۔ (٩/٤٦٨ ، زكريا ، و٩/٣٩٢ ، كتاب الأضحية ، دار الكتاب ديوبند ، و٦/٣٢٣ ، كراچي ، الفتاوى الهندية :٥/٢٩٧ ، الباب الخامس في بيان محل إقامة الواجب ، احياء التراث العربي بيروت ، و زكريا ديوبند و رشيديه كوئٹه ، البحر الرائق :٨/٣٢٣ ، بيروت ، الفتاوى التاتارخانية :١٧/٤٢٩ ، زكريا ديوبند)=

## پیدائشی کان نہ ہو اس جانور کی قربانی

**مسئلہ (۹۵)**: جس جانور کے کان پیدائشی طور پر نہ ہوں، اُس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ [۱]

## بھینگی آنکھ والے جانور کی قربانی

**مسئلہ (۹۶)**: بھینگی آنکھ والے جانور کی قربانی جائز و درست ہے۔ [۲]

---

=(جواہر الفقہ :۱/۴۵۰، مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند، فتاویٰ رحیمیہ :۱۰/۴۹، کراچی، آپ کے مسائل اور ان کا حل:۵/۴۳۶، جدید، جامع الفتاویٰ:۸/۱۷۷، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ،کتاب المسائل:۲/۳۱۶،مکتبہ اسماعیل،المسائل المہمۃ: جلد۹،غیر مطبوعہ)

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : والسكاء التي لا أذن لها خلقة ولا تجوز مقطوعة إحدى الأذنين بكمالها والتي لها أذن واحدة خلقة ـ (۹/٤٦۹ ، زكريا ، و۹/۳۹۳ ، كتاب الأضحية ، دار الكتاب ديوبند ، و٦/٤٢٤ ، كراچي ، الفتاوى التاتارخانية :۱۷/٤۲٦ ، زكريا ، الفتاوى الهندية :٥/۲۹۷ ، احياء التراث العربي بيروت ، وزكريا ديوبند)

**(جامع الفتاویٰ:۸/۱۷۷،ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)**

**(کتاب المسائل:۲/۳۱۷،ط:اسماعیل،المسائل المہمۃ: جلد۹،غیر مطبوعہ)**

**الحجة على ما قلنا :**

(۲) ما في " **الفتاوى الهندية** " : والحولاء تجزئ وهي التي في عينها حول ـ

(٥/۲۹۸ ، البحر الرائق : ۸/۳۲۳ ، كتاب الأضحية)

(رد المحتار : ۹/٤۷۰ ، كتاب الأضحية)

**(المسائل المہمۃ:۶/۱۶۵،مسئلہ:۱۲۰)**

## پیدائشی سینگ نہ ہو اُس جانور کی قربانی

**مسئلہ**(۹۷): جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں، یا بچپن میں ہی اُس کے سینگ کی جگہ آگ سے جلادی گئی ہو، جس کی وجہ سے آگے سینگ نہ نکل سکے ہوں، تو اُس کی قربانی درست ہے۔[۱]

## سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی

**مسئلہ**(۹۸): جس جانور کے پیدائش سے سینگ نہیں، یا سینگ تو تھے مگر ٹوٹ گئے، تو اس کی قربانی درست ہے[۲]، البتہ اگر سینگ بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں، تو قربانی درست نہیں ہے۔[۳]

---

**الحجة علی ما قلنا :**

(۱) ما في " **الشامية** " : ویضحی بالجماء هي التي لا قرن لها خلقة و کذا العظماء التي ذهب بعض قرنها بالکسر ۔ (۴۶۷/۹ ، زکریا ، و۳۹۱/۹ ، دار الکتاب دیوبند ، و۳۲۳/۶ ، کراچي ، الفتاوی الهندیة :۲۹۷/۵ ، احیاء التراث ، و زکریا)

(جامع الفتاویٰ:۱۷۱/۸، ملتان، کتاب المسائل:۳۱۶/۲، اسماعیل، المسائل المہمۃ: جلد۹، غیر مطبوعہ)

(۲) ما فی " **الفتاوی الهندیة** " : ویجوز بالجماء التی لا قرن لها ، و کذا مکسورة القرن ۔ کذا في الکافي ۔ (۲۹۷/۵، کتاب الأضحیة)

ما فی " **رد المحتار** " : قال ابن عابدین تحت قوله : (ویضحی بالجماء) هی التی لا قرن لها خلقة ، و کذا العظماء التی ذهب بعض قرنها بالکسر أو غیره ۔ (۳۹۱/۹، کتاب الأضحیة)

ما فی " **الموسوعة الفقهیة** " : أما الأنعام تجزئ التضحیة بها ، لأن عیبها لیس بفاحش ، فهی الجماء ، وتسمی الجلحاء ، وهی التی لا قرن لها خلقة ، ومثلها مکسورة القرن إن لم یظهر عظم دماغها ، لما صح عن علي أنه قال لمن سأله عن مکسورة القرن : لا بأس ۔ =

## پیدائشی طور پر جانور کی دُم نہ ہو

**مسئلہ** (۹۹): جس جانور کی پیدائشی طور پر دُم ہی نہ ہو، تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اُس کی قربانی درست ہے، جب کہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اُس کی قربانی جائز نہیں ہے، اِس لیے احتیاط اِسی میں ہے کہ اُس کی قربانی نہ کی جائے۔[1]

---

=(٥/٨٥، البحر الرائق : ٨/٣٢٣، الفقه الإسلامی وأدلته : ٤/٢٧٢٧)

(٣) ما فی " **الفتاوی الهندية** " : وإن بلغ الكسر المشاش لا يجزيه ، والمشاش رؤس العظام مثل الركبتين والمرفقين ، كذا فی البدائع ۔

(٥/٢٩٧، كتاب الأضحية ، الباب الخامس فی بيان محل إقامة الواجب)

ما فی " **رد المحتار** " : إن بلغ الكسر إلى المخ لم يجز " قهستانی " ۔ وفی " البدائع " : إن الكسر المشاش لا يجزى ، والمشاش رؤوس العظام مثل الركبتين والمرفقين ۔

(٩/٣٩١، كتاب الأضحية)

(فتاوی محمودیہ: ۱۷/۳۸۳،۳۸۴، فتاوی دارالعلوم دیوبند: ۱۵/۵۳۲، المسائل المہمۃ: ۴/۱۷۳)

**الحجة على ما قلنا :**

(١) ما في " **الشامية** " : الشاة إذا لم يكن لها أذن ولا ذنب خلقة ، قال محمد : لا يكون هذا ، ولو كان لا يجوز ۔ وذكر في الأصل عن أبي حنيفة أنه يجوز ۔ خانية ۔ (٩/٤٧٠ ، و٩/٣٩٣ ، كتاب الأضحية ، بيروت ، ودار الكتاب ديوبند)

(کتاب المسائل: ۲/ ۳۱۸، احسن الفتاویٰ: ۷/ ۵۱۷، کتاب الاضحیۃ والعقیقۃ، بنگلہ اسلامک اکیڈمی دہلی)

(المسائل المہمۃ: جلد۹، غیر مطبوعہ)

## دُم کٹے جانور کی قربانی

**مسئلہ (۱۰۰):** اگر دُم کا اکثر حصہ کٹا ہو، تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے، اور اگر معمولی حصہ کٹا ہے، تو اُس کی قربانی درست ہے۔ [۱]

## ایک ہی تھن سے دودھ دینے والے جانور کی قربانی

**مسئلہ (۱۰۱):** اگر بھیڑ، بکری، دنبی وغیرہ کے ایک تھن سے دودھ نہ اترتا ہو، تو اس کی قربانی درست نہیں ہے، کیوں کہ ایک تھن سے دودھ نہ اترنا بھیڑ، بکری، دنبی وغیرہ میں عیب ہے، اور عیب دار جانور کی قربانی کرنے سے قربانی درست نہیں ہوتی ہے۔ [۲]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوى التاتارخانية** " : وإذا ذهب بعض العين ----- أو بعض الذنب ----- فإن كان الذاهب كثيرًا منع جواز الأضحية ، وإن كان الذاهب قليلا لا يمنع جواز الأضحية ۔

(۴۲۹/۱۷ ، زكريا ديوبند ، الشامية :۴٦٨/۹ ، زكريا ، و۳۹۲/۹ ، دار الكتاب ديوبند ، و۳۲۳/٦ ، كراچي ، البحر الرائق :۳۲۳/۹ ، زكريا ، و۳۲۳/۸ ، ۳۲۴ ، دار الكتاب ديوبند ، الفتاوى الهندية : ۲۹۷/۵) (جواہر الفقہ :۴۵۰/۱، دیوبند، فتاویٰ رحیمیہ :۴۸/۱۰، کراچی، آپ کے مسائل اور اُن کا حل :۴۳۷/۵، جدید، و۱۸۸/۴، قدیم، جامع الفتاویٰ :۱٦۵/۸، ملتان، کتاب المسائل :۳۱۸/۲، اسماعیل، المسائل المہمۃ : جلد۹، غیر مطبوعہ)

(۲) ما فی " **رد المحتار** " : قال الشامی تحت قوله : (وهی التی عولجت) فاقطع اللبن عن إحدى ضرعيها ۔ (۳۹۳/۹ ، كتاب الأضحية)

ما فی " **الفتاوى الهندية** " : والشطور لا تجزی ، وهی من الشاة ما قطع اللبن عن إحدى ضرعيها ۔ (۲۹۹/۵، كتاب الأضحية ، الباب الخامس ، الموسوعة الفقهية :۸۳/۵، الفقه الإسلامي وأدلته :۲۷۲۷/۴، البحر الرائق : ۳۲۳/۸، كتاب الأضحية)

(فتاوی محمودیہ :۳۸۰/۱۷، المسائل المہمۃ :۱۷۴/۴)

# خارش زدہ جانور کی قربانی

**مسئلہ(۱۰۲):** جس جانور کو کھجلی کی بیماری ہے، اور اس کا اثر گوشت تک نہ پہنچا ہو، تو اس کی قربانی درست ہے، اور اگر بیماری اور زخم کا اثر گوشت تک پہنچا ہو، تو اس کی قربانی صحیح نہیں ہے۔(۱)

---

**الحجة علی ما قلنا :**

(۱) ما فی " **الدر المختار مع الشامية** " : (ویضحی ..... بالجر بالسمینة) فلو مهزولة لم یجز ، لأن الجرب فی اللحم نقص ۔ الدر المختار ۔ قال الشامی تحت قوله : (فلو مهزولة) قال فی الخانية : وتجوز بالثولاء والجرباء السمینتین فلو مهزولة فیها بعض الشحم جاز ۔ (۳۹۱/۹، کتاب الأضحية)

ما فی " **بدائع الصنائع** " : وتجوز الجرباء إذا کانت سمینة ، فإن کانت مهزولة لا تجوز۔ (۲۱۶/٤، کتاب التضحية ، أما شرائط جواز إقامة الواجب)

ما فی " **الفتاوی الهندية** " : وتجوز الجرباء إذا کانت سمینة ، فإن کانت مهزولة لا تجوز ۔ (۲۹۸/٥، الباب الخامس)

ما فی " **الموسوعة الفقهية** " : تجزی التضحية ..... الجرباء السمینة بخلاف المهزولة .......... لا تجزی التضحية ..... بالعجفاء التی لا تنقی ، وهی المهزولة التی ذهب نقیها ، وهو المخ الذی فی داخل العظام فإنها لا تجزی ۔ (٥/٨٤-٨٥)

(المسائل المهمة:۴/۱۷۴)

## جس جانور کی تھنوں سے دودھ نہ اترے اس کی قربانی

**مسئلہ(۱۰۳):** اگر اونٹنی، گائے اور بھینس کی دو تھنوں سے دودھ نہ اترتا ہو، تو اس کی قربانی درست نہیں ہے، کیوں کہ یہ عیب ہے، اور عیب والے جانور کی قربانی درست نہیں ہوتی۔[1]

## خصی بکرے اور مینڈھے کی قربانی

**مسئلہ(۱۰۴):** بعض لوگ خصی بکرے، مینڈھے اور بیل کی قربانی کو ناجائز سمجھتے ہیں، جب کہ خصی جانور کی قربانی بلا کراہت درست ہے، چاہے خصیتین کاٹ کر نکال دیئے جائیں یا دبا کر، دونوں صورتوں میں قربانی صحیح ہے، کیوں کہ یہ عیب گوشت کی عمدگی کیلئے قصداً کیا جاتا ہے، اس لئے اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔[2]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما فی " **رد المحتار** " : قال الشامی تحت قوله : (وهی التی عولجت) ومن الإبل والبقر ما قطع من ضرعيها ، لأن لكل واحد منهما أربع أضرع ۔ (۳۹۳/۹)

ما فی " **الفتاوی الهندية** " : ومن الإبل والبقر ما انقطع اللبن من ضرعيها ، لأن لكل منهما أربع أضرع ، كذا فی التتارخانية ۔ (۲۹۹/۵، كتاب الأضحية ، الباب الخامس ، المحیط البرهانی : ۴۷۹/۶، الباب الخامس)(المسائل المہمۃ:۱۷۵/۴)

(۲) ما فی " **الحديث النبوی** " : عن جابر رضی الله تعالی عنه قال : " **ذبح النبی ﷺ يوم الذبح كبشين أقرنين أملحين موجوئين** " .

(مشکوٰة المصابيح :ص/۱۲۸، باب الأضحية ، الفصل الثانی)=

.........................................................................................

.........................................................................................

.........................................................................................

.........................................................................................

.........................................................................................

.........................................................................................

.........................................................................................

.........................................................................................

.........................................................................................

---

=ما فی " **بدائع الصنائع** " : لما روی جابر رضی الله تعالی عنه ، أن رسول الله ﷺ ضحی بكبشين أملحين أقرنين موجوأين عظيمين سمينين ...... والموجوء قيل هو مدقوق الخصيتين ، وقيل هو الخصی ، كذا روی عن أبی حنيفة ، فإنه روي عنه أنه سئل عن التضحية بالخصی ، فقال : ما زاد فی لحمه أنفع مما هب من خصيته ـ

(٢٢٣/٤، كتاب التضحية ، أما الذی يرجع إلی الأضحية)

ما فی " **البحر الرائق** " : (ويضحی بالجماء والخصی) وعن أبی حنيفة هو أولیٰ ، لأن لحمه أطيب ، وقد صح أنه عليه الصلوٰة والسلام ضحی بكبشين أملحين موجوأين ، والموجوء المخصی من الوجء ، وهو أن يضرب عروق الخصيته بشيء ـ (٣٢٣/٨، كتاب الأضحية)

ما فی " **الهداية** " : ويجوز أن يضحی بالخصی ، لأن لحمها أطيب ، وقد صح أن النبی ﷺ ضحی بكبشين أملحين موجوأين ـ (٤٢٣/٤، كتاب الأضحية)

ما فی " **الفتاوی الهندية** " : والخصی أفضل من الفحل لأنه أطيب لحماً ـ

(٢٩٩/٥، الباب الخامس)

ما فی " **مجمع الأنهر** " : وعن الإمام أن الخصی أولیٰ لأن لحمه ألذّ وأطيب ـ

(١٧١/٤، كتاب الأضحية ، الدر المختار مع الشامية :٣٩١/٩، كتاب الأضحية)

(فتاوی محمودیہ:۱۷/۳۴۰،المسائل المہمۃ:۴/۱۷۷)

# باؤلے جانور کی قربانی

**مسئلہ (۱۰۵):** بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ باؤلے جانور کی قربانی درست نہیں ہے، جب کہ اس کی قربانی جائز ہے، کیوں کہ باؤلا پن قربانی کیلئے عیب نہیں ہے، ہاں اگر باؤلے پن کی وجہ سے کھا پی نہ سکتا ہو، تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔(۱)

---

**الحجة علی ما قلنا :**

(۱) ما فی " **الفتاوی الهندية** " : وتجوز الثولاء وهی المجنونة إلا إذا كان ذلك يمنع الرعي والاعتلاف فلا يجوز ۔ (۲۹۸/۵، الباب الخامس)

ما فی " **الدر المختار مع الشامية** " : ويضحی بالجماء والخصی والثولاء أی المجنونة إذا لم يمنعها من السوم والرعی ، وإن منعها لا تجوز التضحية بها ۔ (۳۹۱/۹، كتاب الأضحية)

ما فی " **البحر الرائق** " : (ويضحی بالجماء والخصی والثولاء) وهی المجنونة لأنه لا يخل بالمقصود إذا كانت تعتلف ۔ (۳۲۳/۸، كتاب الأضحية)

ما فی " **الموسوعة الفقهية** " : الثولاء وهی المجنونة ، ويشترط فی أجزائها لا يمنعها الثول عن الاعتلاف ، فإن منعها منه لم تجزی ، لأن ذلك يفضی إلی هلاكها ۔ (۸٦/۵)

ما فی " **الفقه الإسلامی وأدلته** " : ويجوز أن يضحی بالجماء والثولاء (المجنونة) إذا كان ترعی ، فإن امتنعت من الرعی لم تجز ۔ (۲۸/٤، كتاب الأضحية)

ما فی " **الهداية** " : ويجوز أن يضحی بالجماء والثولاء وهی المجنونة ، وقيل : هذا إذا كانت تعتلف ، لأنه لا يخل بالمقصود ، وأما إذا كانت لا تعتلف لا تجزيه ۔

(٤٤٨/٤، كتاب الأضحية ، بدائع الصنائع : ٢١٦/٤، كتاب الأضحية)

(المسائل المہمۃ: ۱۷۸/۴)

# بانجھ جانور کی قربانی

**مسئلہ(۱۰۶):** بانجھ جانور کی قربانی درست ہے، کیوں کہ اس پر ممانعت کا حکم وارد نہیں ہے، اور بانجھ ہونا قربانی کے لیے عیب نہیں ہے، بلکہ بانجھ جانور اکثر و بیشتر لحیم وشحیم (خوب موٹا تازہ) ہوتا ہے، اور گوشت بھی عمدہ ہوتا ہے، اس لیے اس کی قربانی جائز ہے۔[1]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوى الهندية** ": تجوز الأضحية بالعاجزة عن الولادة لكبر سنها ـ

(۲۹۷/۵، الباب الخامس ---الخ)

ما في " **الموسوعة الفقهية** " : أما الأنعام التي تجزئ التضحية بها ، لأن عيبها ليس بفاحش فهي كالآتي --------- العاجزة عن الولادة لكبر سنها ـ

(۸۵/۵ ، ۸۶ ، الأضحية)

ما في " **الفقه الحنفي في ثوبه الجديد** " : وتجوز التضحية --------- العاجزة عن الولادة لكبر سنها ـ (۲۱۲/۵، التضحية ، ما يجوز في التضحية وما لا يجوز)

(المسائل المہمۃ:۵/ ۱۲۷)

# کٹی ہوئی زبان والے جانور کی قربانی

**مسئلہ(۱۰۷):** جس جانور کی زبان کٹی ہوئی ہو، اگر وہ بکری ہے تو اس کی قربانی جائز ہے، کیوں کہ وہ چارہ دانت سے کھاتی ہے، اور اگر وہ جانور گائے ہے تو اس کی قربانی جائز نہیں، کیوں کہ وہ چارہ زبان سے کھاتی ہے۔ (۱)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفقه الحنفي في ثوبه الجديد** " : وتجوز التضحية -------- التي لا لسان لها في الغنم لا البقر ، لأنه يأخذ العلف باللسان والشاة بالسنّ ۔ (۲۱۲/۵، التضحية ، ما يجوز في التضحية وما لا يجوز ، رد المحتار:۹/ ۴۷۰ ، كتاب الأضحية)

ما في " **الهندية** " : ولو كانت الشاة مقطوعة اللسان هل تجوز التضحية بها فقال : نعم ، إن كان لا يخل بالاعتلاف ، وإن كان يخل به لا تجوز التضحية بها ۔ (۲۹۸/۵)

(المسائل المهمة: ۱۲۸/۵)

## اندھے جانور کی قربانی

**مسئلہ (۱۰۸):** اگر کوئی جانور پوری طرح ایک یا دونوں آنکھوں سے اندھا ہے، تو اس کی قربانی درست نہیں ہے، کیوں کہ اندھا ہونا یہ اُن عیوب میں سے ہے، جن کے پائے جانے پر قربانی جائز نہیں ہوتی ہے۔[1]

## لوہے سے داغ دیئے گئے جانور کی قربانی

**مسئلہ (۱۰۹):** جس جانور کی ران یا اور کسی عضو پر لوہے سے داغ دیا ہوا ہو، تو اس کی قربانی جائز ہے[2]، مگر بہتر یہ ہے کہ قربانی کے لیے ایسے جانور کا انتخاب کیا جائے، جس میں کوئی ظاہری عیب بھی نہ ہو۔[3]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **المحيط البرهاني** " : ولا العوراء أو هي ذاهبة إحدى العينين بكماله ـ (٤٧٨/٦ ، كتاب الأضحية ، الفصل الخامس)

ما في " **بدائع الصنائع** " : لا تجوز العمياء ولا العوراء البين عورها ـ (٣١٢/٦ ، كتاب التضحية ، الفتاوى الهندية :٢٩٧/٥، الباب الخامس ـ الخ ، البحر الرائق : ٣٢٣/٨، كتاب الأضحية) (المسائل المهمة: ۱۲۸/۵)

(۲) ما في " **الهندية** " : ويجوز التي بها كيّ ـ (٢٩٧/٥، الباب الخامس في بيان محل إقامة الخ)

ما في " **الفقه الحنفي في ثوبه الجديد** " : وتجوز التضحية ـــــ التي لها كيّ ـ (٢١٢/٥)

ما في " **الموسوعة الفقهية** " : وأما الأنعام التي تُجزئ التضحية بها لأن عيبها ليس بفاحش فهي كالآتي ــــــــــــــــــــــ المكوية وهي التي كويت أذنها أو غيرها من الأعضاء ـ (٨٥/٥، ٨٦، الأضحية) =

# دانت گھسے ہوئے جانور کی قربانی

**مسئلہ** (۱۱۰): جس جانور کی عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کے سارے دانت گر گئے ہوں، یا گِھس گِھس کر مسوڑھوں سے جا ملے ہوں، لیکن وہ گھاس کھانے پر قادر ہے، تو اس کی قربانی درست ہے، اور اگر گھاس کھانے پر قادر نہیں ہے، تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔[1]

---

=(۳) ما في " **رد المحتار**" : قال ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى : والمستحب أن يكون سليماً عن العيوب الظاهرة ۔ (۴٦۸/۹ ،كتاب الأضحية ، الفتاوى الهندية : ۲۹۷/۵، الباب الخامس في بيان محل إقامة الواجب)(المسائل المہمۃ:۵/ ۱۲۸)

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوى الهندية** " : وأما الهتماء ، وهي التي لا أسنان لها ، فإن كانت ترعى وتعتلف جازت وإلا فلا ۔ كذا في البدائع ۔

(۲۹۸/۵، كذا في البدائع :۲۱۵/٤، كتاب التضحية ، أما شرائط جواز إقامة الواجب)

ما في " **الموسوعة الفقهية** " : أما الأنعام التي تجزئ التضحية بها ، لأن عيبها ليس بفاحش فهي الهثماء وهي التي لا أسنان لها ، لكن يشترط في إجزائها ألا يمنعها الهشم عن الرعي والاعتلاف ، فإن منعها عنهما لم تجزئ ، وهو مذهب الحنفية ۔ (۸٦/۵)

ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : ولا بالهثماء التي لا أسنان لها ، ويكفي بقاء الأكثر ، وقيل ما تعتلف به ۔ (۳۹۳/۹)

ما في " **البحر الرائق** " : ولا يجوز بالهثماء التي لا أسنان لها إن كانت لا تعتلف ، وإن كانت تعتلف جاز ، وهو الصحيح ۔

(۳۲۳/۸ ، كتاب الأضحية ، الفقه الإسلامي وأدلته :۲۷۲۷/۵)

(المسائل المہمۃ:۵/ ۱۲۹)

## ایک خصیہ والے جانور کی قربانی

**مسئلہ** (۱۱۱): ایک خصیہ والے جانور کی قربانی درست ہے۔ (۱)

## جرسی گائے کی قربانی

**مسئلہ** (۱۱۲): جرسی گائے وبیل کی پیدائش فطری طریقہ یعنی نر ومادہ کے اختلاط سے نہیں ہوتی، مگر چونکہ ان کی ولادت گائے ہی سے ہوتی ہے، اس لیے ان کا کھانا حلال ہے، اور ان کی قربانی کرنا بھی جائز ہے، البتہ قربانی ایک عظیم عبادت ہے، اور اس کے لیے جب غیر مشتبہ جانور بآسانی دستیاب ہو سکتے ہوں، تو اس قسم کے مشتبہ جانور کی قربانی سے بچنا بہتر واولیٰ ہے۔ (۲)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوى الهندية** " : كل عيب يزيل المنفعة على الكمال أو الجمال على الكمال يمنع الأضحية ، وما لا يكون بهذه الصفة لا يمنع ۔ (۲۹۹/۵، كتاب الأضحية ، الباب الخامس في بيان محل إقامة الواجب ، حاشية الشلبي على تبيين الحقائق :۴۸۲/۶، ۴۸۳،كتاب الأضحية، بيروت) (فتاویٰ محمودیہ:۳۰۱/۲۶،مکتبہ محمودیہ میرٹھ،المسائل المہمۃ: جلد۹،غیر مطبوعہ)

(۲) ما في " **الفتاوى الهندية** " : فإن كان متولداً من الوحشي والأنسي فالعبرة للأم ، حتى لو كانت البقرة وحشية والثور أهلياً لم تجز ، وقيل إذا نزا ظبي على شاة أهلية فإن ولدت شاة تجوز التضحية وإن ولدت ظبياً لا تجوز ۔ (۲۹۷/۵، الأضحية ، الباب الخامس الخ)

ما في " **بدائع الصنائع** " : فإن كان متولداً من الوحشي والأنسي فالعبرة بالأم ، فإن كانت أهلية يجوز وإلا فلا ، حتى أن البقرة الأهلية إذا نزا عليها ثور وحشي فولدت ولداً فإنه يجوز ، وإن كانت البقرة وحشية والثور أهلياً لم يجز ، لأن الأصل في الولد الأم ، لأنه ينفصل عن الأم وهو حيوان متقوم تتعلق به الأحكام وليس ينفصل من الأب إلا ماء مهين لا حظر له ولا يتعلق به حكم ۔=

# بھینس کی قربانی

**مسئلہ (۱۱۳):** بعض حضرات یہ خیال کرتے ہیں کہ بھینس کی قربانی درست نہیں ہے، ان کا یہ خیال غلط ہے، کیوں کہ شریعتِ مقدسہ میں تین قسم کے جانوروں کی قربانی کرنا جائز ہے، اور فقہاء کرام نے ان تین قسموں میں گائے کے ساتھ بھینس کو بھی شمار کیا ہے۔ (۱)

---

=(٢٩٨/٦، كتاب التضحية ، فصل في محل إقامة الواجب)

ما في " **الدر المختار مع الشامية** " : والمتولد بين الأهل والوحشي يتبع الأم ـ الدر المختار ـ وفي الشامية : قال في البدائع : فلو نزا ثور وحشي على بقرة أهلية فولدت ولداً يضحي به دون العكس ، لأنه ينفصل عن الأم وهو حيوان متقوم تتعلق به الأحكام ومن الأب ماء مهين ، ولذا يتبع الأم في الرق والحرية ـ (٤٦٦/٩ ، كتاب الأضحية ، البحر الرائق : ٣٢٤/٨)

**(فتاوی رحیمیہ: ۱۰/ ۵۵، المسائل المہمۃ: ۵/ ۱۲۹)**

**الحجة على ما قلنا :**

(١) ما في " **تنوير الأبصار مع الدر والرد** " : وصح الثنى فصاعداً من الثلاثة ، وهو ابن خمس من الإبل، وحولين من البقر والجاموس ، وحول من الشاة ـ تنوير مع الدر ـ قال الشامي رحمه الله تعالى : قوله : (والجاموس) نوع من البقر ، وكذا المعز نوع من الغنم ، بدليل ضمها في الزكاة ـ (٣٩٠/٩ ، الأضحية)

ما في " **بدائع الصنائع** " : أما جنسه فهو أن يكون من الأجناس الثلاثة : الغنم أو الإبل أو البقر ، ويدخل في كل جنس نوعه والذكر والأنثى منه والخصي والفحل لانطلاق إسم الجنس على ذلك، والمعز نوع من الغنم ، والجاموس نوع من البقر ، بدليل أنه يضم ذلك الغنم والبقر في باب الزكاة ـ

(٢٠٥/٤، كتاب الأضحية ، فصل محل إقامة الواجب)

ما في " **تبيين الحقائق** " : قال رحمه الله : (والأضحية من الإبل والبقر والغنم) لأن جواز التضحية بهذه الأشياء عرف شرعاً بالنص على خلاف القياس فيقتصر عليها ، ويجوز بالجاموس لأنه نوع من البقر ـ

(٤٨٣/٦ ، كتاب الأضحية ، البحر الرائق :٣٢٤/٨ ، كتاب الأضحية ، فتاوى قاضي خان:٣٣١/٤ ، كتاب الأضحية ، فصل فيما يجوز في الضحايا ـ الخ) **(فتاوی محمودیہ: ۲۶/ ۲۶۱، المسائل المہمۃ: ۵/ ۱۳۰)**

## شرکت سے علیحدہ ہونا

**مسئلہ** (۱۱۴): قربانی کے جانور میں اگر کوئی ایسا شخص شریک تھا جس پر قربانی واجب تھی، اور وہ پھر ذبح سے پہلے شرکت سے علیحدہ ہوگیا اور دوسرا آدمی اس کی جگہ شریک ہوگیا تو قربانی ہوجائے گی۔[1]

قربانی کے جانور میں اگر کوئی ایسا شخص شریک تھا جس پر قربانی واجب نہ تھی، وہ اگر ذبح کرنے سے پہلے علیحدہ ہوجائے تو اس پر قربانی واجب رہ جائے گی[2]، اور اس جانور کے دوسرے شرکاء کی قربانی بھی درست نہ ہوگی۔[3]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوى الهندية** " : والتقدير بالسبع يمنع الزيادة ولا يمنع النقصان ـ كذا في الخلاصة ـ

(۳۰٤/٥، كتاب الأضحية ، الباب الثامن ، كفايت المفتى:۱۹۲/۸، دار الاشاعت)

وما في " **الهندية** " : ولو اشترى بقرة يريد أن يضحى بها ، ثم اشترك فيها ستة يكره ويجزيه لأنه بمنزلة سبع شياه حكما إلا أن يريد حين اشتراها أن يشركهم فيها فلا يكره ـ

(۳۰٤/٥، بدائع الصنائع :۷۲/٦، ط : سعيد)

(۲) ما في " **تنوير الأبصار وشرحه مع الشامية** " : وفقير شراها لها لوجوبها عليه بذلك حتى يمتنع عليه بيعها ـ (۳۲۱/٦، كتاب الأضحية ، ط : سعيد)

(۳) ما في " **الدر مع الرد** " : لأن بعضها لم يقع قربة ـ الدر ـ

(۳۲٦/٦، كتاب الأضحية ، ط : سعيد)

(قربانی کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا:ص/۹۳)

## قربانی ایک عبادت ہے، کوئی ہڑبونگ نہیں!

**مسئلہ** (۱۱۵): اسلام نے جہاں عید الاضحیٰ کے تین دنوں میں قربانی کی عبادت کو باعثِ فضیلت قرار دیا ہے (۱)، وہاں دوسرے بہت سے احکام بھی دیئے ہیں، ایک عبادت کی انجام دہی میں دوسرے احکام کو نظر انداز کرنا، بندگی کا شیوہ (طور طریق) نہیں، مثلاً: یہ حکم بھی اسلام ہی نے دیا ہے اور انتہائی تاکید کے ساتھ دیا ہے کہ- اپنے کسی عمل سے کسی دوسرے کو تکلیف نہ پہنچاؤ (۲)، اپنے گھروں کے ماحول کو صاف سُتھرا رکھو (۳)، لوگوں کی گذر گاہوں اور راستوں کو گندا نہ کرو، بلکہ راستے میں پڑی ہوئی گندگی یا کسی تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹا دینا- ایمان ہی کا ایک شعبہ ہے (۴)، لہٰذا جہاں قربانی ایک صاحبِ استطاعت مسلمان کے لیے ضروری ہے، وہاں اس کے ذمہ یہ بھی فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ ذبح شدہ جانور کی آلائشوں کو اس طرح ٹھکانے لگانے کا انتظام کرے کہ اس سے ماحول میں گندگی نہ پھیلے، اُن آلائشوں کو شارعِ عام (عام راستے) پر ڈال دینا، یا اُنہیں اِس طرح چھوڑ کر چلے جانا کہ وہ پڑی سڑتی رہیں، اور لوگوں کے لیے تکلیف کا باعث ہوں، ایک مستقل گناہ ہے (۵)، اور اس قسم کے گناہ کر کر کے عبادت انجام دینا بھی عبادت کے بنیادی مقصد سے جہالت کی دلیل ہے۔

خلاصہ یہ کہ قربانی ایک عبادت ہے، کوئی ہَڑ بَونگ (ہنگامہ، بدنظمی) نہیں ہے، جو قواعد وضوابط سے آزاد ہو، اور اس کے دوران نظم وضبط اور صفائی سُتھرائی کے احکام وآداب کو نظر انداز کر دیا جائے، بلکہ اس عبادت کا تو اول وآخر پیغام ہی یہ ہے کہ: ﴿اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾. ”بے شک میری

نماز، میری عبادت، اور میرا جینا مرنا سب کچھ اللہ کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔‘‘(٦)

---

**والحجة على ما قلنا :**

(١) ما في " **مشكوة المصابيح** " : عن عائشة قالت : قال رسول الله ﷺ : " **ما عمل ابن آدم من عمل يوم النحر أحب إلى الله من إهراق الدم ، وإنه ليأتي يوم القيامة بقرونها وأشعارها وأظلافها ، وإن الدم ليقع من الله بمكان قبل أن يقع بالأرض فطيبوا بها نفسا** " . رواه الترمذي وابن ماجة ۔

عن زيد بن أرقم قال : قال أصحاب رسول الله ﷺ : يا رسول الله ! ما هذه الأضاحي ؟ قال : "**سنة أبيكم ابراهيم عليه السلام** " . قالوا : فما لنا فيها يا رسول الله ؟ قال : " **بكل شعرة حسنة**" . قالوا : فالصوف يا رسول الله ؟ قال : " **بكل شعرة من الصوف حسنة** " . رواه أحمد وابن ماجة ۔ (ص/١٢٨، ١٢٩، مكتبه رشيديه محله مبارك شاه ، سهارنپور)

(٢) ما في " **مشكوة المصابيح** " : عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : " **المسلم أخو المسلم ؛ لا يظلمه ولا يخذله ولا يحقره ، التقوىٰ ههنا ، — ويشير إلى صدره — ثلاث مرار — بحسب من الشر أن يحقر أخاه المسلم ، كل المسلم على المسلم حرام ؛ دمه وماله وعرضه**" . رواه مسلم ۔ (ص/٤٢٢)

(٣) ما في " **جامع الترمذي** " : عن صالح بن أبي حسان قال : سمعت سعيد بن المسيب يقول: " **إن الله طيب يحب الطيب ، نظيف يحب النظافة ، كريم يحب الكرم ، جواد يحب الجود ، فنظفوا** " . أراه قال : " **أفنيتكم ، ولا تشبهوا باليهود** " . (٥٣٧/٣، كتاب الأدب ، رقم الحديث :٢٧٩٩ ، بيروت)

(٤) ما في " **مشكوة المصابيح** " : عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : " **الإيمان بضع وسبعون شعبة ، فأفضلها قول : لا إله إلا الله ، وأدناها إماطة الأذى عن الطريق ، والحياء شعبة من الإيمان** " . متفق عليه . (ص/١٢، كتاب الإيمان)

(٥) ما في " **سنن أبي داود** " : (عن) أبي بريدة يقول : سمعت رسول الله ﷺ يقول : " **في الإنسان ثلاث مائة وستون مِفصلا فعليه أن يتصدق عن كل مفصل منه بصدقة** " ۔قالوا : ومن يطيق ذلك يا نبي الله ؟ قال : " **النخاعة في المسجد تدفنها ، والشيء تنحيه عن الطريق** " . الحديث .

(ص/٧١١ ، كتاب الأدب ، قديمي)

(٦) (سورة الأنعام :١٦٣) ...... (مقتبس از ذکر وفکر:ص/۱۱۶،۱۱۷)(المسائل المہمۃ: جلد۹، غیر مطبوعہ)

# تکبیر تشریق

**مسئلہ (۱۱۶)**: تکبیر تشریق نویں ذی الحجہ کی فجر سے لے کر تیرھویں ذی الحجہ کی عصر تک، فرض نماز کے فوراً بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے، یہاں تک کہ اگر جان بوجھ کر وضو توڑ ڈالا تو تکبیر تشریق ساقط ہو جائیگی۔

تکبیر تشریق کہنا مقیم، مسافر، مرد، عورت، امام، مقتدی سب پر واجب ہے، اگر تکبیر تشریق کہنا بھول گیا تو پھر بعد میں اس کی قضا نہیں ہے، توبہ کرنا لازم ہوگا تا کہ گناہ معاف ہو جائے۔ (۱)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوى الهندية** " : وأما وقته فأوله عقب صلوة الفجر من يوم عرفة وأخره في قول أبي يوسف ومحمد رحمهما الله عقيب صلوة العصر من آخر أيام التشريق هكذا في التبيين، والفتوى والعمل في عامة الأمصار وكانة الأعصار على قولهما كذا في الزاهدي. (۱۵۲/۱، بدائع الصنائع : ۶۱۹/۱، كتاب الصلاة، فصل : وأما بيان وقت أدائها، ديوبند، البحرالرائق :۱۶۵/۲، شامي :۱۷۸/۲، سعيديه)

ما في " **التنوير وشرحه مع الشامية** " : (وقالا بوجوبه فور كل فرض مطلقا) ولو منفردا أو مسافرا أو امرأة لأنه تبع للمكتوبة .

(۱۸۰/۲، سعيديه، بدائع الصنائع:۱۹۷/۱، البحرائق ۱۶۶/۲، الفتاوى الهندية:۱۵۲/۱)

ما في " **الفتاوى الهندية** " : وينبغي أن يكبر متصلا بالسلام حتى لو تكلم أو أحدث متعمداً سقط، كذا في التهذيب . (۱۵۲/۱، البحر الرائق:۱۶۵/۲)

ما في " **التنوير وشرحه مع الشامية** " :(ويجب تكبير التشريق) في الأصح للأمر به مرة وإن زاد عليها يكون فضلا . (۱۷۷/۲،سعيديه، الفتاوى الهندية:۱۵۲/۱، البحر الرائق:۱۶٤/۲)

ما في " **البحر الرائق** " : وأما محل أدائه فدبر الصلاة وفورها من غير أن يتخلل ما يقطع حرمة الصلاة حتى لو ضحك ....... أو تكلم عائدا أو ساهياً أو خرج لا يكبر لأن تكبير من خصائص الصلاة حيث لا يوتى بها إلا عقب الصلاة فيراعى لإتيانه حرمتها وهذه العوارض تقطع حرمتها .

(۲۸۸/۲، بدائع الصنائع : ۱۹۶/۱، أما محل أدائه) (**المسائل المهمة:۱۷۵/۲**)

# تکبیرتشریق کی قضا

**مسئلہ**(۱۱۷): اگر کسی شخص کی ایام تشریق کے دوران کوئی نماز قضا ہوگئی، اور وہ اُسی سال ایام تشریق کے دوران اس کی قضا کرے، تو اُس پر بھی اس قضا نماز کے بعد تکبیر تشریق کہنا لازم ہوگا۔[1]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **الفتاوى الهندية** " : ومن نسي صلاة من أيام التشريق فذكرها في أيام التشريق من تلك السنة قضاها وكبر ۔ كذا في الخلاصة ۔ (۱۵۲/۱)

ما في " **بدائع الصنائع** " : إن فاتته في هذه الأيام وقضاها في هذه الأيام من هذه السنة يكبر ، لأن التكبير سنة الصلاة الفائتة ، وقد قدر على القضاء لكون الوقت وقتا لتكبيرات الصلوات المشروعات فيها ۔ (۲۰/۲ ، كتاب الصلاة ، فصل في بيان قضاء التكبير)

**(المسائل المهمة:۶/ ۱۶۷،مسئلہ:۱۲۲)**

# مسائلِ عقیقہ

## عقیقہ کب تک؟

**مسئلہ** (۱۱۸): والد کے ذمہ اپنے لڑکے یا لڑکی کا عقیقہ کرنا، بلوغت سے پہلے، ساتویں دن، چودہویں دن، یا اکیسویں دن مستحب ہے، بلوغت کے بعد عقیقہ والد کے ذمہ باقی نہیں رہتا بلکہ ساقط ہو جاتا ہے، البتہ بلوغت کے بعد لڑکا یا لڑکی خود اپنا عقیقہ کرے، یا کوئی اور شخص مثلاً کوئی عزیز یا شوہر اپنی طرف سے اپنی بیوی کا عقیقہ کردے تو درست ہوگا[1]، اور رہی بات لڑکی کے نام کے ساتھ کس کا نام رہے گا، شوہر یا باپ کا؟ تو اس کے نام کے ساتھ اس کے باپ کا نام رہے گا۔[2]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **اعلاء السنن** " : عن بريدة أن النبي ﷺ قال : "**العقيقة لسبع أو أربع عشرة أو إحدى وعشرين**". رواه الطبراني فى الصغير والأوسط . (۱۳۱/۱۷، باب افضلية ذبح الشاة الخ)

ما فى " **فتح البارى** " : فنقل الرافعي أنه يدخل وقتها بالولادة ، قال : وذكر السابع فى الخبر بمعنى أن لا تؤخر، ثم قال : والإختيار أن لا تؤخر عن البلوغ ، فإن أخرت عن البلوغ سقطت عمن كان يريد أن يعق عنه، لكن إن أراد أن يعق عن نفسه فعل . (۵۹٦/۹، باب إماطة الأذى عن الصبى فى العقيقة)

(۲) ما فى " **القرآن الكريم** " : ﴿**ادعوهم لآبائهم هو أقسط عند الله**﴾ . (الأحزاب:۵)

ما فى " **المغني** " : روي عن النبي ﷺ أنه قال : " **إنكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم وأسماء آبائكم**". (۱۲۳/۱۱، فصل ، ۷۸۹۹ ، بيروت)(المسائل المهمة:۳/۳۱۸،۳۱۹)

## بچہ کے کان میں اذان واقامت کہنے کی حکمت

**مسئلہ** (۱۱۹): مستحب ہے کہ بچہ کی پیدائش کے بعد اُس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کے الفاظ کہے جائیں[۱]، بچہ کے کان میں اذان واقامت کے کلمات کہنے کا حکم کئی حکمتوں پر مبنی ہے، مثلاً:

کلماتِ اذان سے شیطان دفع ہوتا ہے، تو گویا بچہ کو شیطان کے اثر سے بچانا مقصود ہے۔[۲]

کلماتِ اذان واقامت توحید خالص اور ایمانیات کے اقرار کے ساتھ ساتھ اسلام کے سب سے اہم رکن نماز کی دعوت پر مشتمل ہے[۳]، اسی بنا پر عالمِ عنصری میں آنے کے بعد بچہ کے پردۂ سماعت سے اِن کلمات کا گذارنا دراصل اُس کے دل کی گہرائیوں میں ایمان وعمل کے جذبات جاگزیں کرنے میں بہت مؤثر ہے۔

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **سنن أبي داود** " : حدثني عاصم بن عبيد الله عن عبيد الله بن رافع عن أبيه قال : "**رأيت رسول الله ﷺ أذّن في أذُن الحسن بن علي حين ولدته فاطمة بالصلاة** " .

(ص/٦٩٦ ، الرقم :٥١٠٥ ، قديمي ، جامع الترمذي :٢٧٨/١، الرقم :١٥١٤، قديمي)

ما في " **جامع الترمذي** " : حدثنا محمد بن بشار ثنا يحي بن سعيد وعبد الرحمن بن مهدي قالا ثنا سفيان عن عاصم بن عبيد الله عن عبيد الله بن أبي رافع عن أبيه قال : " **رأيت رسول الله ﷺ أذن في أذن الحسن بن علي حين ولدته فاطمة بالصلوة** " . هذا حديث صحيح ، والعمل عليه ـ (٢٧٨/١، أبواب الأضاحي ، باب الأذان في أذن المولود ، قديمي ، عون المعبود:ص/ ٢١٧٩، الرقم :٥١٠٥، كتاب الأدب ، باب في المولود يؤذن في أذنه [باب في الصبي يولد فيؤذن في أذنه] ، ط: بيت الأفكار الدولية ، تحفة المودود بأحكام المولود : ص/٢٩ ، ٣٠ ، الباب الرابع=

.......................................................................................

.......................................................................................

.......................................................................................

.......................................................................................

.......................................................................................

.......................................................................................

.......................................................................................

---

=في استحباب التأذين في أذنه اليمنى والإقامة في أذنه اليسرى)

ما في " **مرقاة المفاتيح** " : والمعنى – أذّن بمثل أذان الصلاة ، وهذا يدلّ على سنيّة الأذان في أذُن المولود ـ وفي شرح السنة : روي أن عمر بن عبد العزيز رضي الله عنه كان يؤذن في اليمنى ويقيم في اليسرى إذا ولد الصبي ـ الخ ـ (٨١/٨ ، مكتبه اشرفيه ديوبند)

ما في " **شعب الإيمان للبيهقي** " : أخبرنا أبو محمد بن فراس بمكة أنا أبو حفص الجمحي نا علي بن عبد العزيز نا عمرو بن عون أنا يحي بن العلاء الرازي عن مروان بن سالم عن طلحة بن عبد الله العقيلي عن الحسين بن علي قال : قال رسول الله ﷺ : " **من ولد له مولود فأذن في أذنه اليمنى وأقام في أذنه اليسرى رفعت عنه أم الصبيان** " .

وفيه أيضًا : وأخبرنا علي بن أحمد بن عبدان أنا أحمد بن عبيد الصفار نا محمد بن يونس نا الحسن بن عمر بن سيف السّدوسي نا القاسم بن مطيب عن منصور بن صفية عن أبي سعيد عن ابن عباس أن النبي ﷺ " **أذن في أذن الحسن بن علي يوم ولد ، فأذن في أذنه اليمنى وأقام في أذنه اليسرى** " . [في هذين الإسنادين ضعف] .

(٣٩٠/٦ ، الرقم :٨٦١٩ ، ٨٦٢٠ ، باب في حقوق الأولاد والأهلين)

ما في " **الشامية** " : وفي حاشية البحر للخير الرملي : رأيت في كتب الشافعية أنه قد يسنّ الأذان لغير الصلاة كما في أذن المولود والمهموم والمصروع والغضبان ، ومن ساء خُلقه من إنسان أو بهيمة وعند مزدحم الجيش وعند الحريق ـ (٤٦/٢ ، مطلب في المواضع التي يُندب لها الأذان في غير الصلاة ، الموسوعة الفقهية : ٣٧٢/٢ ، ٣٧٣)

(٢–٣) ما في " **مشكوة المصابيح** " : وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله=

## شیطان سے حفاظت کی دعا ’’آیتِ کریمہ‘‘

**مسئلہ(۱۲۰):** مستحب ہے کہ پیدائش کے بعد بچہ کے کان میں شیطان سے حفاظت کی دعا پر مشتمل یہ آیت بھی پڑھی جائے:

﴿اِنِّيْ اُعِيْذُهَا بِکَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾

’’میں اُسے اور اُس کی اولاد کو شیطانِ مردود سے حفاظت کے لیے آپ کی پناہ میں دیتی/[دیتا] ہوں۔‘‘(۱)

---

= ﷺ : ’’**إذا نودي للصلاة أدبر الشيطان له ضُراطٌ حتى لا يسمع التأذين** ‘‘ . الحديث ـ متفق عليه . (۱/۲۰۷ ، كتاب الصلاة ، باب فضل الأذان وإجابة المؤذن ، الفصل الأول ، الرقم : ٦٥٥، المكتب الإسلامي بيروت)

ما في ’’ **مرقاة المفاتيح** ‘‘ : ولعل مناسبة الآية بالأذان أن الأذان أيضًا يطرد الشيطان بقوله ﷺ : ’’**إذا نودي للصلاة أدبر الشيطان له ضُراط حتى لا يسمع التأذين** ‘‘ الخ ـ والأظهر أن حكمة الأذان في الأذن أنه يطوق سمعه أول وهلة ذكر الله تعالى على وجه الدعاء إلى الإيمان والصلاة التي هي أم الأركان ـ (۸/۸۱ ، ۸۲، مکتبہ اشرفیہ دیوبند)

(امداد الفتاوی :۱/۱۶۱، مواقع مشروعیت اذان ، آپ کے مسائل اوران کا حل :۳/۳۰۱ ، جدید ایڈیشن، المسائل المہمۃ :۶/ ۴۸ ، رقم المسئلۃ :۲۱، ایڈیشن ثانی ، فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ :۵۷۲۷۸)

(المسائل المہمۃ :۸/ ۳۳۸، ۳۳۹، رقم المسئلۃ :۲۱۲، کتاب المسائل :۲/ ۳۴۵، المسائل المہمۃ : جلد۹، غیر مطبوعہ)

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) (سورة آل عمران :الآية/۳٦)

ما في ’’ **مرقاة المفاتيح** ‘‘ : قال النووي في الروضة : ويستحب أن يقول في أذنه : ’’ **إني أعيذها بک وذرّيّتها من الشيطٰن الرجيم** ‘‘ . (۸/۸۲ ، ط: ديوبند)

(کتاب المسائل :۲/ ۳۴٦، المسائل المہمۃ : جلد۹، غیر مطبوعہ)

## بچہ کی طرف سے عقیقہ کون کرے؟

**مسئلہ** (۱۲۱): اصل تو یہی ہے کہ بچے کا والد اُس کے عقیقے کا انتظام کرے، لیکن اگر نانیہال والے عقیقہ کردیں، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں، جیسا کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے اپنے نواسوں - حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہما - کی طرف سے خود عقیقہ فرمایا۔ (۱)

---

**الحجة علی ما قلنا :**

(۱) ما في " اعلاء السنن " : قال رسول الله ﷺ : " **من ولد له غلام فليعق عنه عن الإبل أو البقر أو الغنم** " . (۱۲۸/۱۷، باب أفضلية ذبح الشاة في العقيقة ، تحت الرقم :۵۵۱۴ ، بيروت)

وما في " **اعلاء السنن** " : عن عائشة رضي الله عنها قالت : " **عقّ رسول الله ﷺ عن الحسن والحسين يوم السّابع** " الخ ۔ (۱۱۵/۱۷، باب العقيقة ، تحت الرقم :۵۵۱۳، بيروت)

(کتاب المسائل:۲/ ۳۳۹،ط: مکتبہ اسماعیل،المسائل المہمۃ : جلد۹،غیر مطبوعہ)

# مرنے کے بعد عقیقہ

**مسئلہ** (۱۲۲): عقیقہ زندگی میں کیا جاتا ہے، مرنے کے بعد عقیقہ کا مستحب ہونا ثابت نہیں ہے [۱]، اگر مردہ بچہ کے عقیقہ کو مستحب نہ سمجھا جائے، محض شفاعت کی امید اور مغفرت کی لالچ سے کردیا جائے، تو گنجایش معلوم ہوتی ہے، جیسے کسی نے حج نہیں کیا اور بلا وصیت مرگیا، اور وارث نے اس کی مغفرت کی امید پر اپنے خرچ سے حج بدل کیا، تو امید ہے کہ حق تعالیٰ قبول فرمائے [۲]، اِس صورت میں عقیقہ کا جانور مستقل ہو، احتیاطاً قربانی کے جانور میں شرکت نہ کرے۔ [۳]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **اعلاء السنن** " : عن بريدة أن النبي ﷺ قال : " **العقيقة لسبع أو أربع عشرة أو إحدى وعشرين** " . رواه الطبراني ـ (۱۷/۱۳۱)

ما في " **فيض الباري** " : ان الغلام إذا لم يعق عنه ، فمات لم يشفع لوالديه ، ثم أن الترمذي أجاز بها إلى يوم إحدى وعشرين ، قلت : بل يجوز إلى أن يموت لما رأيت في بعض الروايات أن النبي ﷺ عقّ عن نفسه بنفسه ـ (۵/۶۴۸)

(۲) ما في " **الشامية** " : لو مات رجل بعد وجوب الحج ولم يوص به فحج رجل عنه ، أو حج عن أبيه أو أمه عن حجة الإسلام من غير وصية ، قال أبو حنيفة : يجزيه إن شاء الله ـ (۴/۱۷)

(۳) ما في " **الموسوعة الفقهية** " : ومن معاني الاحتياط لغة : الأخذ في الأمور بالأحزم والأوثق وبمعنى المحاذرة ، ومنه القول السائر : أوسط الرأي الإحتياط ، وبمعنى الاحتراز من الخطأ واتقائه ـ (۲/۱۰۰) (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/۶۲، المسائل المہمۃ: ۶/۱۶۸، مسئلہ: ۱۲۳)

## بڑی عمر والوں کا عقیقہ

**مسئلہ**(۱۲۳): اگر کسی شخص کا عقیقہ بچپن میں نہ کیا گیا ہو، تو بڑا ہونے کے بعد اُس کا بھی عقیقہ کیا جا سکتا ہے، مگر وقتِ مستحب کی فضیلت اُسے حاصل نہ ہوگی[1]، اگر ساتویں دین عقیقہ نہ کر سکیں، تو ۱۴/ ویں دن، یا ۲۱/ ویں دن کر دیں، ورنہ جب بھی عقیقہ کریں، تو دن کے اعتبار سے ساتویں دن کریں۔[2]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **المصنف لإبن أبي شيبة** " : عن محمد [ابن سيرين] قال : " **لو أعلم أنه لم يعقّ عني لعققتُ عن نفسي** " . (۳۱۹/۱۲ ، الرقم :۲٤۷۱۸ ، كتاب العقيقة ، المجلس العلمي أفريقه)

ما في " **إعلاء السنن** " : عن الحسن البصري : " **إذا لم يعق عنک فعقّ عن نفسک ، وإن كنت رجلا** " . (۱۳٤/۱۷ ، باب أفضلية ذبح الشاة في العقيقة ، تحت الرقم :۵۵۱٤ ، بيروت)

(حاشیہ فتاوی محمودیہ: ۵۱۱/۱۷، کراچی)

ما في " **الموسوعة الفقهية** " : ونصّ الشافعية على أن العقيقة لا تفوت بتأخيرها لكن يستحب أن لا يؤخر عن سنّ البلوغ ۔ (۲۷۹/۳۰ ، عقيقة ، وقت العقيقة) (كتاب المسائل:۳٤۲/۲)

(۲) ما في " **إعلاء السنن** " : انها إن لم تذبح في السّابع ذبحت في الرابع عشر وإلا ففي الحادي والعشرين ثم هكذا في الأسابيع ۔

(۱۳۱/۱۷ ، باب أفضلية ذبح الشاة في العقيقة ، تحت الرقم :۵۵۱٤)

(بہشتی زیور اختری: ۴۲/۳، کتاب المسائل: ۳۴۱/۲، ط: مکتبہ اسماعیل، المسائل المہمۃ: جلد۹، غیر مطبوعہ)

## بڑی عمر میں عقیقہ کرنے پر سر کے بال مونڈنا

**مسئلہ** (۱۲۴): اگر بڑی عمر میں عقیقہ کیا جارہا ہو، تو سر کے بال منڈوانا ضروری نہیں ہے، بلکہ اگر یہ عقیقہ بڑی عمر کی لڑکی کا ہے، تو اس کے بال مونڈنا، جائز نہیں ہے۔(۱)

---

**الحجة علی ما قلنا :**

(۱) ما في " **صحیح البخاري** " : عن ابن عباس قال : " **لعن النبي ﷺ المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال** " .

(۸۷٤/۲ ، قدیمي ، مشکوة المصابیح : ص/۳۸۵ ، قدیمي)

ما في " **البحر الرائق** " : وإذا حلقت المرأة شعر رأسها فإن کان لوجع أصابها فلا بأس به ، وإن حلقت تشبه الرجال فهو مکروه ۔ (۳۷۵/۸ ، کتاب الکراهیة ، الفتاوی الهندیة : ۳۵۸/۵)

ما في " **الدر المختار مع الشامیة** " : وفیه : قطعت شعر رأسها أثِمن ولعنت ---------- والمعنی المؤثر تشبه بالرجال اهـ ۔ (درمختار) ۔ وفي الشامیة : أي لا العلة المؤثرة في إثمها التشبه بالرجال ، فإنه لا یجوز کالتشبه بالنساء ۔ (۵۸٤،۵۸۳/۹)

(محقق ومدلل جدید مسائل:۱/ ۵۸۹،مسئلہ:۴۴۶،کتاب اللباس والزینۃ،ایڈیشن ثانی)

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:۴/ ۲۳۸،قدیمی،و۵/ ۴۷۸،جدید)

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۵/۶۲۲،فتاویٰ محمودیہ:۱۷/ ۵۱۱)

(کتاب المسائل:۲/۳۴۳،۳۴۴،مکتبہ اسماعیل،المسائل المہمۃ: جلد۹،غیر مطبوعہ)

## غیر ایامِ قربانی میں بڑے جانور میں عقیقہ کے حصے

**مسئلہ (۱۲۵):** ایامِ قربانی کے علاوہ دنوں میں ایک بڑے جانور میں کئی بچوں کے عقیقے کے حصے لینے میں اختلاف ہے، لیکن راجح یہی ہے کہ جس طرح ایامِ قربانی میں عقیقے کے حصے لینا جائز ہے، اسی طرح غیر ایامِ قربانی میں بھی بڑے جانور میں عقیقے کے حصے لینا درست ہے۔ (۱)

## عقیقے میں دعوت کرنا ضروری نہیں

**مسئلہ (۱۲۶):** عقیقے میں قربانی کر کے دعوت کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ چاہیں تو کچا گوشت تقسیم کردیں، یا غرباء کو کھلا دیں، یا پکا کر گھروں میں بھجوا دیں، اور چاہیں تو مختصر دعوت کردیں، نام ونمود اور – ریا کاری کی نیت نہ ہو۔ (۲)

---

**الحجة علی ما قلنا :**

(۱) (کفایت المفتی: ۸/۲۴۰، مکتبہ دار الاشاعت کراچی، فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۱۵/۶۱۰، ۶۱۱، مکتبہ دار العلوم دیوبند، آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/۲۳۳، قدیمی، و۵/۴۸۶، جدید، مسائل عیدین وقربانی: ص/۲۰۲، ۲۰۳، مکتبہ حامد کتب خانہ کراچی، مسائل قربانی وعقیقہ: ص/۵۸، بحوالہ کتاب المسائل: ۲/۳۴۰)

(المسائل المہمۃ: جلد۹، غیر مطبوعہ)

**الحجة علی ما قلنا :**

(۲) ما في "**إعلاء السنن**" : ولو دعا إلیها قومًا جاز ۔

(۱۷/۱۳۳، باب أفضلیة ذبح الشاة في العقیقة، تحت الرقم: ۵۵۱٤)

ما في "**رد المحتار**" : سواء فرق لحمها نیئًا أو طبخه بحموضة أو بدونها ۔

(۹/٤۸۵، مکتبه زکریا دیوبند، و ٦/۳۳٦، کتاب الحظر والإباحة، دار الفکر بیروت)

(کتاب المسائل: ۲/۳۴۲، مکتبہ اسماعیل، المسائل المہمۃ: جلد۹، غیر مطبوعہ)

## جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو اس کی قربانی

**مسئلہ** (۱۲۷): بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو، اس کی قربانی درست نہیں ہوتی، یہ غلط ہے، بلکہ جو شخص قربانی کے دنوں میں صاحب نصاب ہو اس پر قربانی کرنا واجب ہو جاتا ہے، اور قربانی کرنے سے قربانی درست ہو جاتی ہے، چاہے اس کا عقیقہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ (۱)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما فی " **التنوير مع الدر والرد** " : وشرائطها الإسلام واليسار الذي يتعلق به وجوب صدقة الفطر . (۹/۳۷۸ ، كتاب الأضحية)

ما فی " **مجمع الأنهر** " : الأضحية هی واجبة على حر مسلم مقيم موسر عن نفسه لا عن طفله . (٤/١٦٦، البحر الرائق :٨/٣١٨، تيسير الفقه الحنفی :ص/٢٣١)

**(فتاوی رحیمیہ: ۱۰/۴۴، آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/۲۲۱)**

**(المسائل المہمۃ: ۳/۳۱۸)**

## عقیقہ کرنے والے کے ساتھ شرکت

**مسئلہ (۱۲۸):** بڑے جانور میں عقیقہ کی نیت سے متعدد افراد شریک ہوسکتے ہیں، بشرطیکہ تمام شرکاء کی نیت قربانی یا عقیقہ کی ہو[۱]، اسی طرح بڑے جانور میں بعض شرکاء قربانی کی نیت سے اور بعض عقیقہ کی نیت سے شریک ہوسکتے ہیں[۲]، نیز عقیقہ کی نیت سے قربانی کے بڑے جانور میں حصہ لینے سے کسی کی قربانی باطل نہیں ہوگی۔[۳]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **تبيين الحقائق** " : إن أراد بعضهم العقيقة عن ولد ولد له من قبل لأن ذلك جهة التقرب إلى الله تبارك وتعالى بالشكر على ما أنعم عليه من الولد .............. إذا أراد أحدهم الوليمة وهي ضيافة التزوج وينبغي أن يجوز لأنها إنما تقام شكر الله تعالى على نعمة النكاح . (٦/٤٨٥ ، بدائع الصنائع :٤/٢٠٩، شرط جواز إقامة الواجب)

ما في " **المحيط البرهاني** " : والبقر والبعير كل واحد منهما يجزي عن سبعة إذا كانوا يريدون بها وجه الله اتفقت جهات القربة أو اختلفت . (٦/٤٨٥ ، الفصل الثامن)

(۲) ما في " **الفتاوى الهندية** " : ولو أرادوا القربة الأضحية أو غيرها من القرب أجزاهم سواء كانت القربة واجبة أو تطوعًا أو وجب على البعض دون البعض ـ وكذلك إن أراد بعضهم العقيقة عن ولد ـ الخ ـ (٥/٣٠٤)

(۳) حواله بالا ـ

# شادی کی دعوت نمٹانے کی غرض سے قربانی

**مسئلہ**(۱۲۹): اگر کسی نے شادی کی دعوت نمٹانے کی نیت سے قربانی کی، ثواب اور واجب ادا کرنے کی نیت سے نہیں کی تو اس صورت میں قربانی صحیح نہیں ہوگی، دوبارہ ایک حصہ کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(١) ما في " **القرآن الكريم** " :﴿**ومآ أمروا إلا ليعبدوا الله مخلصين له الدين**﴾ .

(سورة البينة :٥)

ما في " **صحيح البخاري** ": قوله عليه السلام : " **إنما الأعمال بالنيات** " .

(١/٢، باب بدء الوحي)

ما في " **بدائع الصنائع** " :أما الذي يرجع من عليه التضحية فمنها نية الأضحية لا تجزي الأضحية بدونها لأن الذبح قد يكون للحم وقد يكون للقربة والفعل لا يقع قربة بدون النية.

(٢٠٨/٤)

ما في " **البحر الرائق** " : وإن مات أحد السبعة وقال الورثة : إذبحوا عنه وعنكم صح ، وإن كان شريك الستة نصرانيا أو مريد اللحم لم تجز عن واحد منهم ، ووجه الفرق أن البقرة تجوز عن سبعة بشرط قصد الكل القربة . (٣٢٥/٨)

ما في " **الأشباه والنظائر لإبن نجيم** " : " الأمور بمقاصدها " . (١١٣/١)

(المسائل المہمۃ:۱۶۵/۲)

# ولیمہ یا عقیقہ کی نیت سے قربانی

**مسئلہ** (۱۳۰): بعض نے قربانی کے لیے اور بعض نے ولیمہ یا عقیقہ کے واسطے ایک ہی بڑے جانور میں حصہ خریدا ہو تو یہ جائز ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں اور کسی کی قربانی باطل بھی نہیں ہوگی۔ (۱)

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **تبيين الحقائق** " : إن أراد بعضهم العقيقة عن ولد ولد له من قبل لأن ذلك جهة التقرب إلى الله تبارك وتعالى بالشكر على ما أنعم عليه من الولد .............. إذا أراد أحدهم الوليمة وهي ضيافة التزوج وينبغي أن يجوز لأنها إنما تقام شكر الله تعالى على نعمة النكاح . (٤٨٥/٦ ، بدائع الصنائع :٢٠٩/٤، شرط جواز إقامة الواجب)

ما في " **المحيط البرهاني** " : والبقر والبعير كل واحد منهما يجزي عن سبعة إذا كانوا يريدون بها وجه الله اتفقت جهات القربة أو اختلفت . (٤٨٥/٦ ، الفصل الثامن)

(المسائل المہمۃ :۱۷۵/۲)

## عقیقہ کے گوشت کی تقسیم

**مسئلہ** (۱۳۱): عقیقہ کے گوشت کو تین برابر حصوں میں تقسیم کرکے، ایک حصہ فقراء ومساکین کو، دوسرا عزیز رشتہ داروں کو، اور تیسرا حصہ اپنے گھر میں استعمال کرلیا جائے، اور اگر کوئی شخص سارا گوشت گھر میں بنا کر عزیز رشتہ داروں کی دعوت کرے، تو یہ بھی جائز اور درست ہے۔[1]

---

**الحجة على ما قلنا :**

(۱) ما في " **اعلاء السنن** " : وسبيلها في الأكل والهدية والصدقة سبيل الأضحية ۔ اهـ۔ (۱۷/۱٤۰، تحت رقم الحديث :٥٥١٤ ، باب أفضلية ذبح الشاة في العقيقة)

ما في " **رد المحتار** " : قال في البدائع : والأفضل أن يتصدق بالثلث ، ويتخذ الثلث ضيافة لأقربائه وأصدقائه ، ويدّخر الثلث ، ويستحب أن يأكل منها ۔ (٤٧٤/٩ ، كتاب الأضحية ، ط ۔ دار الكتب العلمية بيروت ، ٣٢٨/٦ ، ط ۔ دار الفكر بيروت ، بدائع الصنائع : ٣٢٩/٦ ، التضحية ، ط ۔ دار الكتب العلمية بيروت ، ٨٠/٥ ، ط ؛ دار الكتاب العربي بيروت)

(فتاوی بنوریہ، رقم الفتوی:۸۳۵۸، المسائل المہمۃ:۱۳۳/۵)

## عیدگاہ نہ ہوتو نمازعید کہاں؟

**مسئلہ** (۱۳۲): بہت اسی ایسی جگہوں پر جہاں عیدگاہ نہیں ہوتی وہاں لوگ نمازعیدین اپنے اپنے محلّہ کی مسجدوں میں پڑھ لیتے ہیں، جب کہ شرعی تقاضہ یہ ہے کہ وہ بڑا گاؤں جو قصبہ کی طرح ہو اور وہاں علماء نے جمعہ وعیدین وغیرہ پڑھنے کی اجازت دے رکھی ہو، وہاں آبادی سے باہر جنگل میں عیدگاہ بنانا ضروری ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عیدگاہ میں نماز عید کے لیے جمع ہونے کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی بتلائی ہے کہ ملت اور مذہب کے لیے ایک دن ہوتا ہے، جس میں ان کی شان وشوکت ظاہر ہو، اور ان کی تعداد زیادہ معلوم ہو، اسی وجہ سے عیدگاہ میں تمام لوگوں کے جمع ہونے کو سنت قرار دیا، آنحضرت ﷺ ایک راستے سے آتے تھے اور دوسرے راستے سے واپس ہوتے تھے، تاکہ دونوں راستوں کے باشندے مسلمانوں کی شان وشوکت کو اچھی طرح دیکھ لیں، لہٰذا جس طرح ہو جلد از جلد عیدگاہ بنالیں، اور جب تک عیدگاہ بنے اس وقت تک کے لیے آبادی سے باہر کوئی جگہ تجویز کرلیں، تمام مسلمان اسی میں نماز پڑھیں اور اجرعظیم کے حقدار بنیں، انشاء اللہ سبقت کرنے والے زیادہ ثواب کے حقدار ہوں گے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۳/ ۶۷)

# نماز عید کا طریقہ

**مسئلہ** (۱۳۳): **نیت** ......اس طرح کریں کہ......میں دو رکعت نماز واجب، عید الاضحیٰ، چھ زائد تکبیروں کے ساتھ، اس امام کے پیچھے پڑھتا ہوں،...... پھر امام اور مقتدی اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں، اور ثنا کے بعد تین زائد تکبیریں کہیں، اور ہر دو تکبیر کے درمیان تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی بقدر خاموش رہیں، وہ اس طرح کہ......؛

اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں......،

پھر اللہ اکبر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں......،

پھر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور باندھ لیں......،

اس کے بعد امام حسب معمول سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر پہلی رکعت پوری کرلے (بہتر ہے کہ مسنون سورتیں پڑھیں)......اور دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو کر سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد، رکوع میں جانے سے پہلے امام اور مقتدی زائد تین تکبیریں کہیں،......وہ اس طرح کہ......؛

اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں......،

پھر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں......،

پھر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں......،

اور چوتھی مرتبہ کانوں تک ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں،...... اور نماز پوری کریں، نماز کے بعد دعا کریں، اس کے بعد دو خطبے پڑھیں، اور ان دو خطبوں کے درمیان تین چھوٹی آیتیں پڑھنے کی بقدر بیٹھ جائے۔ (فتاوی ہندیہ:۱/۱۵۰)

# خطبۂ اولیٰ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ،

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ،

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ،

اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ .

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ، وَلاَ عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظَّالِمِیْنَ ، اَحْمَدُہٗ سُبْحَانَہٗ وَاَشْکُرُہٗ ، وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ وَاَسْتَغْفِرُہٗ ، فَتَحَ اَبْوَابَہٗ لِلتَّائِبِیْنَ ، وَرَحْمَتُہٗ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِلٰہَ الأَوَّلِیْنَ وَالآخِرِیْنَ ، وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ، اَلْمَبْعُوْثُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِیْنَ ، أَدَّی الرِّسَالَةَ، وَنَصَحَ الْأُمَّةَ ، صَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ وَبَارَکَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَالْتَّابِعِیْنَ ، وَمَنْ تَبِعَھُمْ وَدَعٰی بِدَعْوَتِھِمْ ، وَاھْتَدٰی بِھَدْیِھِمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ، وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ .

**أما بعد**: فَاتَّقُوْا اللّٰہَ عِبَادَ اللّٰہِ ، اِتَّقُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ .

**عِبادَ الله !** ھٰذَا یَوْمٌ مِنْ أَیَّامِ اللّٰہِ الْمُبَارَکَةِ ، یَوْمُ الْحَجِّ الأَکْبَرِ ، وَھُوَ عِیْدُ الأَضْحٰی وَالنَّحْرِ ، عِیدٌ شَرِیْفٌ جَلِیْلٌ ، رَفَعَ اللّٰہُ قَدْرَہٗ وَأَظْھَرَ ، یَجْتَمِعُ فِیْہِ الْحَاجُّ بِمِنیً یَسْتَکْمِلُوْنَ مَنَاسِکَ الْحَجِّ وَیَتقَرَّبُوْنَ فِیْہِ إِلَی اللّٰہِ ، یُحْیُوْنَ سُنَّةَ أَبِیْھِمْ إِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ الْسَّلَامُ ، فَإِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی أَمَرَہٗ بِذِبْحِ وَلَدِہٖ وَفِلْذَةِ کَبِدِہٖ ، فَامْتَثَلَ أَمْرَ رَبِّہٖ طَائِعًا وَخَرَجَ بِإِبْنِہٖ مُسَارِعًا ، وَقَالَ : یَا بُنَيَّ إِنِّیْ أَرٰی فِيْ الْمَنَامِ اَنِّي أَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؟ فَقَالَ : یَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ،

فَاسْتَسْلَمَا جَمِيْعًا لِلْقَضَاءِ الْمَحْتُوْمِ ، وَسَلَّمَا أَمْرَهُمَا إِلَى الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ، فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِيْنِ ، وَأَهْوٰى إِلٰى حَلْقِهِ بِالسِّكِّيْنِ ، فَنَظَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَيْهِمَا بِعَيْنِ الرَّحْمَةِ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ، فَنُوْدِيَ أَنْ يَّا إِبْرَاهِيْمُ ، قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ، إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِيْ الْمُحْسِنِيْنَ ، إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلاءُ الْمُبِيْنُ ، فَأُتِيَ بِكَبْشٍ مِنَ الْجَنَّةِ فَذَبَحَهُ فِدَاءَ وَلَدِهٖ ، فَاعْتَبِرُوْا يَا أُوْلِيْ الأَبْصَارِ .

فَكَانَتْ وَاجِبَةً عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٍ وَزُفَرَ ، فَفِيْ الْحَدِيْثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : " مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ يَوْمَ النَّحْرِ عَمَلاً أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِن إِرَاقَةِ الدَّمِ ، وَإِنَّهُ لَيَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَأَظْفَارِهَا وَأَشْعَارِهَا ، وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَّقَعَ فِيْ الأَرْضِ ، فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا " . ...... وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! " مَا هِيَ الأَضَاحِيُّ ؟ قَالَ : سُنَّةُ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيمَ ، قَالُوْا : فَمَا لَنَا فِيْهَا ؟ قَالَ : بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ " .

**واعلموا عبادَ الله !** أَنَّهُ لَا يَصِحُّ فِيْ الأَضَاحِيِ الْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرْضُهَا، وَلَا الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوْرُهَا ، وَلَا الْعَرْجَاءُ الَّتِيْ لَا تُطِيْقُ الْمَشْيَ مَعَ الصِّحَاحِ ، وَلَا الْعَضْبَاءُ الَّتِيْ ذَهَبَ أَكْثَرُ مِنَ النِّصْفِ مِنْ أُذُنِهَا أَوْ قَرْنِهَا ، وَلَا الْهَزِيْلَةُ الَّتِيْ لَا مُخَّ فِيْهَا ، وَلَا الْهَتْمَاءُ الَّتِيْ ذَهَبَتْ ثَنَايَاهَا مِنْ أَصْلِهَا ، أَوْ مَا فِيْهَا مِنْ عَيْبٍ أَوْ نُقْصَانٍ . وَلَا يُجْزِئُ مِنَ الْإِبِلِ إِلَّا مَا تَمَّ لَهُ خَمْسُ سِنِيْنَ ، وَلَا مِنَ الْبَقَرِ إِلَّا مَا تَمَّ لَهُ سَنَتَانِ ، وَلَا مِنْ مَّعْزٍ إِلَّا مَا تَمَّ لَهُ سَنَةٌ ، وَلَا مِنَ الضَّأْنِ إِلَّا مَا تَمَّ لَهُ سِتَّةُ أَشْهُرٍ ، وَتُجْزِئُ الْبَدَنَةُ عَنْ سَبْعَةٍ ، وَالْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ .

وَالسُّنَّةُ نَحْرُ الإِبِلِ قَائِمَةً مَعْقُوْلَةً يَدُهَا الْيُسْرٰى ، وَذَبْحُ الْبَقَرَةِ وَالْغَنَمِ عَلٰى جَنْبِهَا الأَيْسَرِ مُوَجَّهَةً إِلَى الْقِبْلَةِ ، وَيَقُوْلُ عِنْدَ الذَّبْحِ :" بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ "

وَالْسُّنَّةُ أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا ثُلُثًا وَيَتَصَدَّقَ بِثُلُثٍ وَيُهْدِى ثُلُثًا ، وَلا يَبِيْعَ جِلْدَهَا وَلا شَيْئًا مِنْهَا ، وَلا يُعْطِيَ الْجَزَّارَ أُجْرَتَهُ مِنْهَا .

أَعَادَ اللّٰهُ عَلَيَّ وَعَلَيْكُمْ مِنْ بَرَكَةِ هٰذَا الْعِيْدِ ، وَآمِنَنِيْ وَإِيَّاكُمْ مِنْ سَطْوَةِ يَوْمِ الْوَعِيْدِ . أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ : ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ، فَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ، فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوْا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ، كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ، لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ الْتَّقْوٰى مِنْكُمْ ، كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوْا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ .

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِيْ الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ ، وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِمَا فِيْهِ مِنَ الآيَاتِ وَالْذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ، إِنَّهُ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ وَرَبٌّ حَلِيْمٌ .

# خطبۂ ثانیہ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ،

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ،

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ،

اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ .

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ فَدَا سَیِّدَنَا اِسْمَاعِیْلَ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ وَجَعَلَھَا سُنَّۃً إلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْأَوَّلِیْنَ وَالآخِرِیْنَ ، وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہِ الَّذِیْنَ ضَحَّوْا بِأَرْوَاحِھِمْ وَأَمْوَالِھِمْ فِيْ سَبِیْلِ نُصْرَۃِ الدِّیْنِ . إِنَّ الْأُضْحِیَّۃَ سُنَّۃٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ ، فَضَحُّوْا بِأَحْسَنِ الْأَضَاحِيِّ وَأَطْیَبِھَا ، وَأَطْعِمُوْا الْبَآئِسَ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ .

وَصَلُّوْا وَسَلِّمُوْا عِبَادَ اللّٰہِ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ ، فَقَدْ أمَرَکُمْ بِذٰلِکَ رَبُّکُمْ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿إِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِيِّ یَاْ أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ . اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ . وَارْضَ اَللّٰھُمَّ عَنِ الْأَرْبَعَۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ وَالأئِمَّۃِ الْمَھْدِیِّیْنَ الَّذِیْنَ قَضَوْا بِالْحَقِّ وَبِہٖ کَانُوْا یَعْدِلُوْنَ ، أَبِي بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ ، وَعَنِ السِّتَّۃِ الْبَاقِیْنَ مِنَ الْعَشَرَۃِ الْمُبَشَّرِیْنَ بِالْجَنَّۃِ ، وَعَنِ الصَّحَابَۃِ أَجْمَعِیْنَ ، وَعَنْ أُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالتَّابِعِیْنَ ، وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِإِحْسَانٍ إلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ، وَعَنَّا مَعَھُمْ بِعَفْوِکَ وَکَرَمِکَ وَإِحْسَانِکَ یَا أَکْرَمَ الأکْرَمِیْنَ .

اَللّٰھُمَّ أَعِزَّ الإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ ، وَأَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِ الْمُسْلِمِیْنَ ، وَأَصْلِحْ

قَاْدَتَهُمْ ، وَأجْمِعْ كَلِمَتَهُمْ عَلَى الْحَقِّ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ . اَللّٰهُمَّ آمِنَّا فِيْ أَوْطَانِنَا، وَأَصْلِحْ أَئِمَّتَنَا وَوُلَاةَ أُمُوْرِنَا ، وَاجْعَلْ وَلَايَتَنَا فِيْمَنْ خَافَكَ ، وَاتَّبَعَ رِضَاكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ . اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاْتِ ، وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاْتِ ، اَلْأَحْيَاْءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاْتِ . ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. رَبَّنَا آتِنَا فِيْ الْدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِيْ الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَاْبَ النَّارِ﴾.

تَعَاْدَلُوْا يَا عِبَاْدَ اللّٰهِ ، إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَاْنِ وَإِيْتَاْءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاْءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ، يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ . فَاْذْكُرُوْا اللّٰهَ الْعَلِيَّ الْعَظِيْمَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ ، وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ .

**تم بحمد اللّٰه**